الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کا ماہانہ علمی مجلہ

الشریعۃ

گوجرانوالہ

جلد ۷ | اکتوبر ۹۶ء | شمارہ ۱۰

ورلڈ اسلامک فورم کی چار سالہ رپورٹ

○ زیر سرپرستی ○

مولانا محمد سرفراز خان صفدر

مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

مولانا محمد عبد اللہ پٹیل

ڈاکٹر سید سلمان ندوی

○ رئیس التحریر ○

ابو عمار زاہد الراشدی

○ نائب الرئیس ○

مولانا محمد عیسیٰ منصوری

○ مدیر ○

حافظ محمد عمار خان ناصر

○ مدیر معاون ○

حافظ ناصر الدین خان عامر

○ مجلس مشاورت ○

مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان گورمانی، پروفیسر غلام رسول عدیم، قاضی محمد رویس خان ایوبی، حافظ عبد القدوس خان قارن، حاجی محمد فیاض خان سواتی، حافظ عبد الحق خان بشیر، قاری عبد الحمید حامد، ضیاء الرحمن، عبد الرزاق خان

○

قیمت فی پرچہ ۲۵ روپے، سالانہ ۳۰۰ روپے

یورپ دس برطانوی پونڈ، امریکہ پندرہ ڈالر

مڈل ایسٹ پچاس سعودی ریال

○ ترسیل زر کے لیے ○

ماہنامہ الشریعہ، اکاؤنٹ نمبر ۳۳۰ حبیب بینک لمیٹڈ، بازار تھانے والا گوجرانوالہ

مینجر ماہنامہ الشریعہ، مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

ناشر حافظ محمد عبد المتین خان زاہد

طابع مسعود اختر عزیز، میکلوڈ روڈ لاہور

کمپوزنگ الشریعہ کمپوزرز گوجرانوالہ

خط و کتابت کے لیے

الشریعہ اکادمی

مرکزی جامع مسجد (پوسٹ بکس ۳۳۱)

گوجرانوالہ فون ۲۱۹۲۱۳

WORLD ISLAMIC FORUM

71 DELAFIELD HOUSE, CHRISTIAN ST.
LONDON E1 1QD (U-K)
TEL. / FAX (0171) 2651990

اس شمارے میں

عنوانات

کلمہ حق	مولانا محمد عیسیٰ منصوری	۳
فورم کے پہلے باضابطہ اجلاس کا دعوت نامہ		۲۹
لندن میں ماہانہ فکری نشست کا آغاز		۳۳
پہلا سالانہ تعلیمی سیمینار		۳۶
مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں کی دینی تعلیم		۴۰
دوسرا سالانہ تعلیمی سیمینار		۴۷
ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کا سالانہ اجلاس		۵۲
مغربی میڈیا اور عالم اسلام (مجلس مذاکرہ)		۵۹
ورلڈ اسلامک فورم کا تیسرا سالانہ تعلیمی سیمینار		۶۴
دوسرا سالانہ میڈیا سیمینار		۶۷
ڈاکٹر سید سلمان ندوی کا دورہ برطانیہ		۷۰
قاہرہ کانفرنس کے فیصلوں کا جائزہ		۷۳
گوجرانوالہ میں مجلس مذاکرہ		۷۶
پاکستان شریعت کونسل کے قیام کی ضرورت		۸۴
مرکزی مجلس شوریٰ کے تاسیسی اجلاس کی رپورٹ		۹۰

ورلڈ اسلامک فورم کی چار سالہ کارگزاری

الحمد للہ ورلڈ اسلامک فورم ساڑھے تین سال سے تعلیم و میڈیا کے محاذ پر سرگرم عمل ہے۔ دین کے کئی شعبے ایسے ہیں جن میں قابل قدر کام ہو رہا ہے جیسے مکاتب' مساجد' جامعات اور دعوت و تبلیغ لیکن بہت سے شعبے ایسے بھی ہیں جن میں یا تو کام مفقود ہے یا بہت کم ہو رہا ہے اور ان میں کام کی اشد ضرورت بھی ہے۔ دراصل فورم کا ٹارگٹ یہی شعبے ہیں۔ ہر دور میں کسی نئے محاذ پر جن پریشانیوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے' قدرتی طور پر وہ فورم کا بھی مقدر بنیں۔ بندہ نے کئی بار حالات سے گھبرا کر اس دور کے ایک بزرگ سے دعا کی استدعا کی تو فرمایا "اگر آپ کو ان پریشانیوں کا سامنا نہ ہوتا تو ہمیں اس کام کی حقانیت میں شبہ ہوتا"

جس طرح عسکری جنگ کے کئی محاذ و پہلو ہوتے ہیں بری' ہوائی' بحری' جاسوسی' پروپیگنڈہ وغیرہ' کسی ایک محاذ پر غفلت بھی ہزیمت سے دوچار کر سکتی ہے' اسی طرح قوموں کے وجود و بقا کی جنگ کسی ایک محاذ پر نہیں لڑی جاتی' اس کی بے شمار جہتیں اور محاذ ہوتے ہیں' کسی ایک محاذ پر غفلت ہی ساری محنت اور کوششوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔

آج دنیا کے حالات اتنی تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں اور دشمن نئے نئے محاذ اسلام کے خلاف کھولتا جا رہا ہے' ایسے دور میں دین کے خدمت گاروں کے لیے جتنا باخبر اور چوکنا رہنے اور دشمن و حالات پر کڑی نظر رکھنے کی ضروت ہے' وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔

مگر وائے افسوس! مسلمان بالخصوص مذہبی طبقہ جس جمود' بے حسی' شخصیت پرستی' گروہ بندی' علاقائی عصبیت کا شکار ہے' اس کے ساتھ عصری تقاضوں کے شعور کا فقدان اور مغربی فکر اور جدید میڈیا کی زہرناکی سے ناواقفیت نے کام کو دشوار تر بنا دیا ہے۔

فورم نے گزشتہ ساڑھے تین سال سے خدائے برتر کے بھروسے پر جن شعبوں میں پیش رفت کی ہے' اس کی مختصرا" رپورٹ حاضر خدمت ہے لیکن اس سے پہلے ذرا تفصیل

سے موجودہ حالات کا جائزہ لیا ہے تا کہ جو لوگ ہمارے رفیق کار بنیں اور دست تعاون بڑھائیں' وہ ہم سے اور ہمارے طریقہ کار سے پوری طرح باخبر ہوں۔ اور علیٰ وجہ البصیرۃ دست تعاون بڑھائیں وما توفیقی الا باللہ

یاں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما بر سانید ہر کجا ہستند

یہ کائنات ازل سے ہی حق و باطل کی رزم گاہ رہی ہے اور تا قیامت حق و باطل یا اسلام و کفر کی معرکہ آرائی رہے گی۔ دنیا میں انسانوں کی حقیقی تقسیم صرف ایک ہے اور وہ تقسیم ہے ایمان اور کفر کی۔ ہر انسان یا مومن ہے یا کافر۔ خالق کائنات کے نزدیک بھی' قرآن حکیم اور تمام کتابوں کے نزدیک بھی' امم سابقہ میں بھی' آج بھی قیامت تک انسانوں کی حقیقی تقسیم صرف یہی ہے اور رہے گی۔ اس کے علاوہ انسانوں کی جتنی تقسیمیں ہیں' خواہ وہ نسلی و قومی ہوں' ملکی و علاقائی ہوں یا لسانی' سب غیر حقیقی اور انسانوں کی خود ساختہ ہیں یا اس قدر اہمیت نہیں رکھتیں۔ جس طرح اسلام کا سب سے بڑا مقصد شرک و کفر کو مٹانا ہے' اسی طرح دنیائے کفر کا سب سے بڑا مقصد اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنا ہے۔ اس کے لیے کفر اسلام کے خلاف ہر چیز سے سمجھوتہ کر سکتا ہے۔ جس طرح ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہود و نصاریٰ جو ہمیشہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے اور جانی دشمن رہے ہیں' اسلام دشمنی میں ایک ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کفر کی پوری دنیا خواہ وہ ہندو ہو یا بدھسٹ' کمیونزم ہو یا سرمایہ داری' سب کا اسلام کے خلاف اتحاد ہو چکا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ کفر نے (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) اسلام کے ساتھ کبھی انصاف نہیں کیا اس لیے کہ کفر کے معنی ہی ناشکری و بے انصافی کے ہیں اور اسلام کا اولین مطالبہ عدل و انصاف ہی رہا ہے۔

اسلام اور مغرب کا تعارف ہی میدان جنگ میں ہوا۔ عیسائیوں نے دور نبوت ہی میں رسول خدا کے قاصد کو قتل کر کے مسلمانوں سے عداوت کی بنیاد رکھ دی تھی۔ اس کے بعد اسلام کی روز افزوں ترقی و اشاعت ہمیشہ عیسائی دنیا کی آنکھوں میں کھٹکتی رہی۔ جب مسلمان کچھ کمزور پڑے تو صدیوں تک صلیبی جنگوں کے ذریعہ یورپ اسلام کو ختم کرنے کی جدوجہد کرتا رہا۔ جب اسلام نے یورپ کو عسکری میدان میں ناکوں چنے چبوا دیے تو عیسائی دنیا نے ایک نیا محاذ کھول دیا۔ یورپ صدیوں تک اسلام کی صورت بگاڑنے' اسلامی تعلیمات مسخ کرنے' قرآن و سنت کو غلط معنی پہنانے اور اسلام کو وحشت و بربریت کا مذہب ثابت کرنے

میں مشغول رہا۔ اس عملی بد دیانتی اور قرآن و سنت کی تحریف کرنے میں ہزارہا یورپی مستشرقین نے اپنی زندگی صرف کر دی جن کی بڑی تعداد مذہبی پادریوں پر مشتمل تھی۔ آج بھی مختلف انداز میں یہ کام جاری ہے۔ آج مغرب سمجھ رہا ہے کہ کمیونزم کے زوال کے بعد مغرب کی عالمی بالادستی کی راہ میں اسلام واحد رکاوٹ ہے۔ مغرب کے نزدیک اسلام کو ختم کرنے کا تاریخ میں اس سے بہتر موقع کبھی نہیں آیا تھا اس لیے مغرب دنیا کی دیگر اقوام کو ساتھ ملا کر اسلام کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔

یوں تو اسلام کو ہر دور میں بڑے بڑے چیلنجوں کا سامنا رہا ہے مگر آج مغربی فکر کا حملہ اسلامی تاریخ کا سب سے شدید تر اور ہمہ گیر حملہ ہے۔ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک وقت اس سے پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔ دوسری صدی ہجری میں یونانی فلسفہ کی یلغار اسلام کے نظام فکر و عقائد پر زبردست حملہ تھی مگر اس سے متاثر ہونے والے ایک فی صد بھی نہیں تھے۔ چھٹی صدی ہجری میں تاتاریوں کا حملہ بہت بڑی ابتلا و آزمائش تھی مگر اس کی نوعیت محض عسکری تھی اور وہ عالم اسلام کے ایک حصہ تک محدود تھا۔ اس صدی کے شروع میں کمیونزم کا فکری حملہ اسلامی تاریخ کا بدترین حملہ تھا تاہم اس کی نوعیت صرف اقتصادی تھی' اس میں مذہب کی مخاصمت بعد میں بتدریج داخل ہوئی۔ وہ دراصل مغرب کے بے لگام سرمایہ دارانہ نظام کا رد عمل تھا مگر آج مغرب کی طرف سے اسلام کو جو چیلنج درپیش ہے وہ ہمہ جہتی ہے۔ یہ علمی و فکری بھی ہے' معاشرتی و تمدنی بھی' اقتصادی و معاشی بھی اور سیاسی و عسکری بھی اور یہ کسی خطہ تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا کے چپہ چپہ کو محیط ہے۔ روس کی شکست و ریخت کے بعد مغرب نے سمجھ لیا ہے کہ اسلام کو ختم کر کے ہی وہ دنیا پر ہر طرح کی بالادستی حاصل کر سکتا ہے اس لیے آج دنیا میں اصل تصادم مغربی فکر اور اسلامی فکر کے درمیان برپا ہے۔

اس وقت اسلام اور مغرب کے درمیاں جو جنگ جاری ہے' وہ اسلحہ کی نہیں بلکہ علمی فکری اور تہذیبی ہے۔ مغرب اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اگر دنیا کے کسی حصہ میں اسلام کا تجربہ کامیاب ہو گیا تو کمیونزم کی طرح ویسٹرن سولائزیشن بھی ریت کی دیوار کی طرح ڈھے جائے گی اس لیے وہ پیش بندی کے طور پر اسلام کے خلاف اتنا زہر پھیلانا چاہتا ہے اور اتنی نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ کوئی شخص اسلام کے قریب نہ آسکے اور مسلمان خوف زدہ ہو جائیں اس لیے اس نے طے کر لیا ہے کہ دنیا میں کسی جگہ مسلمانوں کو اسلام کے معاشرتی'

تعلیمی، معاشی، سیاسی نظام پر نہیں آنے دے گا۔ اس مقصد کی خاطر اس نے اسلام کے خلاف "میڈیا وار" شروع کر رکھی ہے جس کے ذریعہ وہ اسلام کو درندگی اور خون بہانے والا مذہب، انسانی حقوق کا دشمن اور علم و ترقی کا مخالف ثابت کر رہا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اسلام و ایمان کے معنی ہی سلامتی و امن کے ہیں اور دنیا میں اسی وقت تک صحیح معنی میں امن قائم رہا جب تک اسلام بالادست طاقت رہا۔ آج مغرب دور نبوت کی جنگوں (غزوات و سرایا) کی انتہائی بھیانک تصویر پیش کر رہا ہے جبکہ رسول خدا کی پوری حیات طیبہ میں کام آنے والے مسلم و غیر مسلم ایک ہزار سے زائد نہیں تھے جن میں ۲۴۱ مسلمان اور ۷۵۹ غیر مسلم تھے اور اس کی بدولت ۱۰ لاکھ مربع میل کا علاقہ صحیح معنی میں امن کا گہوارہ بن گیا تھا۔ اس کے بر خلاف مغرب نے اپنے ایک ایک نظریہ کے تجربہ کرنے میں کروڑوں انسانوں کا خون بہایا ہے۔ ماضی قریب میں کمیونزم کی خونی تاریخ گواہ ہے۔ ۲ کروڑ سے زائد انسان اس کی بھینٹ چڑھ گئے مگر مغربی میڈیا میں اس پر کبھی شور و غوغا نہیں سنائی دے گا۔ گزشتہ نصف صدی پچاس سال میں دنیا میں جتنا خون بہا ہے اور جتنے لوگ بے وطن ہوئے ہیں، خود مغرب کے مقرر کردہ اداروں کی مصدقہ رپورٹوں کے مطابق ان میں ۸۰ فیصد سے زائد مسلمان ہیں۔ اگر اعداد و شمار جمع کیے جائیں تو اسلام کی ساڑھے تیرہ صدیوں میں اتنے مسلمان شہید نہیں ہوئے جتنے اس نصف صدی میں مغرب کی گندی سیاست کی بھینٹ چڑھے ہیں۔ یہ مسئلہ گہرے غور و فکر اور سنجیدہ ریسرچ کا متقاضی ہے۔ اب ہر جگہ مسلم نوجوانوں کو ہوش آنے لگا ہے اور وہ انسانیت کے اصل مجرم کو پہچاننے لگے ہیں۔ مغرب کی اس میڈیا وار کے پس پشت یہی خوف کارفرما ہے کہ اسے اپنے بھیانک جرائم کا یوم الحساب سامنے نظر آ رہا ہے۔

آج دنیا میں عسکری، معاشی و تہذیبی طور پر چند نسل پرست گروہوں کا تسلط قائم ہو چکا ہے جن میں صیہونیت، مغرب کے طبقہ اشرافیہ اور اب بھارت کے برہمن کو شامل کیا جا رہا ہے۔ ورلڈ بینک (آئی، ایم، ایف) یو۔ این۔ او جیسے ادارے عرصے سے ان سیاہ نسلی طاقتوں کے جال بن چکے ہیں اور مغرب سمیت دنیا بھر کے حکمران ان کے کارندے۔ اس وقت اس نسلی مثلث کا اصل نشانہ اسلام ہے اس لیے کہ اسلام ہی اس شیطانی ٹرنگل کا خاتمہ کر سکتا ہے اور مظلوم انسانیت کا نجات دہندہ بن سکتا ہے۔

یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ مغرب کے ۹۹ فی صد عوام ہماری

ہی طرح اس دو منہ والے سانپ (صیہونیت و اشرافیہ) کے ڈسے ہوئے اور مظلوم ہیں اور ان کا اسلام سے کوئی جھگڑا نہیں۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹۱۲ء میں فلسطین میں صحیح فرمایا تھا کہ پوری انسانیت کی آخری پناہ گاہ بالآخر اسلام ہی ثابت ہوگا۔ یہ حقیقت مغرب جتنی جلد سمجھ لے' مغرب کے لیے بھی بہتر ہوگا اور مشرق کے لیے بھی۔ علامہ اقبالؒ اپنی خدا داد بصیرت سے پون صدی پہلے کہہ چکے ہیں کہ فرنگ کی رگ جان پنجہ یہود میں پھنس چکی ہے اور کلیسا کے متولی یہودی بن چکے ہیں۔ جس طرح کل کا سورج نکلنا یقینی ہے' اس سے زیادہ یقینی حقیقت یہ ہے کہ آنے والا کل اسلام کا ہے کہ اسلام ہی انسانیت کی نگہبانی کر سکتا ہے اور دنیا کو امن و خوشحالی' مساوات انسانی حقوق اور اعلیٰ اخلاقی قدریں اور پاکیزہ معاشرہ عطا کر سکتا ہے۔ وہ وقت سامنے نظر آ رہا ہے کہ خدائے لم یزل کا اسلام کے غلبہ کا وعدہ لیظھرہ علی الدین کلہ اور دنیا کے سب سے سچے انسان کی پیش گوئی "اے فاطمہؓ دنیا کے ہر کچے پکے گھر میں تیرے باپ کا کلمہ گونجے گا" پوری ہو۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جسے قدرت اپنے اس مقدس مشن کی تکمیل کے لیے ذریعہ کے طور پر استعمال کر لے اور وہ دست قدرت کے آلہ کے طور پر استعمال ہو جائے اس کے لیے ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا۔ آج کا سب سے بڑا ہتھیار اور طاقت عصری علوم اور سائنس و ٹیکنالوجی ہے۔ مغرب ان علوم کو انسانیت کی تخریب کاری اور تباہی کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ آج پوری انسانیت درد سے سسک رہی ہے۔ اگر ان شیطانی طاقتوں کو مزید مہلت دی گئی تو یہ پوری انسانیت پر بہت بڑا ظلم ہوگا۔ ہماری غفلت سے مغرب نے اتنی طاقت حاصل کر لی ہے جس سے پوری دنیا کو کئی بار تباہ کیا جا سکتا ہے اور ہر شہر و بستی کو ہیروشیما بنایا جا سکتا ہے۔ یہ پوری انسانیت کی بدقسمتی ہے۔ ظالم بوچر (قصاب) کے ہاتھ سے تلوار چھیننا وقت کی سب سے بڑی نیکی ہے۔ مسلمان آگے بڑھیں اور ان علوم کو انسانیت کی تعمیر کے لیے دکھی انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے استعمال کریں۔ یہی وقت کی پکار ہے۔

معمار حرم باز بہ تعمیر جہاں خیز

اگرچہ بیشتر مسلم ممالک بظاہر آزاد ہیں مگر ان کی آزادی محض جسمانی آزادی ہے۔ ان کے ذہن و فکر آج بھی غلام ہیں' ان پر مغرب کا مکمل تسلط ہے۔ ذہن و فکر کو غلام بنانے میں سب سے موثر کردار تعلیم اور میڈیا کا ہے۔ مغرب کا تعلیمی و فکری نظام خالص مادی خطوط پر استوار ہے۔ یورپ کے عوام صدیوں تک شہنشاہیت اور تھیوکریسی (مذہبی پادریوں) کے

مظالم کی چکی میں پستے رہے۔ جب یہاں سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور شروع ہوا اور عوام میں بیداری شروع ہوئی، اس وقت بد قسمتی سے چرچ و مذہب نے عوام کے بجائے بادشاہت کا ساتھ دیا اور علم سے انکار کی راہ اختیار کی۔ مذہبی احتساب کی عدالتیں قائم کی گئیں اور ہزارہا انسانوں کو سائنسی وعلمی نظریات جیسے زمین کا گول ہونا (حرکت کرنا، کشش رکھنا) کی بنیاد پر زندہ جلانے، سولی چڑھانے اور طرح طرح کی اذیت ناک سزائیں دی گئیں۔ مشیت الٰہی سے سائنس وصنعت ترقی کرتی گئی۔ غرض جس رفتار سے سائنس کے انکشافات اور صنعت کی ایجادات بڑھتی گئیں اور انسان کائنات کی مخفی قوتوں کی تسخیر کر کے اس سے استفادہ کرتا گیا، اسی رفتار سے مذہب سے بیزاری وفساد بڑھتا گیا۔ مذہب و سائنس کی کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح یورپ سے شہنشاہیت وجاگیرداری نظام کا بستر لپیٹ دیا گیا، اسی طرح مذہب کو اجتماعی مسائل ومعاملات سے بے دخل کر دیا گیا اور اسے چرچ کے اندر محدود کر دیا گیا۔ اور بائبل کے صرف وہ احکامات قابل توجہ قرار پائے جو عقائد، عبادات اور شخصی اخلاق سے تعلق رکھتے تھے۔ یوں اجتماعی معاملات (جیسے سیاست، معیشت، معاشرت، نظم ونسق و قانون) سے مذہب کو خارج کر دیا گیا۔ یہ ہے مغربی فکر کا خلاصہ۔ مذہب بیزاری اس کے ضمیر میں داخل ہے۔ مذہب محض ایک نجی پرائیویٹ معاملہ ہے جو عقائد اور عبادات کی چند رسموں تک محدود ہے، اس کو اجتماعی معاملات میں دخل دینے کی اجازت نہیں۔ غرض پادری اور مذہب کو چرچ کے اندر بند کر کے اجتماعی مسائل اور کارگاہ حیات سے اس کا رشتہ کاٹ دیا گیا۔ یہ تعلیمی اور فکری نظام اسلام کی ابدیت وافادیت اور ہر دور میں قابل عمل ہونے اور ہر دور کے مسائل کے حل کرنے کی صلاحیت کے متعلق نئی نسل کے ذہنوں میں تذبذب وشکوک کے کانٹے بو دیتا ہے۔ غرض آج مغرب کا تعلیمی نظام ہو یا فکری نظام، دونوں سے انسان کو خدا و مذہب سے کاٹنے اور دور کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔ یہ ہے مغربی فکر جس کا سیاسی نام سیکولر ازم ہے۔ مغرب سیکولر ازم سے مسلم دنیا میں اسلام کا راستہ روکنے کا کام لے رہا ہے۔

مسلم دنیا کے حکمران اسی تعلیمی و فکری نظام کے پروردہ ہیں جس میں مذہب تاریک و پسماندہ دور کی فرسودہ روایات کا نام ہے۔ وہ آج کے ترقی یافتہ ماڈرن دور کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ یہ مسلم حکمران مذہب کو اجتماعی زندگی سے خارج کرنے میں مغرب کے ہم خیال وشریک کار ہیں۔ رہ گئے مذہبی افراد و جماعتیں وہ شکست خوردہ اور منتشر اور نئے دور کے

سائنسی و صنعتی علوم سے بے بہرہ اور عصری تقاضوں کو سمجھنے کی بصیرت وشعور سے اور عصری چیلنجوں کے مقابلہ کی صلاحیت سے دن بدن دور ہوتی جا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مذہبی طبقہ ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کی شکست کے بعد اب تک سنبھل نہیں پایا۔ ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں علما کی بڑی تعداد شہید کر دی گئی تھی۔ شاملی کے میدان میں شکست کے بعد حاجی امداد اللہؒ مکہ ہجرت کر گئے اور مولانا نانوتویؒ و گنگوہیؒ روپوش ہو گئے۔ اس وقت علما نے محسوس کر لیا تھا کہ اب انگریز کا عسکری میدان میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر مزید میدان میں ٹھہرے تو انگریز کچل کر ختم کر دے گا۔ انہوں نے وقتی حکمت عملی کے طور پر تعلیم و تربیت کا میدان اختیار کیا تا کہ تیاری کر کے اور افراد سازی کر کے دوبارہ غلبہ حاصل کیا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے دیوبند اور گنگوہ جیسے چھوٹے قصبات میں دینی مراکز قائم کیے۔ حضرت شیخ الہندؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ مدرسہ (دیوبند) حضرت الاستاد (مولانا قاسم نانوتویؒ) نے درس و تدریس کے لیے قائم کیا تھا؟ نہیں بلکہ دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے علم کی چادر ڈال دی تا کہ تیاری کرنے اور افراد سازی کا موقع مل جائے۔ میدان سے ہٹنے پر جہاں یہ فائدہ ہوا کہ ہندوستان دوسرا اسپین بننے سے بچ گیا اور برصغیر میں دین، علم دین اور مسلم معاشرہ کی حفاظت ہو گئی، وہیں نقصان بھی بہت عظیم ہوا۔ یہ کہ علماء زمانہ سے کٹ ہو گئے، وہ علمی و ذہنی طور پر ۱۸۵۷ء میں رہ گئے۔ گزشتہ صدی میں دنیا نے جو بے مثال علمی فکری ترقی اور سائنسی و صنعتی میدان میں پیش رفت کی ہے، اس سے بے گانہ رہ گئے۔ علم و فکر کا قافلہ ڈیڑھ دو صدی پہلے جہاں سے گزرا تھا، اب تک اسی بارڈر (سرحد) پر کھڑے ہیں۔ جس کی وجہ سے موجودہ دور کی بصیرت وشعور اور اس کے مسائل کا ادراک و چیلنجوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت سے دور ہوتے گئے۔ اب جو دینی منصوبے بنائے ہیں، ان کی سوچ آج کے تقاضوں کے بجائے ڈیڑھ صدی قبل کے تقاضوں پر رہتی ہے۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء میں دشمن کے مقابلہ کے لیے جو دفاعی حصار (ڈیفنس لائن) دینی مراکز کی شکل میں قائم کی تھی، وقت کے ساتھ ساتھ وہ مضمحل اور غیر موثر ہوتی جا رہی ہے کیونکہ ڈیفنس شکست کا دوسرا نام ہے۔ اقدام ہی بہترین ڈیفنس ہے۔ اگرچہ آج ان دینی مراکز کی تعداد میں دسیوں نہیں، پچاسوں گنا اضافہ ہو گیا مگر معنوی اوصاف وصفات مسلسل گھٹ رہی ہیں۔ اس کے بنیادی طور پر دو سبب ہیں:

(۱) علما علمی و فکری طور پر زمانہ سے کٹ گئے ہیں، اس لیے وقت کے مسائل

وتقاضوں کے شعور وادراک اور صحیح منصوبہ بندی سے بڑی حد تک عاری ہو چکے ہیں۔

(۲) ان دینی مراکز کے قیام کے وقت جو دینی حمیت و جذبہ جہاد اور اسپرٹ تھی اور اس کے ساتھ تعلق باللہ، للہیت، زہد وقناعت، تقویٰ وخلوص، بے لوثی واستغنا کے اوصاف میں دن بدن زوال اور کمی آتی جا رہی ہے۔ ادھر کچھ عرصہ سے ان کی صفوں میں کالی بھیڑیں داخل ہو گئیں ہیں جنہوں نے ان دینی مراکز کو ظاہری کاروبار اور دوکانداری کے انداز میں چلانا شروع کر دیا ہے۔ گویا اسلام کے نام پر ذاتی جائیداد وریاست بن رہی ہے جس پر نسل در نسل اولاد قابض ہوتی رہے۔ اس ذہنیت نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی جس کی وجہ سے ہمارے دینی مراکز بڑی حد تک بانجھ ہو چکے ہیں۔ اب ان میں افراد سازی کی بجائے افراد شماری ہو رہی ہے۔ دینی طبقہ مغرب کی یلغار کے مقابلہ پر دل چھوڑ بیٹھا ہے اور حوصلہ ہار چکا ہے۔ ذہنوں میں پستی چھا گئی ہے۔ نہ صرف سائنسی، مذہبی، سیاسی، اقتصادی و عسکری محاذ پر بلکہ علمی وفکری محاذ پر بھی مغرب کے مقابلہ کی سکت نہیں پا رہا ہے۔ یہی نہیں مغربی فکر کے اثرات دوسرے طبقات کی طرح طبقہ علما پر بھی حاوی ہوتے جا رہے ہیں۔ مغرب نے گزشتہ ڈیڑھ دو صدی مسلمانوں کو اسلام سے کاٹنے کے لیے تعلیم اور فکر کے محاذ پر منصوبہ بندی سے جو منظم جدوجہد کی ہے، اس میں وہ بڑی حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔ اس نے مذہبی طبقہ کو زمانہ سے کاٹ دیا اور ان کے ذہنوں سے جہاد و خلافت کے تصور کو دھندلا دیا اور ان کا رشتہ اجتماعی مسائل اور کار حیات سے کاٹ دیا۔ اب مدارس میں جو دینی علوم پڑھائے جا رہے ہیں، ان میں سارا زور عقائد وعبادات یا زیادہ سے زیادہ شخصی اخلاق پر ہے۔ فقہ ہو یا حدیث پورا زور بیان کتاب الطہارت سے کتاب الحج تک ہوتا ہے۔ بہت ہو گیا تو کتاب النکاح اور کتاب الطلاق تک، حالانکہ حدیث وفقہ کی انہی کتابوں میں کتاب البیوع بھی ہے، کتاب الاجارہ بھی، کتاب المزارعہ بھی ہے اور کتاب الامارہ بھی۔ ان میں جہاد وسیاست، امور مملکت کے ابواب بھی ہیں اور تمام اجتماعی معاملات کی رہنمائی بھی، مگر ان ابواب سے اس طرح گزر جاتے ہیں گویا یہ سب منسوخ ہو چکے ہوں۔ مدارس میں دھواں دھار تقریریں ہوتی ہیں، ایک ایک مسئلہ پر چھ چھ دن بحث ہوتی ہے جن کا حاصل صرف یہ نکلتا ہے کہ یہ اولیٰ ہے یا غیر اولیٰ۔ ایک صدی کے مسلسل طرز عمل کی وجہ سے یہ ذہن پختہ ہو گیا ہے کہ دین محض عقائد و عبادات اور شخصی اخلاق کا نام ہے۔ باقی چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر حاصل ہو جائیں تو بہتر، نہ ہو سکیں تو اتنی ضروری نہیں۔ مغربی فکر یا

ویسٹرن سولائزیشن یہی ہے کہ مذہب کا عمل دخل صرف عقائد عبادات اور شخصی اخلاق تک محدود رہے' اسے اجتماعی مسائل ومعاملات میں دخل دینے کی اجازت نہ ہو۔ ان مدارس میں فکری و نظریاتی بحثیں بھی ہوتی ہیں' اسلام کی ابتدائی تین صدیوں میں جو فکری و نظریاتی حلقے پیدا ہوئے اور دور کے ساتھ ختم ہو گئے جیسے جبریہ' قدریہ' معتزلہ' شیعہ ان فرقوں کے افکار و نظریات پر طویل بحثیں ہوتی ہیں۔ اور قرآن وسنت سے انہیں رد کیا جاتا ہے مگر آج کے دور کے باطل نظریات و نظاموں سے بحث نہیں کی جاتی' جیسے کیمونزم اور کیپٹل ازم۔ اسی طرح معاشی و اقتصادی نظریات میں طلباء کو یہ نہیں بتاتے کہ آج کے سیاسی نظاموں اور اسلام کے سیاسی نظام (خلافت) میں کیا فرق ہے؟ آج کی جنگوں اور جہاد میں کیا فرق ہے۔؟آج کی تجارت اور اسلامی تجارت میں کیا فرق ہے؟ آج جو انسانی حقوق کا واویلا کیا جا رہا ہے' وہ کیا ہے اور اسلام نے انسانیت کو جو حقوق عطا کیے ہیں' کتنے جامع وارفع ہیں۔ آج کے معاشی نظریات کیا ہیں اور اسلام کا معاشی نظام کیا ہے؟ اسلام کا معاشرتی نظام کتنا پاکیزہ اور مکمل ہے۔ سود اور مضاربت میں کیا فرق ہے تا کہ مدارس کے طلبا خود کو آج کے دور میں محسوس کرتے اور آج کے مسائل ونظریات سے عہدہ برآ ہونے کی بصیرت واہلیت ان میں پیدا ہوتی۔ اس طرز تعلیم نے عملاً مغرب کی دین و سیاست کی تفریق قبول کر لی ہے۔ علما نے اجتماعی مسائل ومعاملات کی سیادت ورہنمائی سے دست بردار ہو کر اسے لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔ اب مذہبی طبقہ کا کام وعظ' عبادات و وظائف' مکتب میں بچوں کی دینی تعلیم' انفرادی و اجتماعی مصائب و حوادیث پر صبر کی تلقین یا دعائیں کرنا رہ گیا ہے جس کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے ہے۔ نصف صدی پہلے علماء کرام تعداد میں عشر عشیر بھی نہیں تھے' مگر وہ سیاست' آزادی وطن کی جدوجہد' خدمت خلق' ادب وصحافت' تصنیف و تالیف' ریسرچ و تحقیق سمیت زندگی کے بیشتر شعبوں پر حاوی تھے اور آج کل ہر سال دینی جامعات سے اچھی خاصی تعداد فارغ ہونے کے باوجود ان تمام شعبوں میں علماء کی کارکردگی مسلسل جا رہی ہے۔ خود برطانیہ میں تین چار ہزار علما ہیں جن کی کارکردگی معلوم ہے۔ ان کا احترام وعزت اور معاشرہ پر گرفت دن بدن کم ہو رہی ہے۔ کہا جاتا ہے اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ علما بنگلہ دیش میں ہیں جن کی تعداد ۲۰ لاکھ سے زائد بتائی جاتی ہے مگر سیاست ومعاشرہ پر ان کی گرفت معلوم ہے۔ اگر یہاں موجود جامعات سے اسی قسم کے چند ہزار علماء اور تیار کر لیے جائیں تو اس سے کیا فرق پڑے گا؟ اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جانا

چاہیے اور چند برسوں سے کسی منصوبہ بندی کے بغیر فیکٹریوں کے انداز میں جامعات قائم ہو رہے ہیں جو مخصی یا فرد واحد کے ادارے کہے جا سکتے ہیں۔ ان سے قدیم جامعات کی کارکردگی اور معیار کو بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ ضرورت ہے علماء اس مسئلہ پر اجتماعی طور پر غور و فکر کریں، ان کے معیار و کارکردگی کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ دینی تعلیم کے نظام کو یہاں کے مزاج و نفسیات اور تاریخی پس منظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے از سر نو مفید اور سائنٹفک طرز پر استوار کیا جائے اور قرون وسطیٰ کے فنون اور فرسودہ طرز سے نجات حاصل کی جائے اور ہر عالم کے لیے ضروری قرار دیا جائے کہ وہ وہاں کی زبان وادب میں دسترس حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے شعبہ کی جدید فنی مہارت بھی حاصل کرے۔ مطالعہ کا ذوق پیدا کیا جائے اور ریسرچ گاہیں قائم کی جائیں۔ اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد دی جائے۔ انھیں سائنس و ٹیکنالوجی کے مختلف شعبوں میں آگے بڑھایا جائے۔ صحافت، کمپیوٹر اور دور کے ان تمام جدید ذرائع ابلاغ میں آگے بڑھایا جائے جو انسانی ذہنوں کو متاثر کرتے اور ان کی تشکیل میں کردار ادا کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ علماء کرام اسلام کے سپاہی اور علوم نبوت اور فکر نبوت کے وارث ہیں۔ علماء نے ہر دور میں اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع کیا اور ہر دور کے حملوں اور چیلنجوں کا مقابلہ کیا۔ وہ حملہ خواہ علمی و فکری ہو، معاشرتی و تمدنی ہو یا سیاسی و عسکری۔ مغرب کا موجودہ فکری حملہ بڑی حد تک یونانی فلسفہ کے حملہ سے مماثلت رکھتا ہے۔ دوسری صدی ہجری میں جب یونانی فلسفہ حملہ آور ہوا اور علما نے دیکھا کہ مسلمانوں کے ذہن و فکر پر اس کے اثرات پڑ رہے ہیں تو انہوں نے وقت کے چیلنج کو قبول کیا۔ یونانی علوم (منطق، فلسفہ، علم کلام) پر دسترس حاصل کی، اسے از سر نو مدون کیا۔ اس سے غیر اسلامی چیزیں خارج کر کے اسے شرعی حدود میں لا کر اسلام کا معاون بنا لیا۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے ان علوم وفنون کو مسلمان بنایا۔ آج یہ علوم وفنون اسلامی علوم سمجھے جا رہے ہیں حالانکہ ان کے نزدیک یہ یونانی علوم غیر اسلامی، سخت ناپسندیدہ بلکہ کفر و حرام کے درجہ میں تھے۔ علماء کرام اگر زمانہ سے کٹ نہ ہو گئے ہوتے اور مغربی فکر سے شکست خوردہ نہ ہو گئے ہوتے تو آج مغرب کے نظریات وافکار کا پوسٹ مارٹم کر کے ان سے فاسد اجزاء کو خارج کر کے انھیں اسلام کا معاون ومددگار بنا لیتے۔ انسانی ذہن و فکر کو متاثر کرنے والے اور ان پر غلط اثرات ڈالنے والے آج کے سمعی و بصری ذرائع ابلاغ صحافت، ریڈیو، ٹی وی،

کمپیوٹر، سیٹلائیٹ کو یونانی علوم کی طرح مشرف باسلام کرتے یعنی ان سے اسلام کی اشاعت و دعوت اور تعلیم و تربیت کا مثالی کام لیا جاتا۔ زمانہ میں سائنس و ٹیکنالوجی نے جو وسیع تر ذرائع عطا کر دیے ہیں، ان سے دین فطرت کی حقانیت ثابت کرنے، اسلام کے ہر دور کے لیے رہنمائی اور مسائل کے حل کی صلاحیت رکھنے کو ذہنوں میں اتارا جا سکتا تھا۔ آج کی سائنسی ترقی نے جو نئے افق کھولے ہیں، اس نے اس قابل بنا دیا ہے کہ کسی کے دروازے پر دستک دیے بغیر آپ ہر گھر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ بین حقیقت ہے کہ دنیا میں جو چیز وجود میں آتی ہے، اسے دوبارہ دنیا سے آؤٹ (خارج) نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس سے آنکھیں بند کر لینا کوئی عقلمندی ہے۔ بلکہ صحیح راہ یہی ہے کہ اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ آج کا میڈیا اور ذرائع ابلاغ انسانی ذہنوں کو بدلنے اور ان تک رسائی حاصل کرنے کا سب سے موثر ہتھیار اور ذریعہ ہے، اس کی طاقت و قوت ایٹم بم سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ دنیا کا ذہنی و معاشرتی بگاڑ و فساد بھی انہیں کے غلط استعمال کی وجہ سے ہے۔ یہ ذرائع عموماً" فحش و منکرات کی اشاعت، ذہنوں کو پراگندہ و منتشر کرنے، شہوات وحیوانیت کے جذبات کو بر انگیختہ کرنے، مذہب واخلاق کی اعلیٰ قدروں کو مسمار کرنے کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ ان پر پورا کنٹرول وقبضہ مغرب کی ان اسلام دشمن طاقتوں کا ہے جن کا دامن کسی صحیح دین وفکر سے خالی ہے اور ان کے پاس انسانیت کے لیے نہ کوئی تعمیری پروگرام ہے نہ پیغام، نہ انسانیت کی بربادی پر آنسو بہانے والی آنکھیں، نہ تڑپنے والا دل۔ ان سے انسانیت کے کسی خیر و بہبود کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر مسلمان علمی اعتبار سے پسماندہ نہ رہ گئے ہوتے تو ان چیزوں کی ایجاد کا سہرا انہی کے سر ہوتا اور وہ اسے انسانیت کی فلاح و بہبود اور تعمیر کے لیے اور صحیح تعلیم و تربیت کے لیے استعمال کرتے۔ یاد رکھیے راستے صرف دو ہیں، یا تو ہم ان وسائل وذرائع پر کنٹرول کریں یا پھر یہ ہم پر ہمارے ذہنوں پر اور ہماری نسلوں پر کنٹرول کر لیں گے۔ تیسری کوئی راہ نہیں۔ بد قسمتی سے ہم زمانہ کے فساد وخطرات کو دیکھ کر شتر مرغ کی طرح ریت میں سر چھپا کر اپنے کو محفوظ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے زندگی کے حقائق سے فرار کی راہ اختیار کی ہوئی ہے جبکہ اسلام کی تعلیم ہی کائنات کی تسخیر اور آگے بڑھ کر قدرت کے عطا کردہ وسائل پر قبضہ کرنے کی ہے تاکہ اسے انسانیت کی بہبود کے لیے استعمال کیا جائے۔

ہر نئی چیز کو اسلام کی تقویت وفائدے کے لیے استعمال کرنا سنت نبویؐ ہے چنانچہ ہم

دیکھتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت زیدؓ کو عبرانی (یہودیوں کی زبان) سیکھنے کا حکم دیا۔ سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر خندق کھود کر اہل مکہ کو حیران کر دیا۔ جن علاقوں میں عمدہ تلواریں بنائی جاتی تھی بعض صحابہؓ کو سیکھنے کے لیے وہاں بھیجا۔ غزوہ طائف میں منجنیق (اس دور کا ٹینک) ملاحظہ فرمائی تو حاصل کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے طاقت و برتری کے حصول اور دور کے وسائل پر دسترس و قبضہ کرنے کی مسلسل تاکید فرمائی۔ حضرت عقبہ بن نافعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا آپؐ نے منبر نبویؐ سے خطبہ میں واعدوا لھم ما استطعتم الخ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا الا ان الرمی ھی القوۃ سن لو رمی (تیر پھینکنا) قوت ہے۔ یہ لسان نبوت کا اعجاز ہے کہ آپ نے تلوار کے بجائے جو اس دور کا اصل اسلحہ تھی، رمی فرمایا جو جدید دور کے میزائل، راکٹ، بمبار طیاروں کو بھی شامل ہے۔ اگر ارشاد نبوت کے مطابق ایک تیر پر تین آدمیوں کو جنت کی بشارت ہے (تیر کا بنانے والا، چلانے والا اور دینے والا) تو کیا یہ حدیث کی بشارت آج کے میزائل کو شامل نہیں؟ اسلام غالب ہونے کے لیے آیا ہے اور اس کے غالب کرنے کی جدوجہد مسلمان کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ آنحضرتؐ کی زندگی میں اسلام ۱۰ لاکھ مربع میل کے علاقہ میں غالب قوت بن چکا تھا اور آپؐ کے بعد تقریباً" ایک ہزار سال تک اسلام دنیا کی سپر پاور تھا۔ اس طرح ہزار سال تک مسلمان علوم وفنون کے افق پر چھائے ہوئے تھے۔ اس دور میں عموماً" ہر مفید ایجاد مسلمان کرتے اور ساری دنیا اس سے مستفید ہوتی جس طرح آج جاپان اور مغرب کرتا ہے۔ آج مغرب اعتراف کر رہا ہے کہ مغرب کی موجودہ سائنسی و علمی ترقی کی بنیاد اسپین کی اسلامی درس گاہوں میں رکھی گئی تھی۔

۱۴ سو سالہ تاریخ میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو دو نظریات سے ہوا' ایک نظریہ دین وسیاست کی تفریق کا جو موجودہ مغربی فکر کا خلاصہ ہے۔ اور دوسرا علم میں دینی ودنیاوی ہونے کی تفریق سے ہوا۔ اسلام نے علم کو دین اور دنیا کے خانوں میں تقسیم نہیں کیا۔ انسان کی بقاء وتحفظ' ضرورت و ترقی کا یہ علم جو قرآن وسنت کے دائرے میں ہو' دین ہے۔ تقریباً ۵۰۰ آیتیں احکامات و عبادات (نماز' روزہ' حج' زکوۃ) کی ہیں تو ہزارہا آیتوں میں غور وفکر وتدبر' تسخیر کائنات قدرت کے ضوابط ونظام بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ دور نبوت میں مسجد نبویؐ میں قرآن و سنت کے ساتھ طب' علم ہیئت' عسکری امور اور تمام ضروری معاشرتی امور کی تعلیم دی جاتی تھی۔ حضرت علیؓ کا مقولہ مشہور ہے کہ علوم پانچ ہیں (۱) فقہ

دین کے لیے (۲) طب میڈیکل بدن کے لیے (۳) ہندسہ (انجینئرنگ) تعمیر کے لیے (۴) نجوم ہیئت اوقات معلوم کرنے کے لیے (۵) نحو زبان دانی کے لیے۔ غور کیجئے اس دور کا کون سا علم باہر رہ گیا؟ اسی طرح دور خلفائے راشدین میں مزید ترقی و اضافہ ہوا چنانچہ صدیوں تک کیمسٹری، طب، جغرافیہ و تاریخ، فلکیات و نجوم، ریاضی و ہندسہ کے ماہرین علماء ہی ہوا کرتے تھے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں دین و دنیا کی تفریق تاتاریوں کی یلغار کے بعد سے ہوئی جب شکست و تباہی سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ ہمارے عربی جامعات میں جو یونانی علوم پڑھائے جاتے ہیں، ان کی نسبت حکیم الامت مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں ہم جس طرح قرآن وحدیث، فقہ کو ثواب کی نیت سے پڑھتے پڑھاتے ہیں، اسی طرح منطق فلسفہ کو بھی کیونکہ دونوں دین کے لیے ہیں۔ جائے غور ہے۔ کیا اسلام کی خاطر یورپی زبانوں کی تحصیل، جدید سائنس و ٹیکنالوجی، علوم اسلحہ سازی، ذرائع ابلاغ اجر وثواب سے خالی ہوں گے؟ تقریباً ایک صدی پہلے بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ نے حج سے واپسی پر جہاز کے انگریز کپتان سے ترجمان کے ذریعہ بات کرنے پر انگریزی زبان سیکھنے کا عزم کیا تھا مگر زندگی نے وفا نہیں کی اور یوں صدی پہلے محدث شہید مولانا انور شاہ کشمیریؒ دین کی امت کی فتنوں اور ارتداد سے حفاظت کے لیے علماء کو اردو اور انگریزی میں مہارت حاصل کرنے کی وصیت فرما چکے تو یہاں جامعات میں اب تک انگریزی کے بجائے اردو ذریعہ تعلیم کیے جانے کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟

اسی طرح آج کے دور میں کمپیوٹر پر دسترسی کے بغیر کسی کتب خانہ سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ حال ہی میں ورلڈ اسلامک فورم کے سرپرست مولانا عبد للہ صاحب نے بتایا کہ گزشتہ دنوں کینیڈا میں قیام کے دوران امریکہ کی آٹھ یونیورسٹیوں کی لائبریریوں کے معائنہ کا موقع ملا۔ ایک لائبریری میں کیٹلاگ (فہرست کتب) طلب کرنے پر اس میں کام کرنے والی لڑکی مجھے حیرت سے دیکھ کر کہنے لگی، آپ کس دور کی بات کر رہے ہیں؟ اب یہاں فہرست نہیں ہوتی وہ سامنے کمپیوٹر رکھا ہے، جو کتاب درکار ہو، اس سے معلوم کر لیں۔ فرمایا یونیورسٹی کی اس لائبریری میں اسلامیات پر ساڑھے چار لاکھ کتب اور مخطوطات کے شعبہ میں ساڑھے نو ہزار قلمی مخطوطات ہیں۔ میں نے ہندوستان کے تقریباً تمام اہم کتب خانے دیکھے ہیں لیکن اس سے عشر عشیر بھی مخطوطات یکجا نہیں ہیں۔ چار پانچ صدیوں قبل کے گجرات (انڈیا) کے متعدد بزرگوں جیسے شیخ وجیہ الدین (احمد آباد) کی کتابوں کے قلمی نسخے وہاں پائے،

اسی طرح حدیث کی کئی نایاب کتابوں کے نسخے ہیں۔ قرآن و تجوید پر ۱۶۵ کتابیں اور قرآن مجید کے رسم الخط پر ڈیڑھ سو کے قریب کتابیں تھیں۔ میں ان کی مائیکرو فلم ساتھ لایا ہوں۔

اسی طرح ایک بار پیرس میں مقیم ڈاکٹر حمید اللہ خان (حیدر آبادی) نے بتایا کہ پیرس کے ایک ایک کتب خانہ میں اسلامیات پر ۳، ۴ لاکھ کتابیں ہیں۔ یہی حال برطانیہ و جرمنی وغیرہ کا ہے۔ آج کمپیوٹر نے ان سے استفادہ اتنا آسان کر دیا ہے کہ آپ یہاں (لندن) میں بیٹھے معلوم کر سکتے ہیں کہ فلاں کتاب نیو یارک، ٹورنٹو، پیرس، برلن کے کتب خانہ میں ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کے کسی صفحے کی فوٹو کاپی درکار ہو تو چند منٹ میں فیکس کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ انسائیکلو آف برٹانیکا کی ۲۵ ضخیم جلدوں کو چند تولے کی ٹیپ بنا کر جیب میں رکھ سکتے ہیں۔ یہی نہیں پورے کتب خانہ کو چند تولے کی ڈبیہ میں مقید کر کے ہر وقت ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ غرض علمی کام کرنے والوں کے لیے کمپیوٹر ایک ناگزیر ضرورت بن چکا ہے۔ اسی طرح کمپیوٹر نے تعلیمی نظام میں نئے نئے افق کھول دیے ہیں۔ مثلاً" ایک بچہ قرآن کا ابتدائی قاعدہ احسن القواعد ۸، ۹ ماہ میں پڑھتا ہے۔ وہی اگر اسے کمپیوٹرائزڈ کر کے دیا جائے تو ۱۰، ۱۲ ہفتوں میں پڑھ لے گا۔ جب بچہ لفظوں کو جڑتے ٹوٹتے دیکھتا اور سنتا ہے تو اس کے لیے بہت آسان ہو جاتا ہے۔ وہ کھیل کھیل میں بہت کچھ پڑھ لے گا۔ اسے دین کی بہت سی تعلیم اور جنرل معلومات گیم کے ذریعہ کھیل کھیل میں دی جا سکتی ہیں۔ اس کے بر خلاف مروجہ طریقہ تعلیم میں بچہ سات سال میں صرف قرآن مجید ناظرہ اور چند فقہی رسالے وکتب پڑھتا ہے۔ اگر نصاب تعلیم کو کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے تو ۷ سال میں بچہ کو اتنا علم اور معلومات دی جا سکتی ہیں کہ اس کے پاس یونیورسٹی کا ڈپلومہ اور ڈگری ہو۔ اسی طرح موجودہ دور میں سیٹلائٹ نے نظام تعلیم میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جگہ جگہ اوپن یونیورسٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ جہاں تاریخ، جغرافیہ، فلکیات وہندسہ سے لے کر سرجری (آپریشن) تک کے اسباق ٹیلی کیمونی کیشن کے ذریعہ ہو رہے ہیں۔

ایک طرف طالب علم کے کالج آنے جانے کے اوقات کی بچت دوسری طرف جس وقت اس کا ذہن حاضر ہو، اس وقت وہ اسباق لے سکتا ہے۔ غرض سائنس کی جدید ٹیکنالوجی کی بدولت اتنے ہمہ گیر و وسیع ممکنات میسر آ گئے ہیں کہ چند سال پہلے تک جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر دینی علوم کی تعلیم اور اسلام کی اشاعت و ابلاغ میں ان سے فائدہ اٹھایا جائے تو کئی گنا کام بڑھ سکتا ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے ۱۹۴۷ء میں علماء کے مجمع میں

خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ حضرات کو زمانہ کی ناقدری کی شکایت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسی نصاب تعلیم نے فتح اللہ شیرازی پیدا کیا جس نے ہندوستان میں زمین کی پیمائش کا نظام وضع کیا۔ ایسے علماء پیدا کیے جنھوں نے احسن طریقہ پر حکومت کے نظام کو چلایا مگر آپ یہ بھول جاتے ہیں' یہ ۱۹۴۷ء کا زمانہ تین سو سال آگے بڑھ چکا ہے۔ دنیا کا کوئی علم و فن جب تک اس کا زمانہ کے ساتھ پیوند نہ لگایا جائے اور دور کے تقاضوں سے اسے ملحق نہ کیا جائے تو قصور دور کا نہیں' پیچھے رہ جانے والوں کا ہوگا۔ آج کے دور میں قرون وسطیٰ کے فنی علوم کا تعلیمی نصاب اور صرف کی گردان رٹانے کا طرز تعلیم ایسے ہے جیسے ہم سترہویں صدی میں ہوں جب کپڑا چرخے سے کاتا جاتا تھا اور آگ چقماق سے پیدا کی جاتی تھی اور ڈاک گھوڑوں پر بھیجی جاتی تھی۔ اپنے اس طرز سے ہم ذہین وذکی افراد کو ساتھ نہیں لے سکتے۔ گزشتہ سال انڈیا (بھوپال) سے میرے عزیز دوست مولانا حسان ابن مولانا عمران خان" سے ملاقات پر میں نے شکایت کی کہ آپ ڈیوزبری کے دینی اجتماع میں شریک ہونے کے بجائے لیسٹر میں طلبا کے سیمینار میں چلے گئے تو فرمایا مجھے جس چیز کی جستجو تھی' وہ وہاں تھی۔ دوران مباحثہ ضرورت پڑنے پر سوڈان' بوسنیا اور ملیشیا کے مفکرین و سیاست دانوں سے براہ راست ٹیلی کیمونی کیشن کے ذریعہ بات کرائی جاتی۔ ہم نہ صرف زیر بحث مسئلہ پر ان حضرات کی رائے سن سکتے بلکہ سامنے اسکرین پر انہیں دیکھ بھی سکتے تھے۔ میں نے وہاں کی آمد ورفت اور تین روز قیام و طعام کے اخراجات ۵۰ پاؤنڈ لندن سے قرض لے کر ادا کیے جب کہ آپ مجھے مہمان بنا کر لے جاتے۔ اگر آپ مزید پچاس پاؤنڈ دیتے تب بھی میں معذرت کر دیتا کہ مجھے جن موضوعات پر معلومات درکار تھیں' وہ آپ کے ساتھ نہیں مل سکتی تھیں۔ ہم یہ شکایت تو کرتے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ذہین طبقہ متوجہ نہیں' اس پر غور نہیں کرتے اس میں ہماری کوتاہیوں کا تو دخل نہیں؟ اسی طرح گزشتہ سال اسلام آباد بین الاقوامی یونیورسٹی کے ریکٹر جناب ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بتایا کہ پاکستان کے مشہور سائنس دان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی" (جو سال گزشتہ انتقال فرما گئے' جو نیوکلیئر کے سائنس دان تھے) نے ایک بار بتایا کہ ان کے پاس امریکہ سے ایک لیٹر (خط) آیا جس میں خود ان کی دو تصویریں تھیں۔ وہ اپنے گھر میں کھڑکی کے پاس پشت کر کے بیٹھے ہیں اور شیشہ پر پردہ نہ ہو اور کوئی پیچھے سے تصویر بنا لے اور ان کے ہاتھ میں ایک خط تھا۔ کیمرہ قریب لا کے اس طرح تصویر لی جائے کہ خط کا مضمون پڑھا جا سکے۔ یہ تصاویر سیٹلائٹ کے ذریعہ لی گئی تھیں

جو زمین سے تقریباً ۳۰ ہزار میل دور ہوتا ہے اور تین سیٹلائٹ پوری دنیا کو کور کر سکتے ہیں۔ ان تصاویر کے ذریعہ یہ معنیٰ دینا تھا کہ آپ اپنے گھر میں ایک پرائیویٹ خط پڑھ رہے ہیں۔ اس کا مضمون ہمارے پاس ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ نیو کلیئر پر جو آپ کام کر رہے ہیں، وہ ہمارے علم میں نہیں؟

دو اہم ترین طویل المیعاد منصوبے

اگرچہ دن بدن دینی تعلیم کے جامعات کی بہتات ہے مگر اسلامی علوم پر تحقیقی کتابوں کی شدید قلت ہے۔ اس صدی کے شروع میں گنتی کے چند افراد نے دارالمصنفین (اعظم گڑھ) اور ندوۃ المصنفین (دہلی) نے جس معیار پر علمی و تحقیقی کام کیا ہے، اب اس پیمانہ پر بھی نظر نہیں آتا۔ غور کیا جائے تو اس نصف صدی میں شبلی نعمانیؒ کی الفاروق اور سیرۃ النبیؐ کے معیار کی کتنی کتابیں اردو میں وجود میں آئیں؟ تو شدید مایوسی ہوگی۔

ریسرچ و تحقیق اقوال جمع کرنے کا نام نہیں کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ، اور نہ ہی دس بیس کتابوں سے اقتباس جمع کر کے کوئی کتاب مرتب کر دینے کا نام ہے۔ آج کل دینی کتب کے نام پر یہی کچھ ہو رہا ہے۔ کسی موضوع پر یکسو ہو کر پانچ سات سال جان توڑ محنت کر کے کوئی تصنیف سامنے لائی جائے تب ہی موضوع کا حق ادا ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دینی رسائل و جرائد کا معیار بھی دن بدن گرتا جا رہا ہے کہ ہم محنت کرنے کے لیے تیار نہیں اور کوئی کام بغیر پتہ مارے نہیں ہوتا۔ مغرب میں ٹائم، نیوز ویک اور اکانومسٹ جیسے ہفت روزہ رسالے جو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں چھپتے ہیں، ان کے پیچھے سینکڑوں افراد کی جانفشانی ہوتی ہے اور ہر ہر شعبہ کے ماہرین کی ٹیم ہوتی ہے۔ اس بنا پر یہ رسالے پوری دنیا کے ذہنوں پر گہری چھاپ اور انہیں مخصوص رخ پر موڑنے میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر ملک میں اعلیٰ صلاحیت رکھنے والے ذہین علما کو معاشی طور پر فارغ کر کے تحقیقی کاموں کی طرف متوجہ کیا جائے جو یکسو ہو کر ریسرچ و تحقیق کریں۔ کتب خانوں کو کھنگالیں، وقت نظر سے مسائل کا جائزہ لیں تاکہ مختلف دینی موضوعات پر تحقیقی و معیاری کتب و مضامین وجود میں آئیں جس سے نئی نسل کو حالات سے نبرد آزما ہونے کے لیے مواد و توانائی اور ذہنی فکری غذا فراہم ہو، ملت کی رگوں میں تازہ خون اور انہیں نیا حوصلہ و اعتماد ملے، ان میں شعور و بصیرت پیدا ہو۔ اس کے لیے ابتدا اس طرح کی جا سکتی ہے کہ برصغیر

ہند وپاک وبنگلہ دیش میں فارغ شدہ علماء کرام کے لیے ۲'۳ سالہ کورس تیار کیا جائے جس میں دین کے ہر ہر شعبہ کے لیے ماہرین تیار کیے جائیں۔ تفسیر' فقہ' حدیث' تاریخ' صحافت' ادب اور دیگر فنی علوم۔ اس کام کے لیے فارغ شدہ علماء کا کڑی شرائط کے ساتھ انتخاب کیا جائے مثلاً" (۱) دینی جامعات سے امتیازی حیثیت سے فارغ ہوئے ہوں۔ (۲) عربی' انگریزی یا کسی بین الاقوامی زبان پر دسترس ہو۔ (۳) دینی علوم میں سے کسی ایک کے ساتھ مناسبت وخصوصی دلچسپی و لگاؤ ہو۔ فارغ ہونے والے علما میں سے بمشکل ۲'۳ فی صد ان شرائط پر پورے اتر سکیں گے۔ اسی طرح انہیں پڑھانے والے اساتذہ کا انتخاب کڑی شرائط کے ساتھ ہو۔ انہیں اپنی محنت کا مشاہرہ ہر ملک کی یونیورسٹی کے لیول کا دیا جائے اور ان طلباء کو بھی معقول وظیفہ دیا جائے جو کم از کم ہر ملک کے پرائمری اسکول کے ٹیچر کے مساوی ہو۔ اسی طرح اگر ہر شعبہ میں چند افراد بھی تیار ہو گئے تو یہ پورے ملک کی علمی و دینی ضرورت کو پورا کریں گے اور ہر شعبہ جو رو بزوال ہے' اس میں ٹھہراؤ پیدا ہو کر ترقی کی طرف گامزن ہو جائے گا اور یہ علمی و تحقیقی کام طبقہ علما کی اہلیت کے اظہار' آبرو ووقار اور سربلندی کا ذریعہ بنے گا۔ اس کی ایک اچھی ابتدا پاکستان (گوجرانوالہ) میں شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے نام سے ہو گئی ہے جس کے تعلیمی شعبہ کے سربراہ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک کم از کم ششماہی کورس درس و تدریس کی ٹریننگ یا تربیت المعلمین کا ہو جس میں پڑھانے والے اساتذہ کے لیے نصاب بنایا جائے۔ جس کے ذریعہ انہیں تدریس اور پڑھانے کی ٹریننگ دی جائے جس طرح عصری تعلیم گاہوں میں پرائمری تک کو پڑھانے کے لیے ۲ سالہ کورس لازمی ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف ہمارے دینی مدارس میں فضلا جامعات سے فارغ ہو کر براہ راست پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی انحطاط کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ نیز ان علماء کرام کو ان کے شعبہ کے متعلق عصری علوم کا بھی مطالعہ کرایا جائے جیسے اس زمانہ میں مفتی کے لیے موجودہ اقتصادی وتجارتی نظام' بینکنگ سسٹم اور جدید نظریات سے واقفیت ضروری ہے اور لائبریوں سے استفادہ کے لیے کمپیوٹر سے بھی۔

اقامتی رہائش گاہوں کا قیام

عالم اسلام کے جو نوجوان مغرب کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں' یہ

طبقہ ان ملکوں کی (CREAM) ہوتا ہے۔ یہ نوجوان اپنے ملکوں کے سب سے بااثر مہذب اور اعلیٰ خاندانوں کے چشم وچراغ ہوتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی اولاد ہوتے ہیں جن کے ہاتھوں میں ملک کی انتظامی' سیاسی' اقتصادی و تہذیبی باگ ڈور ہوتی ہے۔ جب یہ اعلیٰ تعلیم مکمل کر کے لوٹتے ہیں تو اپنے اپنے ملکوں کا نظام سنبھالتے ہیں۔ ملک کے سیاسی' انتظامی' تعلیمی' قانونی' تحقیقی شعبے اور ادارے ان کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ یہ اعلیٰ ترین مناصب پر اور بے پناہ اثر ورسوخ اور اختیارات کے مالک ہوتے ہیں۔ ان میں جتنی دینداری و نیز یا بے دینی و برائی ہو گی' اس کے اثرات پورے ملک و معاشرہ پر ہوں گے۔ ان کا کردار، عمل سکہ رائج الوقت سمجھا جاتا ہے۔ مغرب ان پر پوری محنت کرتا ہے۔ ذہنی و فکری غذا فراہم کرتا ہے۔ اپنے نظریات کا ہمنوا بناتا ہے۔ انہیں اپنی معاشرت و کلچر میں ڈھالتا ہے تاکہ ان کے دل ودماغ سے اسلام اور مشرق کی اخلاقی قدروں کو کھرچ دیا جائے' اسلام کی افادیت، صلاحیت اور برتری کا نقش ان کے ذہنوں سے محو کر دیا جائے اور مسلم معاشرے کے نیچ کھچے اثرات و عادات سے بے گانہ بنا دیا جائے۔ غرض تعلیم کے دوران ان کے ذہن و فکر کو مغرب کے سانچے میں ڈھال دیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب یہ مسلم نوجوان تعلیم مکمل کر کے اپنے ملکوں کو لوٹتے ہیں تو ان کی معاشرت' لباس' پسند ناپسند' ترجیحات' سوچنے کا انداز مغرب کا ہوتا ہے۔ وہ مغرب کے دلدادہ بن چکے ہوتے ہیں اور مغرب کی نقالی کو ترقی کی معراج سمجھتے ہیں۔ اسلامی تہذیب و اقدار سے پورے طور پر بے تعلق ہو چکے ہوتے ہیں۔ گویا وہ مغرب کی مشنری کے پرزے' مغرب کے مفادات کے نگہبان اور مکمل طور پر مغرب کے آلہ کار بن کر لوٹتے ہیں۔ اگر ان نوجوانوں پر تھوڑی سی کوشش کر کے انہیں اسلامی ماحول' دینی عقائد و نظریات پر پختگی' اسلام کے اعلیٰ اقدار واصاف سے آگاہی' قرآن وحدیث اور سیرت سے باخبر رکھنے کی سعی کر لی جائے تو اس کے بڑے دور رس اثرات ہو سکتے ہیں۔ تجربہ بتاتا ہے کہ بعض ملکوں کے نوجوان مغرب میں تعلیم کے دوران دینی جماعتوں اور تحریکات سے متاثر ہو کر لوٹے تو انہوں نے پورے ملک کے نظام میں بڑے خوشگوار اسلامی اثرات ڈالے اور ان کی بدولت اس ملک میں اسلامی ماحول کی جھلک و اثرات نمایاں ہوئے۔ اس مقصد کے لیے دین کا درد و فکر رکھنے والے حضرات تقریباً" ایک صدی سے بہت سادہ قابل عمل اور کم مصارف کا منصوبہ پیش کر رہے ہیں۔ وہ یہ کہ مغربی ممالک میں یونیورسٹیوں کے قریب مسلم ہاسٹل (اقامت گاہیں) بنائی جائیں جہاں ان کو صاف ستھری اور سستا ام خرچ پر

رہائش گاہیں مہیا کی جائیں مثلاً" لندن میں ایک کمرے کا ویکلی کرایہ چالیس پاؤنڈ ہے تو ان سے تیس بتیس پاؤنڈ لیے جائیں۔ وہاں کا ماحول اپنا ہو' ایک بڑا کمرہ (ہال) مسجد کے طور پر مختص ہو' نماز' ذکر وتلاوت کے ساتھ کبھی کبھی ثقافتی وملی پروگرام بھی ہو جایا کریں' ہفتہ وار قرآن وحدیث کا درس ہو' وقتاً فوقتاً باہر سے آنے والے مسلم اسکالرز' علماء کرام و مفکرین کے پروگرام ہو جایا کریں' دینی کتب پر مشتمل لائبریری جس میں اسلامی فکر پر منتخب ومعیاری کتب اور اسلامی میگزین (رسالے) رکھے جائیں تو آپ دیکھیں گے' اس کے اثرات انتہائی دور رس اور مسلم ممالک کے ماحول کو تدریجاً" اسلام کے حق میں تبدیل کرنے والے ہوں گے۔ صرف ایک بار تعمیر کے اخراجات کرنے ہوں گے' اس کے بعد یہ ہاسٹل خود کفیل ہو کر مالی اعتبار سے دیگر دینی منصوبوں کے معاون بن جائیں گے۔ اور یہ ہاسٹل مغربی ملکوں میں اسلام کی پناہ گاہیں ثابت ہوں گے۔

غیروں میں اسلام کی دعوت و تبلیغ

عرصہ سے پوری دنیا میں مسلمانوں پر جو مصائب آ رہے ہیں اور خدا کا غضب آیا ہوا ہے' اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے خدا کے بندوں کو خدا کا پیغام پہنچانا چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صدیوں تک ایمان و اسلام کی دعوت پہنچانے کے بے انتہا مواقع عطا فرمائے مگر ہم غفلت اور دنیوی لذتوں میں ڈوبے رہے۔ ایک بار بمبئی (بھارت) میں صبح کے وقت ایک ہوٹل میں چائے پینے کے دوران اخبار سے ایک مسلم کش فساد کی خبریں پڑھی جا رہی تھیں جس میں حسب معمول بھارت کی پولیس و انتظامیہ نے فسادیوں کے ساتھ مسلمانوں کے قتل' زندہ جلانے اور عصمت دری میں شریک ہو کر مظالم توڑے تھے۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک نو مسلم نے کہا پولیس اور انتظامیہ نے جس درندگی و حیوانیت کا مظاہرہ کیا ہے' اس سے ہر سلیم الطبع انسان کو دکھ و تکلیف پہنچی ہے مگر آج میں آپ حضرات کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ آپ مسلمان تقریباً" ایک ہزار سال سے اس ملک میں ہیں اور آپ کی نظروں کے سامنے روزانہ ہزاروں انسان کفر پر مر کر جہنم میں پہنچ رہے ہیں۔ آپ نے ان غریبوں کو جہنم سے بچانے کے لیے کیا کوشش کی ہے؟ آپ پر ان کا یہ حق نہیں تھا کہ دلسوزی و دردمندی سے انہیں جہنم سے بچانے کی فکر کرتے مگر آپ مسلمان اپنی دنیا بنانے میں مست رہے۔ آپ نے ان پر رحم نہیں کھایا' اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے انہی وحشیوں

کے ہاتھوں آپ کی دنیا کو جنہم بنا دیا۔ کیا مسلمان اس ملک میں دنیا بنانے اور مزے کرنے کے لیے آئے تھے؟ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے تکلیف دہ ہونے کے باوجود وہ اس کے حقدار ہیں۔ غور کیا جائے تو اس نو مسلم کی بات اگرچہ تلخ ضرور ہے مگر بالکل سچ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ خدا نے ہمیں صدیوں تک اس ملک کا مالک و مختار بنایا تھا۔ یہی نہیں اب بھی خدا کے بندوں تک خدا کا پیغام پہنچانے کے بے شمار مواقع ہیں۔ مگر ہم نے اپنی ذمہ داری سے غفلت برت کر اپنے کو خدا کے غضب کا مستحق بنا لیا ہے۔ یہی حال دنیا کے ہر ملک کا ہے۔ ہمیں صدیوں تک ہر ملک میں اسلام کی دعوت پہنچانے کے مواقع دیے گئے ریسرچ و تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امریکہ میں کولمبس سے بہت پہلے عرب پہنچ چکے تھے۔ کولمبس کے جہاز کا ملاح بھی ایک عرب تھا۔ کاش کہ اس وقت امریکہ کو ایمان واسلام کی نعمت پہنچانے کا فریضہ انجام دیا ہوتا تو آج امریکہ پورے عالم اسلام کا خون نہ نچوڑ رہا ہوتا۔ اسی طرح یورپ صدیوں تک اسپین کی اسلامی درس گاہوں سے استفادہ کرتا رہا اگر علوم و فنون کے ساتھ ساتھ یورپ کو ایمان پہنچانے کی تھوڑی سی فکر کر لی جاتی تو آج کا یورپ خدا کو پہچاننے والا یورپ ہوتا۔ یورپ جس جنسی انارکی' ذہنی پراگندگی اور جرائم کی دلدل میں ڈوب کر خود کشی اور ہلاکت کی طرف بڑھ رہا ہے اور یہاں کے دانشور نجات کی کوئی راہ نہیں پا رہے اور مایوسی کا اظہار کر رہے ہیں' ان کے پاس ان تمام امراض سے شفایاب ہونے کا یقینی نسخہ قرآن ہوتا۔ جس طرح ٹریفک پولیس کے اپنی جگہ چھوڑ دینے کی وجہ سے ایکسیڈنٹ ہو جائیں تو وہ مجرم قرار دیا جاتا ہے' اسی طرح مسلمان من حیث القوم مجرم ہیں کہ انسانیت جس زہر سے ہلاک ہو رہی ہے' اس کا تریاق جیب میں ڈالے خاموش بیٹھے ہیں۔

گزشتہ صدی تک سلطنت عثمانیہ نہ صرف یورپ بلکہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت تھی۔ یورپ کا بڑا حصہ اس کے زیر نگین اور باجگذار تھا۔ اگر اس فریضہ کی ادائیگی کی فکر کی ہوتی تو آج یورپ کی صلاحیت و توانائی انسانیت کی تخریب کاری کے بجائے انسانیت کی تعمیر و بہبود پر لگ رہی ہوتی۔ آج بھی خدا نے ہمیں بے شمار مواقع عطا فرمائے ہیں کہ ان غریبوں پر رحم کھا کر ان کو دنیا کے چین و سکون اور جنت کا وارث بنائیں۔ سنت ہے جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جب تک ملت کی رگوں میں نیا خون نہیں آئے گا' ملت ضعف اور مختلف امراض کی شکار رہے گی۔ اسلام کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں نئی نئی

قوموں نے اسلام میں داخل ہو کر اسے توانائی و طاقت، نیا حوصلہ و تازگی بخشی۔ ہمیشہ پشتنی مسلمانوں کے بجائے نو مسلموں نے اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچایا۔ اسلام کی تاریخ میں ہلاکو خان کی اولاد (ترکوں) نے سب سے طویل عرصہ تک (۷۰۰ سال) اسلام کی نگہبانی، حفاظت اور علمبرداری کا فریضہ انجام دیا اور اسلام کے جھنڈے کو دنیا میں بلند رکھا۔ جب سے نیا خون آنا رک گیا ہے ملت اسلامیہ دن بہ دن ذلت و پستی، ضعف و انحطاط کا شکار ہوتی جا رہی ہے۔ جب تک مسلمان اجتماعی طور پر من حیث الامت اس فریضہ سے غفلت برتیں گے وہ خدا کی رحمتوں اور انعامات کے مستحق نہیں بن سکتے اور نہ موجودہ عذاب و سزا سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ غیروں کو اسلام کی دعوت پہنچانا نماز کی طرح فرض ہے۔ ضرورت ہے کہ دعوت کا ہر ممکن طریقہ اختیار کیا جائے اس کے لیے اولین اور سب سے موثر چیز خود ہمارا کردار و عمل ہے کہ ہم خود کو اسلام کا عملی نمونہ بنائیں نیز اس کے لیے تعلیم و میڈیا کے تمام وسائل بروئے کار لائیں۔ آج بھی بغیر کسی منظم کوشش کے کثرت کے ساتھ پیاسی روحیں اسلام کی طرف لپک رہی ہیں، اگر ہم اپنے اخلاق اور معاشرہ کو اسلام کے مطابق بنا لیں اور اسلام نے ۱۴ سو سال پہلے انسانوں کو جو حقوق عطا کیے تھے، خاص طور پر عورت اور غلاموں (معاشرہ کے پسماندہ اور پسے ہوئے طبقات) کو آج کے اسلوب و زبان، سائنٹفک طور پر پیش کیا جاسکے تو آپ دیکھیں گے مغربی لوگ فوج در فوج اسلام کی طرف لپکیں گے۔ اور دوبارہ یدخلون فی دین اللہ افواجا ○ کا منظر نظر آنے لگے گا۔

نبوت سے بہت پہلے رسول خداؐ کے عین دور شباب میں مکہ کے ایک شخص نے مکہ آنے والے ایک مسافر کے ہاتھ اپنا اونٹ فروخت کیا۔ اس سے اونٹ کی قیمت بھی لے لی اور اونٹ بھی حوالے نہیں کیا تو اس مسافر نے حرم کعبہ میں انصاف کی دہائی دی۔ اس پر مکہ مکرمہ کے انصاف پسند اور سلیم الطبع لوگوں نے مظلوم کی حمایت کرنے، ظالم کا ہاتھ روکنے، ہر ضرورت مند کی مدد کرنے غرض ہر قسم کے فلاحی کاموں کا حلف اٹھایا۔ اسے تاریخ میں حلف الفضول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ رسول خداؐ نے بھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جب مدینہ منورہ میں اسلام کی فلاحی ریاست قائم ہو گئی اس وقت بھی آپ اس حلف الفضول کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے آج بھی اس قسم کا کوئی معاہدہ ہو تو میں اس میں شریک ہونے کے لیے تیار ہوں۔ جب آپؐ پر پہلی وحی آئی اور آپ پر گھبراہٹ طاری ہوئی گھر پہنچ کر آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا زملونی زملونی مجھے چادر اڑھا

دو مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے۔ اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو ان الفاظ میں تسلی دی کہ آپؐ یتیموں کو سہارا دیتے ہیں' ضرورت مندوں کی حاجت روائی فرماتے ہیں' بے کسوں کے کام آتے ہیں' اللہ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ یہ ہے آپؐ کا اولین تعارف۔ کیا دنیا میں کسی جگہ ہم مسلمانوں کا بھی یہ تعارف ہے؟ عام مسلمانوں کو چھوڑیے' جو ورثۃ الانبیاء کہلاتے ہیں اور نبیوں والے کام کرنے کے دعویدار ہیں' کس جگہ ان کے بارے میں عام لوگوں میں یہ تاثر ہے؟ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں' بے کسوں کی دستگیری اور خبر گیری کرتے ہیں؟ اسی طرح حضرات صحابہؓ کی عبادات وریاضات کے قصص بیان کیے جاتے ہیں مگر اس پر روشنی نہیں ڈالی جاتی کہ انہوں نے انسانیت کی بہبود وفلاح کے لیے کیسے کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ایک ایک فرد نے کتنے غلاموں کو غلامی سے خلاصی دلائی' کتنے یتیم بیواؤں کی پرورش کی' کتنے باغات لگائے' کوفہ بصرہ جیسے کتنے شہر آباد کیے' کتنی نہریں بنائیں۔ نہر سوئز کا پلان فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ کا تھا۔ آپ نے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ کو لکھا کہ یہاں (مصر میں) زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے' اگر اسے کاٹ دیا جائے تو دو سمندر مل جائیں گے اور ہمارا یورپ پہنچنا آسان ہو جائے گا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اجازت نہیں دی۔ افسوس آج کل مسلمان فلاحی کاموں اور خدمت خلق کے کاموں میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں خاص طور پر مذہبی طبقہ نے نوافل وتلاوت' ذکر و فکر اوراد ووظائف اور ہر سال حج وعمرہ ہی کو دین قرار دے دیا ہے۔ (حالانکہ عبادات دین کا صرف ایک جز ہے) جبکہ اسلامی اخلاق و معاشرت کی بنیاد ہی خلق خدا کی خدمت اور انہیں فائدہ پہنچانے پر ہے۔ قرآن عزیز نے قوموں کی بقا و ترقی کا فلسفہ ہی یہ بیان کیا ہے کہ غیر نافع جھاگ کی طرح فنا ہو جاتے ہیں اور جو انسانیت کے لیے نافع و فائدہ مند ہوتے ہیں' انہی کو دنیا میں استقرار وبقا ودوام حاصل ہوتا ہے اور سرور کائناتؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ ساری مخلوق خدا کا کنبہ (فیملی) ہے' اس کے نزدیک بہتر وہ ہے جو ان کو نفع پہنچانے والا ہو۔ غرض اسلام کے نزدیک اصلح وانفع کا مدار عبادات وریاضات نہیں بلکہ انسانیت کے لیے نفع بخش ہونا ہے۔ جب تک مسلمان انسانیت کو نفع پہنچاتے رہے لوگوں میں محبوب اور آنکھ کا تارا بن کر رہے۔ جب سے نفع پہنچانا چھوڑ دیا' زمین پر بوجھ اور مبغوض بن کر رہ گئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں اسلام کی اشاعت کا سب سے بڑا ذریعہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق' خلق خدا کی بے لوث خدمت اور انسانوں کے دکھ درد میں ہاتھ بٹانا رہا ہے۔ عیسائی مشنریوں نے اسلام کے

اس زریں اصول کو اپنا کر ایشیا' افریقہ میں عیسائیت کا جال بچھا دیا ہے۔ ورلڈ اسلامک فورم اسلام کے اس اہم شعبہ کی طرف پیش رفت اپنے تیسرے سالانہ سیمینار میں ایک مستقل فلاحی ادارے کے قیام کے فیصلہ سے کر رہی ہے جس کے ذمہ دار (۱) مولانا مفتی برکت صاحب (۲) مولانا محمد عمران خان جہانگیری صاحب (۳) جناب فیض اللہ خاں صاحب (۴) جناب محمد شفیق صاحب (۵) الحاج محمد اشرف خان اور (۵) مولانا قاری عبدالرشید رحمانی ہیں اور اس سلسلہ میں رابطہ مولانا عمران خان جہانگیری سے درج ذیل پتہ پر کیا جا سکتا ہے۔

13 ST. THOMAS,S ROAD, LONDON

(U_K) TEL. 0171_226_9709

فلاحی امور میں فورم کی ترجیحات مندرجہ ذیل ہوں گی۔ (۱) کالج و یونیورسٹیوں کے ذہین و نادار طلبا کو وظائف دینا۔ (۲) علماء کرام کو تحقیقی و علمی کاموں کے لیے وظائف دینا۔ (۳) یتیم' بے سہارا اور نادار بچیوں کی شادیوں کا سادگی کے ساتھ انتظام کرنا۔ (۴) پسماندہ علاقوں میں دینی ماحول کے ساتھ مختلف ٹیکنیکل شعبے قائم کرنا تاکہ مسلمان بچے کو نئے ہنر سکھا کر روزی روٹی کمانے کے قابل بنایا جا سکے۔

فورم نے ایک اسٹوڈنٹ کا سالانہ وظیفہ مبلغ (۱۰۰) پاؤنڈ اور ایک عالم دین کے لیے (۲۰۰) پاؤنڈ اور ایک نادار بچی کے شادی کے اخراجات مبلغ (۲۰۰) پاؤنڈ تجویز کیے ہیں۔ آپ اس معمولی سی رقم سے ایک اسٹوڈنٹ کا مستقبل روشن کر سکتے ہیں اور ایک عالم دین کی علمی و تحقیقی صلاحیت سے ملت اسلامیہ مستفید ہو سکتی ہے اور ایک غریب بچی کا گھر بس سکتا ہے۔ اسے آپ اپنی بیٹی بنا کر زندگی بھر دعائیں لے سکتے ہیں۔ اسی طرح ایسے پسماندہ علاقوں میں جہاں غربت و ناداری کفر تک پہنچا رہی ہے' پانچ ہزار پاؤنڈ کی رقم سے ایک ٹیکنیکل شعبہ قائم ہو سکتا ہے۔ نہ معلوم اس سے کتنے لوگ مستفید ہوں گے اور کتنے خاندانوں کے رزق حلال کا ذریعہ بنے گا اور ان کے دنیا و آخرت کے سنورنے کا سبب ہو گا۔ یہ صدقہ جاریہ حسب توفیق ایک فرد' ایک خاندان یا چند خاندان مل کر بھی انجام دے سکتے ہیں۔ آپ چاہیں تو کسی ایک شعبہ کے مستقل نگران بن سکتے ہیں یا ایک فیملی کر طرف سے ایک رقم وقف کر کے اس کی آمدنی سے چلا سکتے ہیں۔ اس کار خیر میں آگے بڑھ کر للہ' زکوۃ وصدقات کی وضاحت کے ساتھ آفس سے رابطہ فرمائیں۔

خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

ترجمہ "اس سے پہلے کار خیر انجام دے لو کہ کہا جائے کہ آپ دنیا میں نہیں رہے"

مسلمان کی دولت کا صحیح مصرف

قرآن عزیز نے سینکڑوں جگہ انفاق فی سبیل اللہ راہ خدا میں خرچ کی ترغیب و حکم دیا گیا۔ قرآن حکیم کی ابتدا ہی یہ ہے۔ الم ○ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین ○ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون ○ ترجمہ : اسلام کے عناصر ثلاثہ ا۔ ایمان بالغیب' ۲۔ اقامت صلوۃ (تمام جسمانی اعمال) ۳۔ انفاق راہ خدا میں خرچ' خدا کی رضا کے لیے جان مال خرچ کرنا ومٹانا گویا انفاق اسلام کا ایک ثلث' ایک تہائی ہے' قرآن نے تقویٰ کی جہاں تفسیر کی ہے' وہاں عموماً" یہ تین اجزاء بیان کیے ہیں۔ پھر قرآن نے ہر جگہ مال کے انفاق کو جان کے انفاق پر مقدم کیا ہے۔ وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم اسی طرح قرآن نے جہاں کہیں مال کے مصرف بیان کیے ہیں' وہ جیتے جاگتے انسان ہیں۔ واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی' انما الصدقات للفقراء رشتہ دار' فقراء' مساکین' یتامیٰ' مسافر' اسلامی ریاست کے کارپرداز اور وہ لوگ جن سے سلوک کر کے یا ان کی ضروریات پوری کر کے اسلام کی طرف راغب کیا جا سکتا ہو۔

نبوت کے ۲۳ سالہ دور میں یہی نظر آتا ہے کہ مال ہمیشہ ضرورت مند انسانوں پر خرچ کیا گیا۔ رسول خداؐ نے مسجد یا مدرسہ کے لیے کبھی اس طرح چندہ نہیں فرمایا۔ مسجد نبویؐ انتہائی سادگی سے آپؐ اور آپ کے صحابہؓ نے مزدور بن کر اپنے ہاتھوں سے تعمیر کی۔ جب انتہائی ثروت و مالداری آئی تب بھی سادگی کا یہی عالم رہا۔ دور نبوت میں سینکڑوں مساجد بن چکی تھیں اور ان میں تعلیم و تربیت کا اعلیٰ درجہ کا نظام قائم ہو چکا تھا۔ مگر آپ کو ان کے لیے مالی ترغیب و اپیل شاذ و نادر ہی ملے گی۔ اس کے بر خلاف یہاد یا انسانوں کی ضرورتوں کے لیے مالی ترغیب و اپیل کی سینکڑوں ہزاروں روایات و واقعات باسانی مل جائیں گے۔ مکہ مکرمہ میں ابتدائے اسلام میں بھی اسلام میں داخل ہونے والوں کی ضرورتوں کے لیے ہر وقت مالی ایثار کیا گیا اور مدینہ منورہ میں کبھی شاید ہی کوئی دن ایسا گزرا ہو کہ آپؐ نے

انسانوں کے لیے مسجد نبویؐ میں ترغیب و اعلان نہ فرمایا ہو۔ ہر روز ہی باہر سے آنے والوں کو صحابہ مہمان بنا کر لے جاتے اور جو بچ رہتے' وہ رسول خداؐ کے مہمان ہوتے جب کبھی کسی علاقے کے ضرورت مند لوگ مدینہ منورہ آئے آپ نے فوراً" ان کے کپڑوں کے لیے' ان کے کھانے کے لیے اور دیگر ضروریات کے لیے ترغیب دی اور چندہ کیا۔ جب کبھی آپ کو کسی علاقہ میں قحط یا کسی آفت کی خبر ملی' جو بھی بن پڑا آپؐ نے ان کی امداد کے لیے کوشش کی۔ اس میں مسلم اور غیر مسلم کی تفریق بھی روا نہیں رکھی فتح مکہ سے پہلے جب مکہ میں قحط پڑا' آپؐ نے کھانے پینے کی چیزوں اور نقد اموال سے مدد فرمائی باوجودیکہ آپ برسوں سے اہل مکہ کے ساتھ حالت جنگ میں تھے۔ غرض اسلام کا مزاج انسانوں پر خرچ کرنے کا ہے نہ کہ عمارتوں پر۔

اس کے بر خلاف آج مسلمانوں کے اموال کا بڑا حصہ انسانوں کے بجائے اینٹ پتھر پر لگ رہا ہے۔ یتیموں' بیواؤں' ناداروں 'بیماروں اور محتاجوں کا حق مار کر عالی شان مساجد ومدارس بن رہے ہیں اور ظلم یہ ہے کہ انھیں دین کے قلعے کہا جا رہا ہے۔ مختلف قسم کے حیلے کر کے چندوں کا بڑا حصہ تعمیر میں لگایا جا رہا ہے۔ اب تو کمیشن اور دلالی کے ذریعہ چندہ کرنے والے پیشہ ور لوگوں کا ایک نیا طبقہ وجود میں آ چکا ہے۔ چندہ کے لیے ایسے ایسے رکیک وذلیل طریقے ایجاد کیے جا رہے ہیں جس نے علم' علماء اور خود اسلام کو ذلیل کر رکھا ہے۔ یہ وبا زیادہ تر برصغیر کے لوگوں میں ہے جہاں اہل علم گھٹیا بھکاری کی شکل اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ ہماری عمارتیں جتنی بلند وبالا ہوتی جا رہی ہیں اہل علم کا احترام' وقار اور عزت اتنی ہی گرتی جا رہی ہے۔ رمضان میں غول کے غول نازل ہوتے ہیں۔ شریف لوگوں نے دوکان پر بیٹھنا چھوڑ دیا ہے۔ یہاں روزانہ ہی مساجد میں کپڑا بچھا کر مانگنے کا جو شرمناک منظر سامنے آتا ہے' ہر غیرت مند انسان شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔ پتہ نہیں یہ کون سا اسلام ہے جو اپنے کو' علما کو' بلکہ خود اسلام کو ذلیل کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ زکوۃ و صدقات جو ضرورت مند انسانوں کا حق تھا' اس کا بھی بڑا حصہ مختلف حیلوں کے ذریعہ عمارتوں میں لگ رہا ہے۔ ہندوستان کے غریب مسلمانوں کا سالانہ نہیں ہفتہ وار کروڑوں ان پر لگایا جاتا ہے۔ جبکہ اسی بھارت میں ایک ایک شہر ایسا ہے جہاں ہزارہا یتیم بے سہارا غریب بچیاں صرف اس لیے کنواری بیٹھی ہیں کہ ان کی شادی کے لیے چند سو روپیہ نہیں ہے۔ صرف ایک شہر حیدر آباد میں ایک سروے کے مطابق ۳۰ ہزار سے زائد ایسی بچیاں ہیں۔ لاکھوں مسلمان بچیاں

گھر کی بنیادی ضرورتوں سے مجبور ہو کر ملازمت محنت و مزدوری کر رہی ہیں جن کی عصمت و آبرو ہر وقت خطرے میں ہے۔ کتنے ہی علماء کرام اور دین کے کام کرنے والے بڑھاپے میں ایڑیاں رگڑ رہے ہیں۔ نہ علاج کے لیے پیسے ہیں نہ بچیوں کی شادی کے لیے۔ دنیا میں کروڑوں مسلمانوں کو زندگی کی بنیادی ضرورتیں میسر نہیں ہیں۔ روٹی' دوا دارو اور نکاح انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ گزشتہ سالوں میں صومالیہ' یوگنڈا' سوڈان' حبشہ میں لاکھوں مسلمان بھوک سے مر چکے ہیں مگر ہمارے ہاں اسلام اور دین کے نام پر عالیشان مساجد ومدارس کی تعمیر کی عیاشیوں پر کوئی فرق نہیں پڑا بلکہ حرص اور بڑھ چکی ہے۔ ہر کوئی اپنے گاؤں میں دین کے نام پر ایک تاج محل بنانے کا متمنی ہے۔ اس طرز عمل پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ دینداروں اور علماء کا یہ طرز عمل اسلام سے برگشتہ و بیزار کرنے کا ذریعہ تو نہیں بن رہا؟ ماضی قریب میں بخارا' سمرقند و تاشقند میں الحاد و کمیونزم کا ایک بڑا سبب مالیات کا غلط صرف بھی تھا۔ نتیجہ جو نوجوان علماء کرام کے ہاتھ چوما کرتے تھے' انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ان کی گردنیں اتاریں۔ بغداد کا زوال ہو یا اسپین کی تباہی' غور کیا جائے تو اس میں مالی بد عنوانیوں کا بھی بڑا دخل تھا۔ وہاں بھی انسانوں کی بنیادی ضرورتوں' علمی و دینی ضرورتوں کے بجائے عمارتوں کی عیاشیوں پر بے تحاشا دولت خرچ کی گئی۔ اس دور کے ایک عارف باللہ کا قول ہے مسلمانوں کے مال کے غلط خرچ پر خدا نے ان پر پوری دنیا میں دو عذاب مسلط کر دیے ہیں یعنی کمیونزم اور کیپیٹل ازم۔

الحذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

سہ ماہی الشریعہ گوجرانوالہ کا جنوری ۹۷ء کا شمارہ

اسلام کا خاندانی نظام اور مغربی ثقافت

کے عنوان پر ممتاز اہل قلم کی گراں قدر نگارشات پر مشتمل ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس سلسلہ میں نومبر ۹۶ء کے آخر تک موصول ہونے والے مضامین شامل اشاعت کیے جا سکیں۔ بشرطیکہ وہ مواد' استدلال اور زبان کے لحاظ سے معیاری ہوں اور کوئی مضمون الشریعہ کے آٹھ صفحات سے زیادہ طوالت نہ رکھتا ہو۔ (ادارہ)

فورم کے پہلے باضابطہ اجلاس کا دعوت نامہ

باسمہ سبحانہ

بگرامی خدمت زید لطفکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ مزاج گرامی؟

گزارش ہے کہ کافی عرصہ سے اس امر کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی میڈیا اور اسلام دشمن لابیوں کے معاندانہ پراپیگنڈہ کا سائنٹفک انداز میں جائزہ لیا جائے اور اس کے توڑ کے لیے منظم کام کیا جائے نیز یورپ میں مقیم مسلمانوں بالخصوص مشرقی یورپ کے کمیونزم سے آزاد ہونے والے ممالک کی مسلم اقلیتوں کی دینی ضروریات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر اس کے مطابق ضروری لٹریچر کی اشاعت و تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے چند اصحاب فکر ۲۲ نومبر ۱۹۹۳ء کو لیٹن سٹون لندن میں جناب الحاج غلام قادر صاحب کی رہائش گاہ پر جمع ہوئے اور حضرت مولانا مفتی عبد الباقی صاحب مدظلہ العالی کی زیر صدارت اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مذکورہ بالا مقاصد اور دیگر متعلقہ دینی ضروریات کے لیے "ورلڈ اسلامک فورم" کے نام سے ایک ادارہ تشکیل دیا جائے' اجلاس میں ورلڈ اسلامک فورم کے کنوینر کی ذمہ داریاں راقم الحروف کے سپرد کی گئیں اور طے پایا کہ فورم کا پہلا مشاورتی اجلاس ۵ دسمبر ۹۳ء بروز ہفتہ شام چار بجے ختم نبوت سنٹر' ۳۵ اسٹاک ویل گرین' لندن میں ہوگا جس میں فورم کے پروگرام اور تنظیمی ڈھانچ کو حتمی شکل دی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ "فورم" کو باضابطہ جماعت کی حیثیت نہیں دی جائے گی اور مذکورہ بالا مقاصد اور پروگرام سے اتفاق اور دلچسپی رکھنے والے تمام دینی حلقوں اور جماعتوں کے ساتھ یکساں تعلقات اور باہمی مشاورت و معاونت کی بنیاد پر "ورلڈ اسلامک فورم" کے مشن کو آگے بڑھایا جائے گا' ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ۵ دسمبر کے کنونشن میں آنجناب کی شرکت از حد ضروری ہے۔ ازراہ کرم اس پروگرام کے بارے میں اپنی رائے گرامی سے آگاہ فرمائیں اور کنونشن میں شرکت فرما کر مشکور ہوں۔ امید ہے کہ آنجناب کے مزاج بعافیت ہوں گے۔ والسلام

ابو عمار زاہد الراشدی' کنوینر ورلڈ اسلامک فورم

C/O ختم نبوت سنٹر لندن

(۲۳ نومبر ۱۹۹۳ء)

ورلڈ اسلامک فورم کا قیام

پاکستان سے میری طویل غیر حاضری اور لندن میں قیام کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد کی طرف بحمد اللہ تعالیٰ پیش رفت ہوئی ہے اور چند اصحاب فکر نے راقم الحروف کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے "ورلڈ اسلامک فورم" کے نام سے ایک نیا فکری حلقہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

"الشریعہ" کے قارئین گواہ ہیں کہ راقم الحروف نے علمائے کرام اور دینی تحریکات کے قائدین کی خدمت میں ہمیشہ یہ عرض کیا ہے کہ اسلام کے غلبہ و نفاذ کی جدوجہد میں موثر پیش قدمی کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے حوالہ سے مغربی فلسفہ کا مکمل ادراک حاصل کیا جائے' مغرب کے چیلنج کی نوعیت اور سنگینی کو پوری طرح سمجھا جائے اور مغربی میڈیا کے مزاج اور طریق واردات سے کماحقہ واقفیت حاصل کی جائے کیونکہ مغربی فلسفہ پوری قوت اور وسائل کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہے اور دشمن کی جنگی تکنیک اور ہتھیاروں سے واقفیت حاصل کیے بغیر محض جذبات کے سہارے خم ٹھونک کر میدان میں کود پڑنے کا نتیجہ ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوتا لیکن اس کے لیے ضروری تھا کہ دینی تحریکات کے قائدین' دانش وروں اور کارکنوں میں احساس کو اجاگر کرنے کے لیے فکری کام کو منظم کیا جائے اور اس کام کے لیے سب سے زیادہ موزوں مقام لندن ہے اس لیے بھی کہ لندن مغربی تہذیب اور میڈیا کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس لیے بھی کہ دنیا بھر کے مختلف ممالک اور اقوام کے ساتھ رابطہ کے لیے یہ سب سے بہتر مرکز ہے۔

راقم الحروف نے گذشتہ پانچ ماہ کے قیام برطانیہ کے دوران بیسیوں اجتماعات اور علماء و دانش وروں کے ساتھ سینکڑوں ملاقاتوں میں اس احساس کو اجاگر کرنے کی کوشش کی اور بحمد اللہ کچھ سنجیدہ اصحاب فکر و دانش کو تلاش کر لیا جو اپنے اپنے مقام پر اسی اضطراب اور بے چینی کا شکار تھے لیکن انہیں کسی اجتماعی عمل کی راہ سجھائی نہیں دے رہی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا اجلاس ۲۲ نومبر ۹۲ء کو نیٹن سٹون لندن میں جناب غلام قادر کی رہائش گاہ پر

بزرگ عالم دین حضرت مولانا مفتی عبد الباقی صاحب مدظلہ العالی کی زیرِ صدارت منعقد ہوا جس میں بنیادی طور پر فیصلہ کیا گیا کہ اس مقصد کے لیے "ورلڈ اسلامک فورم" کے نام سے ایک فکری حلقہ قائم کیا جائے۔ دوسرا اجلاس ۵ دسمبر ۹۲ء کو ختم نبوت سنٹر لندن میں ہوا اس کی صدارت بھی حضرت مولانا مفتی عبد الباقی مدظلہ نے کی اور اجلاس میں تیس کے قریب سرکردہ علمائے کرام اور دانش وروں نے شرکت فرمائی' اجلاس میں جو اہم فیصلے کیے گئے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

---- ○ راقم الحروف کو "ورلڈ اسلامک فورم" کے چیئرمین کی حیثیت سے ذمہ داری سونپی گئی جبکہ مولانا محمد عیسیٰ منصوری کو سیکرٹری جنرل منتخب کیا گیا' مولانا منصوری کا تعلق گجرات (انڈیا) سے ہے لیکن ایک مدت سے لندن میں مقیم ہیں۔ کچھ عرصہ لندن کے تبلیغی مرکز کے امام رہے ہیں' صاحب مطالعہ' صاحب قلم اور صاحب دانش عالم دین ہیں' باصلاحیت اور سرگرم راہنما ہیں ہمارے ساتھ جناب غلام قادر' جناب عبد الرحمن باوا' جناب انور شریف' حاجی ولی آدم پٹیل' مولانا کلام احمد' ایم افتخار احمد اور محمد الطاف رانا پر مشتمل ورکنگ کونسل تشکیل دی گئی۔

---- ○ حضرت مولانا مفتی عبد الباقی صاحب مدظلہ العالی نے فورم کی سرپرستی قبول فرمائی مفتی صاحب صوبہ سرحد کے بزرگ علماء میں سے ہیں' حضرت السید مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے رفقاء میں سے ہیں طویل عرصہ سے لندن میں مقیم ہیں اور لندن میں انہیں مفتی شہر کی حیثیت حاصل ہے۔

---- ○ علماء اور دانش وروں کو مغربی میڈیا کے مزاج اور طریق واردات سے روشناس کرانے کے لیے لندن میں اکیڈمی طرز کا تربیتی ادارہ قائم کیا جائے گا اور کچھ انگلش جاننے والے علماء کو بطور خاص اس کام کے لیے ٹریننگ دی جائے گی۔

---- ○ لندن میں ایک ماہانہ فکری نشست کا اہتمام کیا جائے گا جس میں مختلف مکاتب فکر کے اصحاب علم و دانش کو اہم موضوعات پر اظہار خیال کی دعوت دی جائے گی۔

---- ○ یورپ میں مقیم مسلمانوں کے تعلیمی و معاشرتی مسائل کا دینی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے گا۔ اور اس مقصد کے لیے اگلے سال ۱۹۹۳ء میں جولائی کے دوران لندن میں ایک بڑی کانفرنس کا اہتمام کیا جائے گا۔

---- ○ عالم اسلام کی دینی تحریکات کے درمیان باہمی روابط اور اشتراک و مشاورت کی فضا

قائم کرنے کے لیے منظم کوشش کی جائے گی۔

---- ○ مشرقی یورپ کے کمیونزم سے آزاد ہونے والے ممالک میں مقیم مسلمانوں کے لیے بطور خاص ان کی علاقائی زبانوں میں دینی لٹریچر کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

---- ○ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو دینی معلومات مہیا کرنے کے لیے خط و کتابت اور آڈیو کورسز کا اجراء کیا جائے گا۔

---- ○ اجلاس میں یہ طے کیا گیا کہ علمی و فکری مسائل میں اہل السنت والجماعت کے مسلمات کی پابندی کی جائے گی اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ اصول اجتہاد سے کسی صورت میں خروج نہیں کیا جائے گا۔

---- ○ تمام دینی جماعتوں اور حلقوں کے ساتھ یکساں روابط کی پالیسی اختیار کی جائے گی اور ان کے باہمی تنازعات میں فریق بننے سے گریز کیا جائے گا۔

---- ○ مسلم حکومتوں کی معروف لابیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ وابستگی سے مکمل احتراز کیا جائے گا۔

----- ○ مختلف موضوعات پر مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت کے علاوہ اردو اور انگلش میں ایک ماہنامہ جریدہ فورم کے ترجمان کی حیثیت سے شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز یہ سب امور ابھی عزائم ہیں انہیں عمل کے دائرہ میں داخل ہونے کے لیے خدا جانے ابھی کتنے مراحل سے گزرنا ہے اور ہمارے پاس ان مسائل کی سنگینی کا احساس اور ان کے لیے کچھ کر گزرنے کی تڑپ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نا امیدی نہیں ہے۔ اس ذات عالی نے اگر کچھ دلوں کو ایک عرصہ تک احساس اور اضطراب کی تپش سے گرمائے رکھا ہے اور پھر چند سلگتے دلوں کو یکجا کر دیا ہے تو اس کے دربار سے کچھ کر گزرنے کی توفیق بھی ضرور ملے گی بس اسی ایک امید کے سہارے پر "ورلڈ اسلامک فورم" نے اپنے سفر کا آغاز کیا ہے۔ بے شک ہماری نیتیں اور ارادے اس کی بارگاہ میں پیش کیے جانے کے قابل نہیں ہیں لیکن جب اس کے سوا دامن میں کچھ ہے ہی نہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح "جئنا ببضاعۃ مزجاۃ" کے اعتراف کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ خلوص نیت نصیب فرمائیں' توفیق عمل سے نوازیں اور مذکورہ بالا عزائم کی تکمیل آسان کر دیں کہ اس کی عطا کردہ توفیق ہی سب پونجیوں سے بڑی پونجی ہے اور تمام قوتوں سے بالاتر قوت ہے۔ آمین یا الہ العالمین۔

(مطبوعہ الشریعہ جنوری ۱۹۹۳ء)

لندن میں ماہانہ فکری نشست کا آغاز

مولانا سعید احمد پالن پوری کا فکر انگیز خطاب

ورلڈ اسلامک فورم نے لندن میں ماہانہ فکری نشست کا آغاز کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی نشست ۲۰؍جولائی ۹۳ء کو ختم نبوت سنٹر، ۳۵ سٹاک ویل گرین، لندن میں فورم کے سرپرست مولانا مفتی عبدالباقی کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس میں آل انڈیا مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل اور دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مولانا سعید احمد پالن پوری بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ جبکہ لندن کے مختلف علاقوں سے علما اور دانش وروں کی ایک بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی۔ مولانا حافظ ممتاز الحق کی تلاوت کلام پاک کے بعد فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے معزز مہمان اور دیگر مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور فورم کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کے قیام کے تین بڑے مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی میڈیا کی یکطرفہ منفی مہم کا ادراک حاصل کیا جائے اور اس کے جواب کے لیے سائنٹیفک طریق کار اختیار کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی نئی پود کے لیے اس کی ذہنی سطح اور نفسیات کے مطابق دینی تعلیم اور لٹریچر کا اہتمام کیا جائے۔ اور تیسرا یہ کہ عالم اسلام میں کام کرنے والی دینی تحریکات کے درمیان رابطہ و مشاورت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان مقاصد کیلئے ۱۵؍اگست کو بین الاقوامی سیمینار کے انعقاد کے علاوہ لندن میں ایک ماہانہ فکری نشست کا سلسلہ بھی شروع کیا جا رہا ہے اور ہماری کوشش ہوگی کہ ہر نشست میں کسی ممتاز دانش ور اور صاحب فکر کو اظہار خیال کی دعوت دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہماری پہلی فکری نشست ہے اور یہ بات باعث سعادت ہے کہ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا سعید احمد پالن پوری اس نشست میں ہمارے مہمان خصوصی ہیں۔

مولانا سعید احمد پالن پوری نے خطاب کرتے ہوئے مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی تعلیمی اور دینی ضروریات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس بات پر بطور خاص زور دیا کہ دنیا کے چار بر اعظموں' امریکہ' یورپ' افریقہ اور آسٹریلیا میں مقیم مسلمانوں کے بچوں کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لیے ان خطوں کے معاشرتی ماحول' نفسیات اور ذہنی سطح کو سامنے رکھنا ضروری ہے' ورنہ دینی تعلیم کے مقاصد پورے نہیں ہو سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ تاریخ شاہد ہے کہ ہمارے اکابر و اسلاف نے ہر دور میں دین کی دعوت و تعلیم کے لیے اس دور کی زبان اختیار کی ہے۔ ایک دور وہ تھا جب دعوت و تعلیم میں سادگی تھی اور سادہ زبان میں بات ہو جاتی تھی' لیکن پھر دور بدلا اور یونانی فلسفہ کے مسلمانوں میں آ جانے سے فلسفہ و منطق اور عقلیات کی زبان کا رواج ہوا' چنانچہ اس دور کے اہل علم و دانش نے فلسفہ و منطق کی زبان میں مہارت حاصل کی اور اس میں اسلام کی تعلیمات و احکام کو دنیا کے سامنے پیش کیا' حتیٰ کہ ایک دور ایسا بھی آیا کہ ہمارے دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں تین چوتھائی حصہ منطق و فلسفہ کی کتابوں پر مشتمل تھا۔ یہ اس دور کی ضرورت تھی' کیونکہ اس کے بغیر اس دور کی زبان میں اسلام کی تعلیم و دعوت کو پیش نہیں کیا جاسکتا تھا' لیکن اب یہ دور بھی باقی نہیں رہا اور اب عقلیات کے بجائے مشاہدات و محسوسات نے انسانی ذہن پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور یہ بات تو آج سے تین سو سال پہلے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے فرما دی تھی کہ آئندہ اسلامی احکام و تعلیمات کو دلائل و براہین کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا اور اس مقصد کے لیے انہوں نے "حجۃ اللہ البالغہ" جیسی بے مثال کتاب بھی تصنیف کی۔ آج وہ دور آگیا ہے' بلکہ گزشتہ ڈیڑھ صدی سے تبدیلی کا یہ عمل شروع ہے اور اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ علمائے کرام محسوسات کی زبان میں مہارت حاصل کریں اور اس زبان میں اسلام کی دعوت و تعلیم کا سلسلہ منظم کریں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں تک بچوں کی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے' یہ بات تجربہ کے ساتھ سامنے آچکی ہے کہ دنیا کے باقی بر اعظموں میں ایشیائی طرز تعلیم کامیاب نہیں ہے' کیونکہ امریکہ' یورپ' افریقہ اور آسٹریلیا میں بچوں کی ذہنی سطح مختلف ہے' وہ ہر بات کو سمجھ کر پڑھنا چاہتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے کوئی بات بھی کریں' ان کا پہلا سوال ہوگا "کیسے؟" اس کیسے کا جواب دیے بغیر آپ ان سے کوئی بات قبول نہیں کرا سکتے' لیکن

مجبوری یہ ہے کہ یہاں تعلیم کے لیے اساتذہ ایشیا سے آتے ہیں جنہوں نے ایشیائی طرز تعلیم کے مطابق تربیت پائی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ اسی طرز سے پڑھائیں گے اور اس طرح استاد اور شاگرد کے درمیان ذہنی بعد اور خلا باقی رہ جاتا ہے' جس کی وجہ سے تعلیمی مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔ ہمیں اس فرق کا اچھی طرح ادراک کرنا ہوگا اور اس کو دور کرنے کے لیے منظم اور مسلسل محنت کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس کا یہ حل پیش کیا جاتا ہے کہ ایشیا کے دینی مدارس اپنا نصاب و نظام تبدیل کریں' لیکن یہ حل درست نہیں ہے' اس لیے کہ ایشیا کے دینی مدارس بنیادی طور پر وہاں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کام کر رہے ہیں اور وہاں سے دوسرے براعظموں میں جانے والے فضلا کا تناسب ایک فی صد بھی نہیں ہے' اس لیے ایک فی صد کی خاطر باقی نظام تو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ پھر یہ ایک فی صد بھی کسی منظم پروگرام کے تحت دوسرے براعظموں میں نہیں جاتے' مختلف حوالوں سے جس کا جہاں کام بن جاتا ہے' وہ وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے ان کے لیے الگ تعلیمی شعبوں کا اہتمام بھی قابل عمل نہیں ہے۔ اور مسئلہ کا حل ایک ہی نظر آتا ہے کہ جو علما' قرا' حفاظ اور ائمہ مساجد مختلف ذرائع سے ان ممالک میں پہنچ گئے ہیں یا پہنچ رہے ہیں' ان کے لیے انہی ممالک میں ایسے کورسز کا اہتمام کیا جائے' جن میں انہیں انگلش زبان پڑھائی جائے' مقامی معاشرے کے تقاضوں سے روشناس کرایا جائے اور تعلیمی ضروریات سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ یہاں کی ضروریات اور ماحول کے مطابق دینی و تعلیمی خدمات سر انجام دے سکیں۔

انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کے مقاصد سے آگاہی حاصل کرکے انہیں خوشی ہوئی ہے اور اگر فورم اس قسم کے کورسز کا لندن میں اہتمام کر سکے تو یہ بڑی دینی خدمت ہوگی۔ انہوں نے علما پر زور دیا کہ وہ زمانہ کی تبدیلیوں کا احساس کریں اور ان کے مطابق اپنے طرز عمل میں بھی تبدیلی پیدا کریں ورنہ وہ زمانے کا ساتھ نہیں دے سکیں گے اور نہ اپنے فرائض سے پوری طرح عہدہ برآ ہو سکیں گے۔

نشست کے اختتام پر ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے مہمان خصوصی اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فورم کی پہلی ماہانہ فکری نشست کی کامیابی پر مسرت کا اظہار کیا۔

ورلڈ اسلامک فورم کا پہلا سالانہ سیمینار

ورلڈ اسلامک فورم کا پہلا سالانہ بین الاقوامی سیمینار ۱۵ اگست ۹۳ء کو کانوے ہال' ریڈ لائن اسکوائر لندن میں منعقد ہوا' جس میں مختلف مکاتب فکر اور ممالک کے علما کرام اور دانش وروں نے میڈیا اور تعلیم کے مسائل پر اظہار خیال کیا۔ سیمینار کی دو نشستیں ہوئیں جن کی صدارت فورم کے سرپرست مولانا مفتی عبدالباقی نے کی۔ پہلی نشست صبح دس بجے سے ایک بجے تک اور دوسری نشست تین بجے سے سوا چھ بجے تک منعقد ہوئی۔ الحاج عبدالرحمن باوا اور مولانا منظور احمد الحسینی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ سیمینار میں مختلف ممالک کے سرکردہ علما کے علاوہ برطانیہ کے مختلف حصوں سے پانچ سو کے لگ بھگ اصحاب فکر و دانش نے شرکت کی' جبکہ بھارت کے ممتاز عالم دین اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سیکرٹری جنرل مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ سیمینار کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں دیو بندی' بریلوی' اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے ذمہ دار راہ نماؤں نے خطاب کیا اور مسلمانوں کے مشترکہ معاملات میں مل جل کر جدو جہد کے عزم کا اظہار کیا۔ سیمینار سے خطاب کرنے والوں میں مہمان خصوصی کے علاوہ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہدالراشدی' سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری' سلطان باہوؒ ٹرسٹ کے سرپرست اعلیٰ صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری' جمعیت اہلحدیث سندھ کے امیر پیر سید بدیع الدین شاہ راشدی' یوکے اسلامک مشن کے سربراہ سید طفیل احمد شاہ' مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے استاذ مولانا سعید احمد عنایت اللہ' یمن سے السید ایوب اکبر الاسد' جنوبی افریقہ سے جمعیت علما نٹال کے صدر مولانا محمد یونس پٹیل' کینیڈا سے مولانا قاسم انگار' حرکۃ المجاہدین پاکستان کے راہ نما مولانا مسعود احمد اظہر' جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے امیر ڈاکٹر صہیب حسن' جمعیت علما اسلام پاکستان کے نائب امیر علامہ ڈاکٹر خالد محمود' میرپور آزاد کشمیر کے ضلع مفتی قاضی محمد رویس خان ایوبی' دارالعلوم فلاح دارین گجرات انڈیا کے مہتمم مولانا محمد عبداللہ پٹیل' اسلامک دعوہ اکیڈیمی لیسٹر

کے ڈائریکٹر مولانا محمد سلیم دھورات' ماہنامہ التقویٰ کے ایڈیٹر حسن محمود عودہ' مرکزی جمعیت علما برطانیہ کے نائب امیر صاحبزادہ امداد الحسن نعمانی' مولانا قاری محمد عمران جہانگیری' پروفیسر عبدالجلیل ساجد' مولانا محمد کمال خان' مولانا شمیرالدین قاسمی' کونسلر احمد شجاع' کونسلر فضل الرحمن' مولانا قاری عبدالرشید رحمانی' مولانا کلام احمد اور مولانا قاری محمد اسلم کے علاوہ رابطہ عالم اسلامی لندن کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر سلیم حس بھی شامل ہیں۔

فورم کے چیرمین مولانا زاہد الراشدی نے فورم کی پالیسی اور پروگرام کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم میڈیا اور تعلیم کے محاذ پر مسلمانوں کو درپیش مسائل کے حل کے لئے جدو جہد کرے گا اور ہماری کوشش ہو گی کہ فورم کو ایک ایسا پلیٹ فارم بنا دیا جائے جہاں تمام مکاتب فکر کے علما اور دانش ور مشترکہ طور پر ملت اسلامیہ کی راہ نمائی کا فریضہ سر انجام دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ لندن میں فورم کے زیر اہتمام ماہانہ فکری نشست کا آغاز کر دیا گیا ہے جس میں مختلف مکاتب فکر کے زعما وقتاً" فوقتاً" مسلمانوں کے مسائل پر اظہار خیال کریں گے اور برطانیہ میں مقیم خاندانوں کے بچوں اور بچیوں کے لیے اسلامی تعلیمات پر مشتمل خط و کتابت کورسز اور آڈیو کورسز اکتوبر کے آخر تک شروع کر دیے جائیں گے۔ یہ کورسز انٹرنیشنل الدعوۃ اکیڈیمی اسلام آباد کے تعاون سے منظم کیے جا رہے ہیں اور اردو اور انگلش دو زبانوں میں ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ فورم فرقہ وارانہ تنازعات' گروہی سیاست اور حکومتی لابیوں سے الگ تھلگ رہتے ہوئے خالصتاً" علمی و فکری بنیادوں پر کام کرے گا اور کام کو منظم کرنے کے لیے مختلف ممالک میں فورم کی ممبر شپ کی جائے گی۔ اس موقع پر مولانا زاہدالراشدی نے فورم کی ممبر شپ کے باقاعدہ آغاز کا اعلان کیا اور تیس پونڈ سالانہ فیس ادا کر کے ممبر شپ کا پہلا فارم پر کیا۔

مہمان خصوصی مولانا قاضی مجاہدالاسلام قاسمی نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اسلام کی دعوت پوری دنیا کے سامنے از سر نو پیش کرنے کی ضرورت ہے' کیونکہ آج انسانیت جن مسائل و مشکلات سے دو چار ہے' ان کا حل اسلام کے علاوہ اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیائے کفر کے دانش ور اسلام کے خلاف متحد اور متحرک ہو گئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام کی قوت اور قرآن کریم کی انقلابی صلاحیت سے آگاہ ہیں اور اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسی قوت ہے جو دنیا میں ہمہ گیر انقلاب بپا کر سکتی ہے' لیکن بد قسمتی سے خود مسلمان اس حقیقت سے باخبر نہیں ہے اور اس کی

مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کی جیب میں کروڑوں روپے کا چیک پڑا ہو لیکن اسے اس چیک کی اہمیت کا علم نہ ہو' اس کے نزدیک وہ محض کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے' مگر جو لوگ چیک کی اہمیت کو جانتے ہیں وہی اس کی صحیح قدرو قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں' ان کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا' اس لیے اسلام کی دعوت امت مسلمہ کی ذمہ داری بن گئی ہے اور اسلام کے پیغام کو دنیا کے ہر انسان تک پہنچانا ہمارے فرائض میں شامل ہے کیونکہ قرآن کریم تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کا سرچشمہ اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں' اس لیے دنیا کے ہر شخص تک اسلام کی دعوت پہنچانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج دنیائے انسانیت کو مادی کشمکش اور نسلی فرق و امتیاز نے پھر جاہلیت کے دور میں پہنچا دیا ہے اور اسے اضطراب اور بے چینی سے نکالنے کا نسخہ آج بھی وہی ہے کہ اس کا تعلق خدائے وحدہ لا شریک کے ساتھ جوڑ دیا جائے اور اسے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام پھر سے سنایا جائے کہ کسی انسان کو دوسرے انسان پر رنگ' نسل اور زبان کی وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے اور شرف و فضیلت کی بنیاد صرف تقویٰ اور کردار ہے کیونکہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم کا وجود مٹی سے تخلیق کیا گیا ہے انہوں نے ورلڈ اسلامک فورم کو مشورہ دیا کہ وہ تمام انسانوں تک اسلام کی دعوت اور پیغام پہنچانے کو بھی اپنے مقاصد اور پروگرام میں شامل کرے تاکہ اس کی جدو جہد مکمل ہو اور اس کی برکات سے ملت اسلامیہ کو فائدہ پہنچے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک میں مقیم مسلمان اپنی نئی نسل کے ایمان و اخلاق کے بارے میں پریشان ہیں' یہ پریشانی بجا ہے اور ہر مسلمان کو اپنی اولاد کے ایمان و اخلاق کی فکر کرنی چاہئے لیکن ان سب مسائل کا حل بھی یہی ہے کہ ہم اسلام کے داعی بن جائیں اور کفر و بے حیائی کا جو طوفان ہمارے گھروں کا رخ کر رہا ہے' آگے بڑھ کر اس کا رخ موڑ دیں انہوں نے کہا کہ اسلام کے بارے میں کسی قسم کا معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ اسلام آج کے تقاضے بھی اسی طرح پورے کرتا ہے جس طرح آج سے چودہ سو برس پہلے کے تقاضے پورے کرتا تھا' اسلام علم اور عقل کا مذہب ہے' وہ انسانوں کو حقائق پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور علم میں آگے سے آگے بڑھتے چلے جانے کی ہدایت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی علم بھی غیر اسلامی نہیں ہے اور نہ ہی کسی علم پر کسی کی اجارہ داری ہے' آج کے جدید علوم بھی اسلام کے خادم اور معاون ہیں'

صرف انہیں اپنانے اور انہیں کلمہ پڑھانے کی ضرورت ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان علوم میں آگے بڑھیں اور ذہانت و مہارت کے ساتھ ان علوم میں دسترس اور بالاتری حاصل کریں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی راہ نمائی کرتا ہے' اس میں نفسیات کے اصول بھی ہیں اور معیشت کے قوانین بھی ہیں' لیکن انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے اور آج کی زبان میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ فروعی اختلافات اور فرقہ وارانہ تنازعات سے گریز کریں اور باہمی اتحاد و مفاہمت کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں تاکہ وہ اس معاشرہ میں اپنی دینی ذمہ داریاں صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں۔

فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں اس بات پر زور دیا کہ مغربی میڈیا اسلام اور دیندار مسلمانوں کا جو خوفناک نقشہ دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے اسے پوری طرح سمجھنے اور اس تک رسائی حاصل کر کے اسلام کا پیغام اسی کی زبان میں دنیا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے علما کو مشورہ دیا کہ وہ میڈیا کی زبان پر مہارت حاصل کریں اور ابلاغ کے جدید ذرائع کو استعمال کرنے کی صلاحیت خود میں پیدا کریں کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے فرائض صحیح طور پر سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ انہوں نے مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی صورت حال کا جائزہ لیا اور کہا کہ مسلمان بچوں کی ایک بڑی تعداد وہ ہے جس کا تعلق مسجد و مدرسہ کے ساتھ نہیں ہے اور وہ دین کے احکام و مسائل سے بالکل بے خبر ہیں اور جو بچے مسجد و مدرسہ میں دینی تعلیم کے لیے آتے ہیں' ان کی تعلیم و تربیت کا نظام بھی اطمینان بخش نہیں ہے' جس کی وجہ سے اس تعلیمی محنت کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے۔ انہوں نے کہا کہ اس تعلیمی نظام اور نصاب دونوں پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور علما کو اس طرف سنجیدہ توجہ دینی چاہئے انہوں نے ورلڈ اسلامک فورم کے سالانہ سیمینار کے سلسلہ میں تعاون کرنے والے علما کرام' دانش وروں اور شرکا کا شکریہ ادا کیا اور توقع ظاہر کی کہ فورم کو آئندہ بھی ان کا بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ سیمینار میں شرکت کرنے والے علما کرام اور دانش وروں کے مقالات اور ارشادات کو بہت جلد کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔

مغربی ممالک میں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم

مغربی ممالک میں مسلمان بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی ضروریات اور دینی مکاتب کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام دینی مکاتب کے چند سینئر اساتذہ اور دیگر متعلقہ حضرات کے درمیان ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا۔ یہ مذاکرہ ۳ اکتوبر ۹۳ء کو مرکز الدعوۃ والارشاد پلیشٹ گروو ایسٹ ہم لندن میں منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد اسماعیل بوٹا نے کی اور اس میں مولانا مسعود عالم قاضی، مولانا عبدالرشید رحمانی، مولانا فیاض عادل فاروقی، حاجی افتخار احمد، حاجی ولی آدم پٹیل، حافظ حفظ الرحمٰن تارا پوری اور حاجی غلام قادر کے علاوہ ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی اور سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر یہ طے کیا گیا کہ مذاکرہ میں زیر بحث آنے والی اہم اور مفید تجاویز پر مشتمل ایک رپورٹ مرتب کر کے اخبارات و جرائد اور دینی مکاتب کے منتظمین و اساتذہ تک پہنچائی جائے، تاکہ زیادہ سے زیادہ حضرات اس سے استفادہ کر سکیں۔

ضروریات دین کا دائرہ

مذاکرہ میں اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ مغربی معاشرہ میں ان "ضروریات دین" کا دائرہ کیا ہے جن کی تعلیم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض عین ہے اور جن کے بغیر کوئی شخص اس معاشرہ میں ایک صحیح مسلمان کے طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اور بحث و تمحیص کے بعد والدین، اساتذہ اور خطبا وائمہ سے یہ گزارش کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ وہ

اپنے اپنے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل امور کے حوالہ سے بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دیں:

---○ یورپی معاشرت کی بنیاد مادہ پرستی اور دہریت پر ہے' اس لیے ضروری ہے کہ بچوں کو ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ کے وجود' اس کی قدرت' توحید باری تعالیٰ' کائنات کے نظام کے بارے میں قرآنی عقائد' رسالت' ختم نبوت' قیامت اور قرآن و سنت کی اہمیت کے سلسلہ میں ضروری باتیں ذہن نشین کرائی جائیں۔ اس ضمن میں سب سے پہلی ذمہ داری ماں باپ کی ہے اور پھر دینی مکاتب کے اساتذہ کی' کہ وہ بچوں کی ذہنی نشوونما کے ساتھ ساتھ ان کی اعتقادی تعلیم کے تسلسل کو برقرار رکھنے کی شعوری اور مربوط کوشش کریں۔

---○ اعتقادات و ایمانیات کے بعد عبادات یعنی نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل کی تعلیم ضروری ہے۔ لیکن صرف مسائل کی تعلیم کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ان عبادات کی اہمیت و افادیت کو ذہن نشین کرانا اور ان بچوں کی ذہنی سطح اور نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں ان عبادات کا شعوری طور پر قائل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے عبادات کی طرف مائل ہوں۔ اخلاقیات و معاملات میں بچوں کو اسلامی احکام کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ یورپی معاشرت کی مادہ پرستانہ اخلاقیات کے نقصانات سے آگاہ کرنا اور ان کے ذہنوں میں اسلامی اخلاق اور یورپی اخلاق کے فرق کو واضح کر کے اسلامی اخلاق کی افادیت اور برتری کو شعوری طور پر واضح کرنا ضروری ہے۔ روزمرہ کے معمولات اور استعمال میں آنے والی اشیا کے حوالہ سے حلال و حرام کا فرق ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔

---○ حجاب و حیا کے شرعی مسائل سے واقف کرانے کے ساتھ مرد و عورت کے اختلاط کے نقصانات اور اس سے پیدا ہونے والی معاشرتی خرابیوں سے بھی بچوں کو آگاہ کیا جائے۔

---○ اس معاشرہ میں رہنے والے نوجوانوں کو عیسائیت' یہودیت' ہندو ازم اور سکھ

مذہب کے بنیادی عقائد اور مسلمانوں کے ساتھ ان کے اعتقادی اور معاشرتی فرق و اختلاف سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔

---○اسلام کے حوالہ سے ابھرنے والے اعتقادی فتنوں مثلاً" تجدد پسندی' قادیانیت اور انکار حدیث کے دینی نقصانات سے بچوں کا واقف ہونا ضروری ہے۔

شرکائے مذاکرہ کی رائے یہ ہے کہ اگر والدین اور اساتذہ میں ان امور کی اہمیت کا احساس بیدار ہو جائے اور وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالہ سے اپنے معمولات میں اس کے مطابق ترتیب پیدا کر لیں تو یہ مقاصد باسانی موجودہ وسائل اور نظام سے بھی کسی حد تک پورے ہو سکتے ہیں اور اس کے لیے مناسب ہو گا کہ وقتاً" فوقتاً" اساتذہ اور والدین کے اجتماعات کر کے ان سے ان امور پر تبادلہ خیال کیا جائے۔

دینی مکاتب کی کارکردگی

مذاکرہ میں مغربی ممالک میں مساجد میں قائم دینی مکاتب کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا جو ہفتہ کے دوران شام کو دو گھنٹے یا ویک اینڈ پر ہفتہ اور اتوار کی کلاسوں کی صورت میں جاری ہیں اور یہ محسوس کیا گیا کہ ان مکاتب کا وجود بسا غنیمت ہے' جو مسلمان بچوں کو قرآن کریم اور دین سے وابستہ رکھنے کا عالم اسباب میں اس وقت واحد ذریعہ ہے اور اس سلسلہ میں منتظمین اور اساتذہ کی محنت بلاشبہ لائق ستائش ہے' لیکن اس ضمن میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے:

---○ مسلم کیمونٹی کی مجموعی آبادی میں سے مساجد و مکاتب میں آنے والے بچوں کا تناسب دیکھا جائے اور مسجد و مکتب میں نہ آنے والے بچوں کو مکتب میں لانے یا ان تک متبادل ذرائع سے تعلیم پہنچانے کا مناسب اور قابل عمل ذریعہ اختیار کیا جائے۔

---○مکاتب میں صرف قرآن کریم ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے' بعض میں حفظ قرآن کا اہتمام بھی ہے اور اس کے ساتھ عبادات کے حوالہ سے مسائل و احکام کی تعلیم ہوتی ہے۔ یہ انتہائی ضروری ہونے کے باوجود ناکافی ہے اور اس کے ساتھ ضروریات دین کے

مذکورہ بالا پیکج کو ایڈجسٹ کرنا انتہائی ضروری ہے' کیونکہ اس کے بغیر ایک مسلمان نوجوان کی دینی تعلیم مکمل نہیں ہو سکتی۔

---○ان مکاتب میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کر لینے اور اس کے ساتھ مروجہ تعلیم حاصل کر لینے کے بعد عام طور پر ایک مسلمان بچہ دینی تعلیم سے فارغ سمجھا جاتا ہے اور ایسا عام طور پر بارہ تیرہ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس بچے کا مسجد و مکتب یا دینی تعلیم کے کسی سسٹم کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہ جاتا' جو شرکائے مذاکرہ کی رائے میں سب سے زیادہ خطرناک بات ہے۔ کیونکہ ایک نوجوان کی شخصیت و کردار کی تشکیل اور عادات واخلاق کے رسوخ کی یہی عمر ہوتی ہے۔ اس لئے مناسب ہو گا کہ تعلیمی نصاب کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے' پہلے حصہ میں پانچ سال سے بارہ سال تک کی عمر کے بچوں کو قرآن کریم اور ضروریات دین کا مذکورہ بالا نصاب پڑھایا جائے اور دوسرے حصہ میں بارہ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو اردو پڑھنا سکھایا جائے اور گرامر کی ضروری تعلیم کے ساتھ قرآن کریم کا ترجمہ' احادیث کا ایک منتخب کورس اور فقہ کی کوئی ایک کتاب پڑھا دی جائے۔

---○شرکائے مذاکرہ کی رائے یہ ہے کہ بچوں کو تعلیم اسی زبان میں دی جائے' جسے وہ زیادہ بہتر طور پر سمجھتے ہیں۔ اس معاشرہ میں وہ زبان انگلش ہے اور انگلش نہ جاننے والے اساتذہ اس سلسلہ مین تھوڑی سے مشقت گوارا کر کے انگلش زبان کے نائٹ کورسز کے ذریعہ اپنی اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کریں تاکہ وہ تعلیمی ذمہ داری کو زیادہ بہتر طور پر ادا کر سکیں۔

---○چونکہ دینی لٹریچر زیادہ تر عربی اور اردو میں ہے' اس لئے غیر عرب بچوں کو اردو بطور زبان سکھانا ضروری ہے۔ تاکہ وہ دینی لٹریچر کے ساتھ وابستہ رہیں اور اس سے استفادہ کر سکیں۔

خط و کتابت کورسز

مذاکرہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام شروع کیے جانے والے خط و کتابت کورسز کے پروگرام کا بھی جائزہ لیا گیا۔ شرکائے مذاکرہ کو بتایا گیا کہ یہ کورسز سولہ سال سے زائد عمر کے مسلم نوجوانوں کے لئے شروع کیے جا رہے ہیں' جن میں بڑی عمر کے حضرات بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ ان کورسز کا اہتمام اسلام آباد انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی کے ایک شعبہ انٹرنیشنل الدعوۃ اکیڈیمی کے تعاون سے کیا جا رہا ہے اور یہ کورسز دو زبانوں اردو اور انگلش میں ہوں گے۔ ان میں سے پہلا کورس اردو میں "مطالعہ قرآن" کا کورس ہے' جو یکم جنوری ۹۴ء سے شروع کیا جا رہا ہے' جبکہ دوسرا کورس انگلش میں "مطالعہ اسلام" کا کورس ہو گا' جس کا آغاز یکم جولائی ۹۴ء سے کیا جائے گا' انشاللہ تعالیٰ۔ ان کورسز کے لیے مدنی مسجد نوٹنگھم برطانیہ میں مستقل سب آفس قائم کر دیا گیا ہے' جو فورم کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا رضاء الحق کی نگرانی میں کام کرے گا۔ سب آفس کا ایڈریس یہ ہے:

289 Glad Stone Street ,Forest Fields ,Nottingham (U.K)

Tel. 0602- 692566/ 244375

ان کورسز کے بارے میں مزید معلومات کے لیے سب آفس سے رجوع کیا جا سکتا ہے۔

تجزیاتی مکتب

مذاکرہ کے دوارن بتایا گیا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے اس مذاکرہ کی روشنی میں مرتب ہونے والی رپورٹ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کا فیصلہ کیا ہے' تاکہ مسلم کمیونٹی کو وسیع طور پر ان ضروریات کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ نیز یہ بھی طے کیا گیا ہے کہ اس رپورٹ کی بنیاد پر ایک تجزیاتی مکتب فورم کے زیر اہتمام لندن میں قائم کیا جائے گا' جو امید ہے کہ اگست ۹۴ء کے دوران کام شروع کر دے گا' انشاللہ تعالیٰ۔ اور اس کے تفصیلی پروگرام کا اعلان ۷ اگست ۹۴ء کو اسلامک سنٹر ریجنٹ پارک لندن میں منعقد ہونے والے ورلڈ اسلامک فورم کے دوسرے سالانہ بین الاقوامی سیمینار میں کر دیا جائے گا۔

دینی مکاتب کی انتظامی کمیٹیاں

مذاکرہ میں دینی مکاتب کا نظام چلانے والی کمیٹیوں کی کارکردگی کا بھی جائزہ لیا گیا اور اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا گیا کہ مسلم کمیونٹی کے اصحاب خیر اپنا وقت اور مال صرف کر کے دینی تعلیم کے نظام کو چلانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں' جو لائق تحسین ہے' تاہم تین امور کی طرف ان کمیٹیوں کو بھی بطور خاص توجہ دلانے کا فیصلہ کیا گیا:

---○انتظامی کمیٹیوں کے ارکان کی غالب اکثریت تمام تر خلوص ' ایثار اور محنت کے باوجود چونکہ تعلیم کی فنی مہارت اور تجربہ سے بہرہ ور نہیں ہوتی' اس لیے ضروری ہے کہ دینی مکاتب کی انتظامی کمیٹیاں تعلیمی نصاب و نظام کو بہتر طور پر چلانے کے لیے جید علما اور ماہرین تعلیم (قدیم و جدید) پر مشتمل نگران سب کمیٹیاں تشکیل دیں اور تمام تر تعلیمی امور ان نگران کمیٹیوں کے ذریعہ کنٹرول کیے جائیں۔

---○ان مکاتب میں تعلیم دینے والے اساتذہ کی تنخواہوں کی مروجہ سطح تسلی بخش نہیں ہے' اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے' تاکہ اساتذہ معاشی تفکرات سے آزاد ہو کر دل جمعی کے ساتھ کام کر سکیں۔

---○بہت سے مکاتب میں طلبہ کی تعداد اساتذہ کی استعداد کار سے بہت زیادہ ہوتی ہے' جس کی وجہ سے کام صحیح طور پر نہیں چل سکتا' اس لیے ضروری ہے کہ طلبہ کی تعداد' استاذ کی استعداد کار اور کلاس کے وقت تینوں امور کے درمیان توازن قائم کیا جائے۔

نصاب اور طرز تعلیم

مذاکرہ میں دینی مکاتب میں مروجہ نصاب ہائے تعلیم اور طرز تعلیم کا بھی جائزہ لیا گیا اور ان دونوں پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی گئی۔ بحث و مباحثہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ نصاب کے طور پر پڑھائے جانے والے بیشتر رسالے بچوں کی مانوس زبان میں نہیں ہیں۔ جو رسالے انگلش میں ہیں' ان کی زبان کا معیار بچوں کی عمر اور ذہنی سطح سے مطابقت نہیں رکھتا اور اردو میں پڑھائے جانے والے کتابچے بھی اپنے مضامین و مواد کی

قدر و اہمیت کے باوجود زبان کے لحاظ سے بچوں کی ذہنی سطح سے بلند ہیں' اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی تعلیم کے نصاب اور طرز دونوں کا از سر نو جائزہ لیا جائے اور ایسی زبان اور طریق کار اختیار کیا جائے جس سے بچے زیادہ مانوس ہوں اور ان کے لئے اس میں شوق اور کشش کے اسباب بھی موجود ہوں۔ شرکائے مذاکرہ کی رائے میں اگرچہ اس سلسلہ میں کوئی موثر پیش رفت فوری طور پر ممکن نہیں ہے اور یہ مقاصد ایک تدریجی عمل کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں' تاہم اس سلسلہ میں وقتاً" فوقتاً" اساتذہ کے لئے ریفریشر کورسز اور بریفنگ کا اہتمام کر کے موجودہ صورت حال کو کافی حد تک بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

مزید برآں ورلڈ اسلامک فورم کے چیرمین مولانا زاہد الراشدی نے شرکائے مذاکرہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے گذشتہ سال نومبر میں میڈیا اور تعلیم کے محاذ پر آج کے تقاضوں کا احساس دلانے کے لئے جس مہم کا آغاز کیا تھا' اس میں بحمد اللہ تعالیٰ خاصی پیشرفت ہوئی ہے اور دینی و علمی حلقوں میں یہ احساس منظم ہو رہا ہے۔ تاہم اس سلسلہ میں ابھی بہت سی رکاوٹیں موجود ہیں' جن میں سب سے بڑی رکاوٹ وسائل کی کمی ہے۔ ہم نے فورم کے قیام کے ساتھ ہی بنیادی پالیسی کے طور پر اعلان کر دیا تھا کہ ہم کسی حکومت کی لابی سے وابستہ نہیں ہوں گے اور نہ ہی اجتماعات میں چندہ کا مروجہ طریقہ اختیار کریں گے۔ ہم اس پالیسی پر مستقل طور پر قائم رہنے کا عزم رکھتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سنجیدہ اصحاب خیر اس طرف متوجہ ہوں اور اس مہم کو آگے بڑھانے میں ہمارے شریک کار بنیں۔ انہوں نے کہا کہ اگلے سال سمر کے دوران برطانیہ کی سطح پر دینی مکاتب کے اساتذہ' کالج کی سطح کے طلبہ اور علمائے کرام کے لیے ریفریشر کورسز کا پروگرام مرتب کیا جا رہا ہے' جس کی تفصیلات کا اعلان انشاءاللہ تعالیٰ جلد کر دیا جائے گا۔ انہوں نے علمائے کرام' اصحاب دانش' ماہرین تعلیم اور اصحاب خیر سے اپیل کی ہے کہ وہ ان امور کی طرف توجہ دیں اور اپنے اپنے دائرہ کار میں فورم کے مقاصد اور پروگرام کے لئے تعاون کا اہتمام کریں۔

ورلڈ اسلامک فورم کا دوسرا سالانہ تعلیمی سیمینار

ورلڈ اسلامک فورم نے یورپ کے مسلم طلبہ اور طالبات کے لیے ''اسلامک ہوم اسٹڈی کورس'' کے نام سے خط و کتابت کورس کا آغاز کر دیا ہے اور دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمود احمد غازی نے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اپنی نئی نسل کا نظریاتی اور عملی رشتہ اسلام کے ساتھ باقی رکھنے کے لیے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اس کورس کے ساتھ وابستہ کریں۔ اس سلسلہ میں ورلڈ اسلامک فورم کا دوسرا سالانہ تعلیمی سیمینار اسلامک کلچرل سنٹر ریجنٹ پارک لندن میں منعقد ہوا' جس میں مختلف مکاتب فکر کے علما کرام اور دانش وروں نے مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کے دینی مسائل اور نئی نسل کی تعلیم و تربیت کے تقاضوں پر اظہار خیال کیا۔ سیمینار کی پہلی نشست کی صدارت مکہ مکرمہ کے ممتاز عالم دین فضیلۃ الشیخ محمد مکی حجازی نے کی اور اس میں ڈاکٹر محمود احمد غازی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے' جبکہ دوسری نشست کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ مولانا خواجہ خان محمد نے کی اور دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مولانا سید ارشد مدنی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے' سیمینار سے ہفت روزہ تکبیر کراچی کے مدیر محمد صلاح الدین' ڈربن یونیورسٹی جنوبی افریقہ کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی' ماہنامہ محدث لاہور کے مدیر مولانا حافظ عبد الرحمن مدنی' مرکز اسلامی ڈھاکہ کے ڈائریکٹر مولانا روح الامین' مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے استاذ مولانا سعید احمد عنایت اللہ' جمعیت اہلحدیث برطانیہ کے امیر ڈاکٹر صہیب حسن' پنجاب کے سابق وزیر قاری سعید الرحمن اور ورلڈ اسلامک فورم کے راہ نماؤں مولانا زاہد الراشدی' مولانا محمد

عیسیٰ منصوری، پروفیسر عبد الجلیل ساجد اور مولانا سید اسد اللہ طارق گیلانی کے علاوہ مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا قاری سعید الرحمٰن تنویر، مولانا عبدالرشید ربانی، مولانا امداد الحسن نعمانی، قاری تصور الحق، دار العلوم فلاح دارین (انڈیا) کے سربراہ مولانا محمد عبد اللہ پٹیل اور قاری عبد الرشید رحمانی نے خطاب کیا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم و تربیت کے نظام کو صحیح خطوط پر استوار کرنے کا ہے، کیونکہ اس کے بغیر ہم اپنی نسل کو وقت کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ملت اسلامیہ نے ہر دور میں مخالف تہذیبوں کی یلغار کا کامیابی کے ساتھ سامنا کیا ہے اور یونانی فلسفہ، تاتاریوں اور ہندومت کے حملوں کے باوجود اپنے نظریات و افکار اور تہذیب و ثقافت کی حفاظت کی ہے، لیکن مغربی فلسفہ جس طرح مختلف جہات سے اسلامی عقائد و نظریات اور معاشرت پر حملہ آور ہوا ہے اس نے عالم اسلام کی تاریخ کا سب سے بڑا بحران پیدا کر دیا ہے، جس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے مسلم دانش وروں اور علما کو گہرے غور و فکر کے ساتھ منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کے نظریات اور ثقافتی حملوں کے نتیجہ میں مسلمان سیاسی اور عسکری طور پر کمزور اور معاشی طور پر بد حال ہو چکے ہیں اور فکری غلامی کی جڑیں گہری ہوتی جا رہی ہیں، جس کی وجہ سے ہم مغرب کے حاشیہ نشین اور نقال بنتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ اس امت کے آخری حصہ کی اصلاح بھی اس طریقہ سے ہوگی جس طریقہ سے امت کے پہلے حصہ کی اصلاح ہوئی، یعنی ہمیں اصلاح احوال کے لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریق کار کو اپنانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے لوگوں کے فکر و عقیدہ کی اصلاح کی تھی اور ان کی ذہنی تربیت کا اہتمام کیا تھا، اس لیے آج ہمیں بھی امت مسلمہ کے احوال کی اصلاح کے کام کا آغاز فکری تربیت اور ذہنی تطہیر سے کرنا چاہیے، کیونکہ ذہنی اور فکری تربیت اور اصلاح کی صورت میں ہی ایک اچھی قیادت مسلمانوں میں ابھر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے انہی خطوط پر تعلیمی جد و جہد کا آغاز کیا ہے کہ جدید علوم کے ساتھ

ساتھ مسلم نوجوانوں کو قرآن و سنت کی تعلیمات اور اسلامی افکار و اخلاق سے آراستہ کیا جائے، چنانچہ ریگولر تعلیمی نظام کے علاوہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی اسلامی تعلیمات کے متعدد کورس شروع کیے ہیں جن سے اب تک بیس ہزار سے زائد افراد گھر بیٹھے استفادہ کر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یورپ کے مسلم طلبہ اور طالبات کے لیے مطالعہ اسلام کا ایک سالہ کورس بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، جو ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام شروع کیا گیا ہے اور اس کے لیے مدنی مسجد، گلیڈ سٹون سٹریٹ، فارسٹ فیلڈ، نوٹنگھم میں دفتر نے کام شروع کر دیا ہے۔

جناب محمد صلاح الدین نے "اسلامی نظام تعلیم و تربیت میں ذرائع ابلاغ کا کردار" کے موضوع پر تفصیلی مقالہ پیش کیا، جس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم و تربیت کے محاذ پر ابلاغ کے جدید ذرائع سے استفادہ کرنا چاہیے اور الیکٹرانک میڈیا کو کفر، باطل اور فحاشی کے لیے وقف نہیں کر دینا چاہیے۔ کیونکہ ذرائع محض ذرائع ہوتے ہیں، انہیں اگر اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو خیر کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور برے کاموں کے لیے استعمال کیا جائے تو شر کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ دنیا وسائل کی دنیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کو وسائل سے وابستہ کیا ہے، لیکن آج ہم نے وسائل اور ذرائع کو دنیائے کفر کے لیے کھلا چھوڑ دیا ہے اور خود زندگی کے ہر شعبہ میں وسائل کے لیے کافر قوموں کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مسلم معاشرہ کے لیے اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ ابلاغ کے تمام ذرائع، خواہ وہ سرکاری کنٹرول میں ہوں یا نجی ہاتھوں میں ہوں، ان سب پر اباحیت پسند اور زر پرست طبقے کا قبضہ ہے جس کے نزدیک دینی و اخلاقی اقدار کوئی اہمیت نہیں رکھتیں بلکہ یہ اقدار اس طبقہ کے سیاسی، معاشرتی اور معاشی مفادات کی راہ میں رکاوٹ ہیں، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک ایسی تحریک مزاحمت شروع کی جائے جو مسلسل دباؤ ڈال کر ذرائع ابلاغ کا رخ صحیح کر سکے۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے زیادہ ضرورت نوجوانوں کی طرف توجہ دینے کی ہے کیونکہ انہی کی اصلاح سے معاشرہ میں کوئی

خوشگوار تبدیلی آ سکتی ہے' اس لیے علما اور دینی اداروں کو چاہیے کہ وہ نوجوانوں کو قریب لانے اور ان تک رسائی حاصل کرنے کے لیے مثبت طرز عمل اختیار کریں۔

مولانا سید ارشد مدنی نے کہا کہ تعلیم و تربیت اور دعوت و ابلاغ میں لوگوں کی مشکلات اور ضروریات کا خیال رکھنا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو' جو عربی زبان میں قریش کی لغت پر نازل ہوا مگر جب دوسرے قبائل کے نئے مسلمان لوگوں کی قریش کی لغت پر قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں دقت پیش آئی تو ان کی اس وقت کے پیش نظر انہیں دوسری مشہور لغات میں قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دے دی چنانچہ بعد میں حضرت عثمان کے دور میں غیر عرب مسلمانوں میں اختلافات پیدا ہونے کے خدشہ کے پیش نظر اس گنجائش کو متفقہ طور پر ختم کر دیا گیا' اس لیے آج بھی ہمیں اسلام کی دعوت و تعلیم میں لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے اور تمام اقوام تک اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے حکمت و تدبر سے کام لینا چاہیے۔

مولانا محمد مکی حجازی نے کہا کہ مغرب کے فکر و فلسفہ کے مقابلہ میں کام کو منظم کرنے کی ضرورت ہے' لیکن اس سے مرعوب ہونے کے بجائے پوری جرات و حوصلہ کے ساتھ اس کا سامنا کرنا چاہیے۔

مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نوجوانوں کو محبت اور شفقت کے ساتھ اور ان کی نفسیات کو سمجھتے ہوئے اسلامی عقائد و احکام کے ساتھ مانوس کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بچے میں میلان اور نقالی کا مادہ ہوتا ہے اور ماں باپ ان کے سامنے اخلاق و کردار کا اچھا نمونہ بن کر انہیں بہتر کردار کے سانچے میں ڈھال سکتے ہیں۔

مولانا قاری سعید الرحمن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلم نوجوان جس نے مسلمان گھرانے میں پرورش پائی ہے جس قسم کی خراب صورت حال سے بھی دو چار ہو' توحید اور رسالت کے عقیدہ سے منحرف نہیں ہو سکتا' مگر کلچر کے سیلاب میں جلدی بہہ جاتا ہے' اس لیے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی کلچر سے وابستہ رکھنے کی

بھرپور محنت کی جائے۔

مولانا محمد عبد اللہ پٹیل نے علما اور دینی اداروں پر زور دیا کہ وہ دعوت اور تعلیم کے محاذ پر اپنے طریق کار کا از سر نو جائزہ لیں اور آج کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تعلیمی نظام کی اصلاح کریں تاکہ وہ نئی نسل کو اس کی ملی ذمہ داریوں کے لیے صحیح طور پر تیار کر سکیں۔

ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے گزشتہ سال کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کی اور بتایا کہ تعلیمی نظام کی اصلاح اور میڈیا کی جنگ میں عملاً شرکت کی اہمیت کا احساس اجاگر کرنے کے لیے جو محنت شروع کی تھی' اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آرہے ہیں اور اہل فکر و دانش بتدریج اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔

فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے آئندہ سال کے پروگراموں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ اگلے سال کے دوران میں اسلامی تعلیمات کے خط و کتابت کورس "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے علاوہ میڈیا کے حوالہ سے ایک سیمینار منعقد کیا جائے گا اور علما و طلبہ کے لیے خصوصی تربیتی کورسز کا اہتمام کیا جائے گا۔ انہوں نے اہل خیر سے اپیل کی کہ وہ اس طرف متوجہ ہوں اور نئی نسل کی اصلاح و تربیت اور میڈیا کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لیے فورم کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

(ادارہ)

ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کا سالانہ اجلاس

رپورٹ، فیصلے اور قراردادیں

ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کا اجلاس یکم اکتوبر ۹۴ء کو مسجد ابوبکرؓ ساؤتھ آل لندن میں مولانا زاہد الراشدی کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں گزشتہ دو سالہ کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے آئندہ سال کے لیے کام کی ترتیب طے کی گئی اور فورم کے تنظیمی ڈھانچے پر نظر ثانی کی گئی۔

فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے گزشتہ دو سال کی کارگزاری رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس دوران:

سالانہ تعلیمی سیمینار

لندن میں دو سالانہ تعلیمی سیمینار منعقد ہوئے جن میں مولانا خواجہ خان محمد، مولانا سید ارشد مدنی، مولانا مجاہد الاسلام قاسمی، پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، ڈاکٹر علامہ خالد محمود، پیر سید بدیع الدین راشدی، صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری، مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی، سید طفیل حسین شاہ اور دیگر سرکردہ حضرات نے خطاب کیا۔

فکری نشستیں

لندن اور گوجرانوالہ میں متعدد فکری نشستیں منعقد کی گئیں جن میں شیخ الحدیث مولانا

محمد سرفراز خان صفدر، جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی، مولانا سعید احمد پالن پوری، افتخار عظمی مرحوم، ڈاکٹر محمد شریف بقا اور دیگر اہل علم نے مختلف موضوعات پر خطاب کیا۔ لندن کی فکری و ادبی نشستیں تحریک ادب اسلامی کے تعاون سے منعقد کی گئیں۔

اسلامک ہوم اسٹڈی کورس

دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے تعاون سے یورپ کے مسلم نوجوانوں کے لیے اردو اور انگلش میں "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے نام سے خط و کتابت کورس شروع کیا گیا، جس کا مستقل آفس مدنی مسجد نوٹنگھم میں کام کر رہا ہے اور ایک سالہ مطالعہ اسلام کورس شروع ہو چکا ہے۔

قرآن کریم کا انگلش ترجمہ

مختلف ماہرین کے مشورہ سے قرآن کریم کے انگلش تراجم میں سے زبان و مواد کے لحاظ سے آسان ترجمہ کا انتخاب کر کے فورم کی طرف سے اس کے الگ ایڈیشن کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا۔ یہ ترجمہ مدینہ یونیورسٹی کے استاذ پروفیسر الشیخ محمد تقی الہلالی اور ڈاکٹر محمد محسن خان کا ہے اور فورم کی طرف سے اس کا الگ ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔

دینی مکاتب کی جائزہ رپورٹ

برطانیہ میں کام کرنے والے دینی مکاتب کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے تجربہ کار اساتذہ کے مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا اور اس کی طرف سے ایک جائزہ رپورٹ پیش کی گئی۔

سیٹلائیٹ میڈیا

مغربی ذرائع ابلاغ اور لابیوں بالخصوص قادیانیوں کے طرف سے سیٹلائیٹ میڈیا کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے لندن میں

میڈیا کے ماہرین کے سیمینار کا اہتمام کیا گیا' جس میں ڈاکٹر اکبر ایس احمد مہمان خصوصی تھے۔ اس سیمینار کی تجاویز کی روشنی میں وڈیو وژن انٹرنیشنل اور چاندنی ٹی وی کے نام سے کام کرنے والی دو فرموں سے اسلامی مقاصد کے لیے سیٹلائٹ میڈیا کے استعمال کے امکانات کا جائزہ لینے کے لیے مذاکرات جاری ہیں۔

قاہرہ کانفرنس

بہبود آبادی کے عنوان سے اقوام متحدہ کی قاہرہ کانفرنس کے فیصلوں اور مسلم معاشرہ پر ان کے اثرات کا جائزہ لینے کے لیے لندن اور برمنگھم میں ورلڈ اسلامک فورم کی دعوت پر مختلف مکاتب فکر کے علماء اور دانش وروں کے اجتماعات ہوئے جن میں اسقاط حمل' تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم' شادی کے بغیر جنسی تعلقات کی حوصلہ افزائی' ہم جنس پرستی کے قانونی تحفظ اور مانع حمل اشیاء کی کھلے بندوں فراہمی کو یقینی بنانے کے بارے میں قاہرہ کانفرنس کی تجاویز کے منفی اثرات کو اجاگر کیا گیا اور علماء کرام کو ان کے خلاف عملی جدوجہد کے لیے آمادہ کیا گیا۔

گستاخ رسولؐ کے لیے موت کی سزا

پاکستان میں گستاخ رسولؐ کے لیے موت کی سزا کے قانون کے خلاف مغربی لابیوں کے پراپیگنڈہ اور امریکی حکومت کی مداخلت کے خلاف کراچی' لاہور' گوجرانوالہ' اور ہری پور ہزارہ میں علماء کرام کے اجتماعات منعقد کیے گئے۔

ماہنامہ الشریعہ

فورم کا ترجمان ماہنامہ الشریعہ اس دوران گوجرانوالہ سے اردو زبان میں باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔

بیرونی دورے

فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے اس دوران سعودی عرب' کینیا' ازبکستان اور افغانستان کا دورہ کیا' جبکہ سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے بھارت' پاکستان اور پرتگال کا دورہ کیا اور فورم کے مقاصد کے حوالہ سے مختلف اجتماعات میں شرکت کی۔

مرکزی دفتر

فورم کا مرکزی دفتر اس وقت لندن کے ختم نبوت سنٹر (۳۵ سٹاک ویل گرین) میں کام کر رہا ہے' جبکہ فارسٹ گیٹ کے علاقہ میں مستقل ہیڈ آفس اور دینی مکتب کے قیام کے لیے عمارت کا سودا کیا گیا ہے' جس کی رقم مہیا نہ ہو سکنے کی وجہ سے بروقت خریداری مکمل نہیں ہو سکی۔ تاہم اس سلسلہ میں سودے کی تکمیل کے لیے کوشش بدستور جاری ہے۔

مالی صورت حال

سیکرٹری جنرل نے فورم کے مالی حالات کے بارے میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے فورم کے قیام کے آغاز میں ہی بطور پالیسی یہ طے کر لیا تھا کہ ہم کسی مسلم حکومت کی لابی سے وابستہ نہیں ہوں گے اور مساجد میں چندہ کا مروجہ طریق کار بھی اختیار نہیں کریں گے' جس کی وجہ سے ہمیں اپنے کام کے لیے وسائل کی فراہمی میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ مرکزی دفتر کے لیے بلڈنگ کی خریداری کے سلسلہ میں ہمارے پاس تیرہ ہزار پونڈ کے لگ بھگ رقم موجود ہے' جبکہ دوسری طرف دیگر اخراجات کی مد میں ہم دس ہزار پونڈ سے زیادہ رقم کے مقروض ہیں اور ہمارا کام چونکہ روایتی طرز کا نہیں ہے' اس لیے اس کی افادیت اور اہمیت کی طرف اصحاب خیر کو توجہ دلانے میں بے حد دشواری پیش آ رہی ہے۔

آئندہ پروگرام کی ترتیب

مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے آئندہ سال کے لیے فورم کے مجوزہ پروگرام کا مندرجہ ذیل خاکہ پیش کیا:

---- ○ مرکز کے لیے بلڈنگ کی خریداری کے کام کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

---- ○ اسلامک ہوم اسٹڈی کورس کے پروگرام کو مزید توسیع دی جائے گی۔

---- ○ پرتگالی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

---- ○ ماہنامہ الشریعہ میں انگلش صفحات کا اضافہ کیا جائے گا اور لندن سے فورم کے ایک خبرنامہ کا اردو اور انگلش دو زبانوں میں اجراء کیا جائے گا۔

---- ○ فورم کا تیسرا سالانہ تعلیمی سیمینار ۱۱ر ۹۵ء جون کو لندن میں منعقد ہوگا

---- ○ جون ۹۵ء کے دوران لندن میں ائمہ مساجد اور خطباء کے لیے پندرہ روزہ تربیتی کورس کا اہتمام کیا جائے گا۔

---- ○ فکری نشستیں حسب معمول لندن اور گوجرانوالہ میں منعقد ہوتی رہیں گی۔

---- ○ مولانا زاہد الراشدی سعودی عرب کا اور مولانا محمد عیسیٰ منصوری جنوبی افریقہ کا دورہ کریں گے۔

مرکزی کونسل نے گزشتہ کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے مالی صورت حال کو بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور آئندہ سال کے مجوزہ پروگرام کی منظوری دی۔ اس کے علاوہ مرکزی کونسل نے آئندہ سال کے لیے فورم کے تنظیمی ڈھانچہ پر بھی نظر ثانی کی جس کے مطابق فورم کے عہدہ دار درج ذیل ہوں گے:

سرپرست ۱۔ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، گوجرانوالہ (پاکستان)

۲۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ پٹیل، ترکیسر، گجرات (انڈیا)

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی، ڈربن (جنوبی افریقہ)

چیئرمین مولانا زاہد الراشدی ٗگوجرانوالہ (پاکستان)
ڈپٹی چیئرمین مولانا مفتی برکت اللہ فاضل دیوبند ٗ (لندن)
سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری ٗ (لندن)
ڈپٹی سیکرٹری مولانا سید اسد اللہ طارق گیلانی ٗ (ساؤتھ آل)
سیکرٹری دفتری امور الحاج عبدالرحمٰن باوا ٗ (لندن)
سیکرٹری تعلیم مولانا رضاء الحق ٗ (نوٹنگھم)
سیکرٹری میڈیا مولانا فیاض عادل فاروقی ٗ (لندن)
سیکرٹری رابطہ حافظ حفظ الرحمٰن تاراپوری ٗ (لندن)
سیکرٹری مالیات الحاج غلام قادر ٗ (لندن)

ارکان مرکزی کونسل: مولانا ابوبکر سعید (لندن) ٗ مولانا قاری عبدالرشید رحمانی (لندن) ٗ مولانا محمد عمران خان جہانگیری (لندن) ٗ مولانا منظور احمد الحسینی (لندن) ٗ مولانا حافظ ممتاز الحق (لندن) ٗ پروفیسر عبدالجلیل ساجد (برائٹن) ٗ حافظ سعید احمد شاہ (ٹورانٹو) ٗ جناب محمد اشرف (واشنگٹن) ٗ مولانا محمد فاروق سلطان (کوپن ہیگن) ٗ مولانا محمد سلیم دھورات (لیسٹر) ٗ محمد سلیمان خان (لندن) ٗ محمد انور شریف (لندن) ٗ محمد اقبال روات (لندن) ٗ محمد شفیق (لندن) ٗ بیرسٹر یوسف اختر (لندن)

قرار دادیں

اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعہ جمعیت علماء اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ اور ورلڈ اسلامک فورم کے سرپرست حضرت مولانا مفتی عبدالباقیؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی ملی و دینی خدمات پر خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ نیز مولانا محمد عیسیٰ منصوری کی والدہ محترمہ اور مولانا رضاء الحق کے والد محترم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

ایک اور قرار داد میں سعودی عرب میں سرکردہ علمائے کرام اور اہل دین کی گرفتاریوں

پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس موقف کا اظہار کیا گیا کہ مسلم ممالک میں امریکی تسلط اور ناروا مداخلت کے خلاف کلمہ حق بلند کرنا اور عوام کے لیے شریعت اسلامیہ کی بنیاد پر حقوق کا مطالبہ کرنا علمائے دین کی ذمہ داری ہے اور جو علمائے کرام اس سلسلہ میں جدوجہد کر رہے ہیں وہ کسی بھی ملک میں ہوں' پورے عالم اسلام کی طرف سے تعاون اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں۔ قرار داد میں سعودی حکومت سے اپیل کی گئی ہے کہ علماء کرام کی گرفتاریوں کا سلسلہ بند کیا جائے' گرفتار شدگان کو رہا کیا جائے اور ان کے جائز مطالبات کو منظور کیا جائے۔

ایک اور قرار داد میں دنیا بھر کی مسلم حکومتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ مغرب کے سیاسی و معاشی' سائنسی اور تہذیبی تسلط سے نجات حاصل کرنے اور مسلم ممالک میں خلافت راشدہ کی بنیاد پر مکمل اسلامی نظام نافذ کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے جائیں۔

ایک اور قرار داد میں اقوام متحدہ کی قاہرہ کانفرنس کی طرف سے تعلیمی اداروں میں جنسی تعلیم کے فروغ' شادی کے بغیر جنسی تعلیمات اور ہم جنس پرستی کی حوصلہ افزائی اور اسقاط عمل کے قانونی تحفظ کی تجاویز کو قرآن و سنت کی بنیادی تعلیمات کے منافی قرار دیتے ہوئے مسلم حکومتوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ ان خلاف اسلام تجاویز کو قبول نہ کرنے کا واضح اعلان کریں۔

مولانا زاہد الراشدی کا سفر برطانیہ

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی ستمبر کے پہلے ہفتہ کے دوران لندن پہنچ رہے ہیں جہاں وہ کم و بیش تین ماہ قیام کریں گے اور فورم کے سالانہ اجلاس کی صدارت کے علاوہ "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کی رفتار کا جائزہ لیں گے اور برطانیہ کے مختلف شہروں میں دینی اجتماعات سے خطاب کریں گے۔ مولانا راشدی دسمبر کے پہلے ہفتہ دوران گوجرانوالہ واپس پہنچیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس دوران ان سے لندن میں الشریعہ کے ٹائٹل پر درج ایڈریس کے ذریعہ رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

مغربی میڈیا اور عالم اسلام

لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کی مجلس مذاکرہ

ابلاغ عامہ کے عالمی ذرائع پر اس وقت مغرب کی بالادستی ہے اور اس کی پشت پر یہودی دماغ جس مہارت اور چابک دستی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی پہچان کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے' اس کی وجہ سے جدید ترین ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا تک رسائی آج عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ بن گیا ہے' اور دنیائے اسلام میں ہر جگہ مسلم دانش ور اس سلسلہ میں سوچ بچار میں مصروف ہیں۔ اسی پس منظر میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام 28/ مئی 94ء کو لندن میں ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا ہے' جس میں میڈیا کے تکنیکی اور نظریاتی شعبوں سے تعلق رکھنے والے ڈیڑھ درجن کے قریب ماہرین نے شرکت کی۔ مذاکرہ کی اس مجلس کا اہتمام رابطہ عالم اسلامی کے لندن آفس کے ہال میں کیا گیا' جس کی صدارت ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے کی اور معروف دانش ور پروفیسر اکبر ایس احمد (آف کیمبرج یونیورسٹی) بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے' جب کہ فورم کے راہ نماؤں مولانا محمد عیسیٰ منصوری' پروفیسر عبدالجلیل ساجد' مفتی برکت اللہ' الحاج عبدالرحمٰن باوا' فیاض عادل فاروقی اور عمر جی بھائی کے علاوہ اسپیکٹ انٹرنیشنل کے سید نیاز احمد' چاند ٹی وی کے محمد جمیل' وڈیو وژن انٹرنیشنل کے سلیم مرزا' اسلامک اسٹینڈرڈ انٹرنیشنل کے جناب آصف محمد' قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے پروفیسر حفیظ الرحمٰن' جناب محمد انور کھوکھر' جناب محمد مہیب الیاسی' جناب جمشید علی اور محترمہ فاطمہ یوسف نے بحث میں حصہ لیا۔

ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ عالمی ذرائع ابلاغ آج دنیا کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی جو تصویر پیش کر رہے ہیں' اس کے منفی نتائج سے صرف نظر کرنا ممکن نہیں ہے اور اسلام کا ہم پر یہ قرض ہے کہ جدید ترین ذرائع ابلاغ کو اختیار کرتے ہوئے اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کی

تاریخ کو صحیح شکل میں سامنے لانے کا اہتمام کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کی جنگ اب یورپ میں لڑی جا رہی ہے اور یہ مادی نہیں بلکہ علمی و فکری جنگ ہے' جس کے اثرات پوری دنیا پر پڑیں گے' اس لیے مسلم دانش وروں کو سنجیدگی کے ساتھ اس چیلنج کا سامنا کرنا چاہیے۔

اسلامک سنٹر برائٹن کے ڈائریکٹر پروفیسر عبدالجلیل ساجد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج انسانیت کو درپیش مسائل کے حوالہ سے اسلام کو مثبت انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے اور اسلام کی خدمت کے جذبہ سے کام کرنے والے افراد اور اداروں کے درمیان رابطہ و مشاورت کا اہتمام بہت زیادہ ضروری ہے۔

مہمان خصوصی پروفیسر اکبر ایس احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے علما کو آگے آنا چاہیے اور عالمی سطح پر ہونے والے بحث و مباحثہ میں انہیں ضرور شریک ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے اس نشست کے اہتمام پر انہیں بہت خوشی ہوئی اور جب بھی علما عالمی اور اجتماعی مسائل پر بات کرتے ہیں تو انہیں بے حد مسرت ہوتی ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام کو علم' تہذیب' آزادی اور برابری کے مذہب کے طور پر پیش کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنے معاشرہ کا تنقیدی نقطہ نظر سے جائزہ لینا ہو گا اور اسلام کو پہلے اپنے معاشرہ پر نافذ کرنا ہوگا۔ آج اسلام اور پاکستان کو ایک بد اخلاق' بیمار اور بد تہذیب نظام کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو جبر و قہر کے نمائندہ کے طور پر متعارف کرایا جا رہا ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمانوں کو بنیاد پرست اور فنڈو کہہ کر پکارا جا رہا ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ جذبات کے ساتھ نہیں بلکہ عقل و حکمت کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے' کیونکہ خالی جذبات کے ساتھ ہم سفر کا کوئی مرحلہ طے نہیں کر پائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہماری نئی نسل کا ایک بڑا حصہ اسلام کے ساتھ عقیدت اور وابستگی رکھتا ہے' لیکن وہ اسلام کے حوالہ سے آج کے مسائل کا حل چاہتا ہے اور اس سلسلہ میں کوئی معقول پیش رفت نہ دیکھ کر پریشان ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر یہودی' عیسائی یا ہندو اسلام کا دشمن نہیں ہے' ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں لکھ رہے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام کی دعوت اور پیغام کو آج کی زبان میں

جدید میڈیا کے ذریعے سے پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے حوالہ سے عالم اسلام کو آج جس مسئلہ کا سامنا ہے' اس کا حل مسلم حکومتوں یا میڈیا والوں کے ذمہ نہیں' علما اور دانش وروں کے ذمہ ہے' اور وہی اس چیلنج کا صحیح طور پر سامنا کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے مختلف شعبوں میں مہارت رکھنے والے حضرات کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا اور ان میں باہمی رابطہ و مفاہمت کا اہتمام ضروری ہے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے میڈیا سے متعلق مسائل پر بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام کیا جائے' جس میں مسلم دانش وروں اور علما کے ساتھ ساتھ غیر مسلم ماہرین کو بھی دعوت دی جائے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے دانش وروں کے درمیان مباحثہ و مذاکرہ کا اہتمام کیا جائے تاکہ اسلام کی خوبیوں اور فوائد کو تقابل کے ساتھ سامنے لایا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں میں اتحاد و یک جہتی اور باہمی مفاہمت و اعتماد کی فضا کو بھی فروغ دینے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہمیں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کے طرز عمل کو ترک کرنا ہو گا۔

جناب محمد انور کھوکھر' جناب محمد جمیل' جناب سلیم مرزا اور جناب آصف محمد نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے اس سلسلہ میں اب تک کی جانے والی انفرادی کوششوں کا جائزہ لیا اور اپنے تجربات کے حوالہ سے سیٹلائیٹ میڈیا کے استعمال کے لیے متعدد عملی تجاویز پیش کیں؛ جبکہ محترمہ فاطمہ یوسف نے کہا کہ مغربی میڈیا خواتین کے حقوق کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو پراپیگنڈہ کر رہا ہے' اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں مستقل مذاکرہ کا اہتمام ہونا چاہیے۔

صدر مذاکرہ مولانا زاہد الراشدی نے اپنے اختتامی خطاب میں میڈیا کے ماہرین اور دانش وروں کے بھرپور اجتماع پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ اپنی اپنی جگہ اضطراب اور بے چینی کی آنچ میں جلنے والے دلوں کو ایک جگہ جمع کر کے ورلڈ اسلامک فورم نے اپنے سفر کا ایک مرحلہ طے کر لیا ہے اور اب ان دانش وروں کی تجاویز و آرا کی روشنی میں عملی کام کے لیے آگے بڑھنا آسان ہو گیا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی مسلم میڈیا کانفرنس کے سلسلہ میں پروفیسر اکبر ایس احمد کی تجویز کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے اس کے بارے میں مثبت فیصلہ کا جلد اعلان کر دیا جائے گا' ان شاء اللہ تعالیٰ

ورلڈ اسلامک فورم کا تیسرا سالانہ سیمینار

ورلڈ اسلامک فورم کا تیسرا سالانہ تعلیمی سیمینار ۹ ستمبر ۹۵ء کو برنز کلب کمرشل روڈ ایسٹ لندن میں فوم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں علامہ اقبال" اوپن یونیورسٹی اسلام آباد پاکستان کے شعبہ اسلامیات کے سربراہ ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے جبکہ مختلف حلقوں سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام اور دانش وروں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے کارگزاری کی سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے شرکاء کو بتایا کہ فورم نے تعلیمی شعبہ میں یہ پیش رفت کی ہے کہ اردو اور انگلش میں مطالعہ اسلام کا خط و کتابت کورس "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" ایک سال سے کامیابی کے ساتھ جاری ہے اور اب اسے دو سال کا کورس کر دیا گیا ہے جس کے لیے ممبر شپ جاری ہے اور اکتوبر کے پہلے ہفتہ سے اس کا باقاعدہ اجراء کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کورس دعوۃ اکیڈمی' بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے تعاون سے چلایا جا رہا ہے اور سولہ سال سے زائد عمر کے طلبہ اور طلبات کو فری طور پر فراہم کیا جاتا ہے جس کے لیے دس پونڈ رجسٹریشن کے علاوہ طلبہ سے کچھ چارج نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ اور پاکستان میں فورم کے زیر اہتمام مختلف موضوعات پر علمی و فکری نشستوں کا اہتمام کیا گیا جن میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمی' مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا محمد سرفراز خان صفدر' محمد صلاح الدین شہید" ' ڈاکٹر سید سلمان ندوی' ڈاکٹر محمود احمد غازی' مولانا سید ارشد مدنی اور دیگر زعما نے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ فورم کی طرف سے متعدد کتابچے چھپوا کر تقسیم کیے گئے اور فورم کا آرگن ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ سے تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا رہا۔ انہوں نے بتایا کہ میڈیا کے محاذ پر سینلائیٹ

چینل کے حصول کے لیے متعلقہ ماہرین کے ساتھ گفت و شنید اور مشاورت کا سلسلہ جاری ہے اور جلد ہی اس کے عملی نتائج سامنے آ جائیں گے۔ مہمان خصوصی ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے اپنے مفصل خطاب میں ورلڈ اسلامک فورم کی سرگرمیوں پر اطمینان اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جدوجہد وقت کی اہم ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اطمینان کی بات یہ ہے کہ فورم یہ محنت گروہی اور فرقہ وارانہ سیاست سے بالا تر ہو کر جاری رکھے ہوئے ہے اور آج کے دور کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ گروہی سیاست اور فرقہ وارانہ کشمکش سے بالا تر ہو کر ملت اسلامیہ کی فکری و علمی راہ نمائی کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کا میدان بہت وسیع اور ناگزیر ہے اور اس میدان میں آج کی ضروریات اور تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے جدوجہد کو آگے بڑھانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ علمائے کرام کو اس معاشرہ میں نہ صرف انگلش زبان سے بلکہ یہاں کی نئی نسل کی نفسیات اور ذہنی رجحانات سے بھی واقف ہونا چاہیے کیونکہ وہ اسی صورت میں نئی نسل تک اسلام کا پیغام صحیح طور پر پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلانے کا زیادہ کام انگلش میں ہو رہا ہے اور پاکستان میں بھی اسلامی احکام و قوانین کے خلاف لکھنے والے زیادہ تر انگلش پریس کے ذریعہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انگلش پریس بیشتر علماء کی دسترس سے باہر ہے' اس لیے وہ اطمینان کے ساتھ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پھیلانے کی مہم جاری رکھ سکتے ہیں' اس نقطہ نظر سے بھی علمائے کرام کے لیے ضروری ہے کہ وہ انگلش زبان پر مہارت حاصل کریں تاکہ وہ اسلام کے خلاف ہونے والے کام سے آگاہی حاصل کر کے اس کے جواب کے لیے اپنی ذمہ داری پوری کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اختلاف رائے فطری امر ہے اور اگر اختلافات کو ان کے صحیح دائرے میں رکھا جائے تو وہ قومی زندگی کی علامت اور باعث رحمت ہوتے ہیں لیکن وہی اختلاف جائز حدود سے تجاوز کر کے افتراق و انتشار کا ذریعہ بن جاتے ہیں' اس لیے علماء کو چاہیے کہ وہ اختلاف رائے کو برداشت کرتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام کریں اور باہمی اختلافات کو اس حد تک نہ لے جائیں کہ وہ اسلام اور دینی قوتوں کے لیے نقصان کا باعث بن جائیں۔ ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ورلڈ اسلامک فورم کے تعلیمی پروگرام "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس معاشرہ میں خط و کتابت کے ذریعہ اسلامی تعلیمات

کے فروغ کے لیے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بھی بھرپور تعاون کے لیے تیار ہے۔ فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے آئندہ پروگرام کی تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال سے "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے دو سالہ پروگرام کے اجراء کے علاوہ ورلڈ اسلامک فورم کے تحت رفاہی خدمات کا مستقل شعبہ قائم کیا جا رہا ہے جس کے ذریعہ مسلم ممالک کے ذہین طلبہ کو تعلیمی وظائف دینے کے علاوہ علمائے کرام اور دینی طلبہ میں مطالعہ، تحقیق اور تحریر و تقریر کا ذوق بیدار کرنے کے لیے وظائف اور انعامی مقابلوں کا اہتمام کیا جائے گا اور بوسنیا، کشمیر، فلسطین اور دیگر خطوں کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کا اجلاس ۲۱ ستمبر کو ہو رہا ہے جس میں اس پروگرام کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔

سیمینار سے لندن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر محمد حنیف، ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے سکالر مولانا عبید اللہ خان، آل جموں و کشمیر جمعیت علمائے اسلام کے سینیئر نائب امیر مولانا قاری سعید الرحمٰن تنویر، مولانا سید اسد اللہ طارق گیلانی، جناب نذر السلام بوس، حفیظ الرحمٰن خان، جناب ابراہیم عدمانی، حزب التحریر کے راہ نما جناب عبد الحئی، حاجی افتخار، مولانا ابراہیم تارا پوری، مولانا قاری محمد عمران خان جہانگیری، مولانا قاری عبد الرشید رحمانی، مولانا قاری محمد شریف، جناب عبد الرحمٰن باوا اور دیگر راہ نماؤں نے بھی خطاب کیا۔ مقررین نے اس بات پر زور دیا کہ دینی راہنماؤں اور نئی نسل کے درمیان جو ذہنی بعد دن بدن بڑھ رہا ہے، اس کا سنجیدگی کے ساتھ جائزہ لینے اور حکمت و دانش کے ساتھ اسے دور کرنے کی منظم جدوجہد کی ضرورت ہے اور امت کے تمام طبقات کو اس سلسلہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

ورلڈ اسلامک فورم کا سالانہ اجلاس

ورلڈ اسلامک فورم کی مرکزی کونسل کا سالانہ اجلاس ۱۹ ستمبر ۹۵ء کو ساؤتھال میں آل انڈیا ملی کونسل کے سربراہ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں فورم کے آئندہ سال کے پروگرام کی منظوری دی گئی، اجلاس میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ عربی و اسلامیات کے ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے بطور مہمان خصوصی

شرکت کی جبکہ فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی' ڈپٹی چیئرمین مولانا مفتی برکت اللہ اور سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے پروگرام کی تفصیلات سے شرکائے اجلاس کو آگاہ کیا۔ اجلاس میں اسلامی تعلیمات کے خط و کتابت کورس "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے سلسلہ میں پیش رفت پر اطمینان کا اظہار کیا گیا اور فورم کے ساتھ تعاون پر مدنی ٹرسٹ نوٹنگھم کا شکریہ ادا کیا گیا۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ ورلڈ اسلامک فورم کی کوششوں اور تعاون سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے ساتھ مدنی ٹرسٹ نوٹنگھم کا معاہدہ طے پا گیا ہے۔ جس کے تحت عربی اردو اور اسلامیات کے حوالہ سے اوپن یونیورسٹی کے کورسز کو یورپی ممالک کے لیے منظم کیا جائے گا۔ اجلاس میں طے پایا کہ نوجوان اور ذہین مسلم طلبہ و طالبات کی حوصلہ افزائی اور علمائے کرام میں تحریر و تحقیق کا ذوق بیدار کرنے کے لیے ورلڈ اسلامک فورم کی طرف سے انعامی مقابلوں اور وظائف کا اہتمام کیا جائے گا اور اس سلسلہ میں مولانا مفتی برکت اللہ کی سربراہی میں ایک رفاہی ادارہ قائم کیا جائے گا جو تعلیمی وظائف اور بے سہارا مسلمانوں کی امداد کے لیے پروگرام منظم کرے گا۔ یہ ادارہ فورم کے تحت کام کرے گا اور اس میں مولانا محمد عمران خان جہانگیری' مولانا قاری تصور الحق' الحاج محمد اشرف خان' الحاج فیض اللہ خان اور مولانا قاری عبد الرشید رحمانی بھی شامل ہوں گے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم جن مقاصد کے لیے کام کر رہا ہے' وہ آج کے دور کی بہت بڑی ضرورت ہیں اور ان کے لیے وسائل کی ضرورت ہے' اس لیے اہل خیر کو چاہئے کہ وہ وسائل کی فراہمی میں فورم کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ انہوں نے کہا کہ علمائے کرام کو اپنے دور کے حالات اور لوگوں کے ذہنی رجحانات سے واقف ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ اسلام کا پیغام اور اسلامی تعلیمات لوگوں تک صحیح طور پر نہیں پہنچا سکتے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا آج کے دور کی سب سے بڑی طاقت ہے جس کے ذریعہ مغرب پوری دنیا کے انسانوں کے ذہنوں پر حکومت کر رہا ہے اور میڈیا ہی کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی تصویر کو خراب کر کے پیش کیا جا رہا ہے اس لیے علماء اور دینی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ جدید میڈیا تک رسائی حاصل کریں اور اس کی تکنیک اور طریق واردات کو سمجھ کر اسے اسلام کے حق میں استعمال کرنے کا راستہ نکالیں۔ ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے گروہی

سیاست سے الگ رہتے ہوئے تمام اداروں کے ساتھ تعاون کی جو پالیسی اختیار کی ہے' وہ تمام دینی اور علمی اداروں کے لیے قابل تقلید ہے۔ انہوں نے تعلیمی محاذ پر فورم کی سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ تعلیمی محاذ پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد فورم کے ساتھ بھرپور تعاون کرے گی۔

اجلاس میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمی' ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی' مولانا زاہد الراشدی' مولانا مفتی برکت اللہ' مولانا محمد عیسیٰ منصوری' مولانا سید اسد اللہ طارق گیلانی' مولانا محمد عمران خان جہانگیری' الحاج عبد الرحمٰن باوا' الحاج فیض اللہ خان' مولانا قاری تصور الحق' مولانا محمد سلیم دھورات' مولانا کلام احمد' مولانا حافظ ممتاز الحق اور دیگر زعماء نے شرکت کی۔

قرآن کریم کے انگلش ترجمہ کی اشاعت

ورلڈ اسلامک فورم نے ۹۴ء میں قرآن کریم کے ایک انگلش ترجمہ اور حاشیہ کے مستقل ایڈیشن کی طباعت کا اہتمام کیا جو لاگت ہدیہ پر احباب کو فراہم کیا گیا۔ یہ ترجمہ اور حاشیہ عام فہم انگلش میں ہے اور مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اساتذہ الاستاذ تقی الدین الہلالی اور الدکتور عبد المحسن نے مشہور تفسیر ابن کثیر کو سامنے رکھ کر اس کے خلاصہ کے طور پر تحریر کیا ہے۔ عام پڑھے لکھے دوستوں اور نو مسلم حضرات کے لیے یہ ترجمہ و حاشیہ قرآن فہمی کے لیے بہت موزوں ہے' یہ ایڈیشن ختم ہو چکا ہے البتہ کوئی دوست اگر اس کے لاگت اخراجات کے سلسلہ میں تعاون کے لیے تیار ہوں تو اس کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

رابطہ کے لیے

مولانا محمد عیسیٰ منصوری سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک فورم

فون و فیکس ۲۶۵۱۹۹۰ (۰۱۷۱)

71 DELA FIELD HOUSE CHRISTIAN STREET

LONDON E1 1QD (U.K)

دوسرا سالانہ میڈیا سیمینار

ورلڈ اسلامک فورم کا دوسرا سالانہ میڈیا سیمینار ۱۴ اکتوبر ۹۵ء کو ٹا مے ہال ایسٹ لندن میں زیر صدارت جناب بیرسٹر یوسف اختر منعقد ہوا۔ اس کے مہمان خصوصی بی بی سی ورلڈ سروس کے ڈائریکٹر جنرل جان بیرڈ کے نومسلم صاحبزادے جناب محمد یحیٰ صاحب تھے۔ سیمینار میں برطانیہ کے ممتاز صحافی' دانشور' میڈیا کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین کے علاوہ علمائے کرام نے شرکت کی۔ ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ روس کی شکست وریخت کے بعد مغرب سمجھ رہا ہے کہ اب دنیا میں مغرب کی بالادستی کی راہ میں واحد رکاوٹ اسلام ہے۔ اسے اس بات کا خوف ہے کہ مستقبل قریب میں مغربی نظام حیات بھی روس کے کیمونزم کی طرح اسلام کے مقابلہ میں ریت کی دیوار کی طرح ڈھے جائے گا۔ اس خوف سے مغرب اسلام کے مقابلہ پر صف آرا ہو گیا ہے۔ مغرب نئی تیاریوں کے ساتھ اور نئے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سامنے آیا ہے۔ وہ جسم کے بجائے انسانی ذہنوں کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ ذہنی غلامی' جسمانی غلامی سے کہیں زیادہ بد تر اور خوفناک ہوتی ہے۔ اس دور میں ذہن و فکر کو غلام بنانے کا سب سے موثر ذریعہ میڈیا ہے۔ آج کا دور میڈیا کا دور ہے۔ اس کی طاقت ایٹم بم سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ میڈیا کروڑوں انسانوں کے ذہن و دماغ کو جدھر چاہتا ہے' موڑ دیتا ہے۔ غور کیا جائے تو محسوس ہو گا کہ مغرب محض موثر اور طاقت ور میڈیا کے ذریعہ ہماری سوچ کو متاثر کرتا ہے۔ آج کا سب سے بڑا مسئلہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغربی میڈیا کی یلغار کا ہے۔ ہمیں نہ صرف میڈیا کے اس بے رحم حملے کو روکنا ہے بلکہ مغربی میڈیا کا متبادل فراہم کرنا' وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔ انسانیت کی بدقسمتی ہے کہ میڈیا کا موثر ترین اور طاقت ور ہتھیار ایسے لوگوں کے قبضے میں ہے جو اسلام کے بارے میں تعصب و

عناد کا شکار ہیں۔ وہ عظیم طاقت کو تعمیر کی بجائے تخریب کے لیے' کردار و اخلاق کو سنوارنے کے بجائے بے حیائی اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ آپ کو آج کے میڈیا کا چیلنج قبول کر کے اس کے مختلف شعبوں میں مہارت و برتری حاصل کر کے انہیں انسانیت کی تعمیر' اخلاق کی تعلیم اور کردار سازی کے لیے استعمال کرنا ہے۔ الحمد للہ یہاں میڈیا کے مختلف شعبوں کے ماہرین تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ فورم کی میڈیا کی کوششوں میں رہنمائی و تعاون کریں۔

بی بی سی ورلڈ سروس کے ڈائریکٹر جنرل جان بیرڈ کے نو مسلم صاحبزادے اور ممتاز اسکالر جناب محمد یحییٰ نے اپنے خطاب میں کہا کہ میڈیا ہماری روز مرہ زندگی کا حصہ ہے۔ میڈیا کے ذریعہ مفید معلومات بھی دی جاتی ہیں اور منفی معلومات کے ذریعہ صحیح معلومات پر پانی بھی پھیرا جاتا ہے۔ میڈیا اور ٹیلی ویژن میں زبردست انقلاب آ رہا ہے۔ ٹیلیویژن کے موجودہ سسٹم کی عمر ۶۰ / ۷۰ سال سے زائد نہیں۔ جو تبدیلی آ رہی ہے اس میں الفاظ' آواز اور تصاویر کو تقسیم کر دیا جائے گا۔ جدید ٹیکنالوجی قسم قسم کے لامتناہی پروگرام دے گی۔ اس میں ہم اپنا مشورہ اور رد عمل بھی شامل کر سکیں گے۔ گویا ٹیلی ویژن' عنقریب ٹیلی فون کی طرح مکالمے کی شکل اختیار کر جائے گا۔ ایک کیبل کے ذریعہ فائبر آپٹکس کے ذریعہ جو انسانی بال سے زیادہ باریک ہو گا' ۳۰۰۰۰ قسم کے پروگرام منتقل کیے جا سکیں گے۔ تھوڑے دنوں میں ٹیلی ویژن' کمپیوٹر' ریڈیو اور ٹیلی فون اکٹھے ہو جائیں گے' گویا ٹیلی ویژن ایک کمپیوٹر بن جائے گا اور جدید سسٹم کی قیمت بھی بہت کم ہو گی اور ٹیلی فون بل جتنا خرچہ آئے گا۔ آج کے ویڈیو سسٹم کی طرح ٹی وی پروگرام بھی چھوٹی کمپنیاں' ادارے اور افراد بنا سکیں گے۔ بی بی سی اور آئی ٹی وی کی اجارہ داری باقی نہیں رہے گی۔ اس کی جگہ مختلف معاشرتی ادارے و انجمنیں اپنے پروگرام بنا اور دکھا سکیں گے اور امت کے مختلف حلقوں اور طبقوں کے لیے کم خرچ پر اپنا پروگرام پیش کر سکیں گے۔ کتابوں اور لائبریریوں کی بجائے ڈسک ہوں گی۔ گویا تمام اسلامی و دنیوی علوم ایک چھوٹی سی ڈسک پر جمع ہو سکیں گے جو مفت ہر جگہ بھیجی جا سکیں گی۔ آج کے انٹرنیٹ کی طرح ان پر کسی حکومت کا کنٹرول نہیں ہو گا۔ ان نئے مواقع' نئی ٹیکنالوجی و ترقیات کو جانے بغیر مستقبل کی منصوبہ بندی نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے پاس وہ پروگرام ہونے چاہئیں جو افراد امت اور انسانیت کو سیٹلائیٹ اور ہوا کے ذریعہ پیش

کیے جا سکیں۔

جناب ابراہیم آدمانی نے ریڈیو رپورٹ پیش کی جو فورم کے ریڈیو شعبے کے ماہرین نے اسپیکٹرم اور برطانیہ کے دیگر ریڈیو کے ذمہ داروں سے تبادلہ خیال کے بعد مرتب کی تھی۔ ڈِلی کے چاند ٹی وی کے ڈائریکٹر جناب جمیل نے سیٹلائیٹ رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے بتایا کہ یورپ کے لیے سیٹلائیٹ کا لائسنس بھی حاصل کر لیا گیا ہے۔ فورم کے نائب صدر اور اسلامک کمپیوٹنگ سنٹر کے ڈائریکٹر مفتی برکت اللہ نے بھارت (بمبئی) کے سیٹلائیٹ کے ممتاز ماہر اور ویڈیو ویژن کے ڈائریکٹر جناب سلیم مرزا کا فیکس پڑھ کر سنایا اور ایک رپورٹ پیش کی۔ حزب التحریر کے رئیس جناب عمر بکری محمد نے کہا کہ اسلام اور حق کے خلاف میڈیا کا جہاد تخلیق آدمؑ سے چلا آ رہا ہے۔ دور نبوت میں کفار مکہ نے حضورؐ کے ساحر' کاہن اور مبتذل ہونے کا پراپیگنڈا کیا تھا۔ ہماری کوششیں نئی نسل کو انسانی اور فطری حوالے سے اسلام کی دعوت اور علم و دانش کے غلبے کی ہونی چاہئیں۔ یہود و نصاریٰ نے پہلے بھی اللہ کی کتابوں میں تحریف کی اور اب بھی مغرب اسلام کو بد دیانتی اور تحریف کے ساتھ پیش کر رہا ہے۔ ختم نبوت سنٹر لندن کے انچارج عبد الرحمٰن باوا' جیلنگھم کے مولانا عبد الرحمٰن چشتی' جمعیت العلماء برطانیہ کے قاری تصور الحق' جناب فیض اللہ خان' جناب عادل فاروقی اور مولانا عبد الرشید راوت نے تجاویز پیش کیں۔ صدر اجلاس اور مسلم لیگ کے سربراہ جناب بیرسٹر محمد یوسف اختر نے کہا کہ فورم نے میڈیا کے مختلف شعبوں کے ماہرین کو جمع کر کے بہت اچھی ابتداء کی ہے۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اور خبر ہی انسان کے لیے وجہ شرف بنا ہے۔ اور قرآن نے حضرت سلیمانؑ کے واقعہ سے جس میں ملکہ بلقیس کے تخت کو ہزار ہا میل سے پل بھر میں حاضر کر دیا گیا تھا' فاصلوں کے ختم ہو جانے کی طرف بلیغ اشارہ دیا تھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے دور کے ابلاغ و میڈیا کے ممکنہ ذرائع استعمال کیے۔ آپ کے اتباع میں ملت اسلامیہ کو بھی ذرائع ابلاغ پر دسترس اور بالادستی حاصل کرنی ہو گی۔ میں وقت کے اس اہم کام کی طرف توجہ دلانے پر فورم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ مولانا عمران خان جہانگیری کی دعا پر سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

ڈاکٹر سید سلمان ندوی کا دورہ برطانیہ
اور
مختلف اجتماعات سے فکر انگیز خطاب

عالم اسلام کی ممتاز علمی شخصیت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند اور ڈربن یونیورسٹی (جنوبی افریقہ) میں شعبہ اسلامیات کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے گزشتہ ماہ ورلڈ اسلامک فورم کی دعوت پر برطانیہ کا پانچ روزہ دورہ کیا اور لندن، بولٹن، باٹلی، ڈیوزبری، لیسٹر اور دیگر شہروں میں متعدد اجتماعات سے خطاب کیا۔ ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری بھی دورہ میں ان کے ہمراہ رہے۔

ڈاکٹر سلمان ندوی نے ان اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں اس سے پہلے بار ہا برطانیہ آچکا ہوں لیکن ہر مرتبہ میری آمد آکسفورڈ، کیمبرج اور اسلامک فاؤنڈیشن تک محدود رہی ہے۔ اس بار ورلڈ اسلامک فورم کی دعوت پر پہلی بار صحیح معنوں میں برطانیہ دیکھ رہا ہوں۔ مسلمانوں کے دینی ادارے، مساجد، علما اور دانشوروں سمیت مختلف طبقات سے ملا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ حضرات نے یہاں ایمان کا چراغ جلا رکھا ہے۔ مغرب کی عملی و فکری برتری آج انسانیت کی تخریب کیلئے استعمال ہو رہی ہے۔ مغرب نے عالم اسلام پر اپنے خونی پنجے گاڑ رکھے ہیں اور مسلم حکمرانوں کو اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ مصر، الجزائر عالم اسلام میں حکمرانوں کی جنگ اسرائیل سے نہیں، یورپ سے نہیں، کفر سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے جاری ہے جو اللہ کا کلمہ بلند دیکھنا چاہتے ہیں، جو اللہ کے دین پر جینا اور اسے نافذ کرنا چاہتے ہیں اور اس جرم میں ہر روز مسلم نوجوانوں کے قتل اور پھانسی دیے جانے کی خبریں آرہی ہیں۔ ان مسلم نوجوانوں کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ اسلام کو سر

بلند کرنا چاہتے ہیں۔ آپ حضرات کو یہاں مغرب میں مسلم ممالک سے کہیں بڑھ کر اسلام پر چلنے کی آزادی حاصل ہے۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ شاید اسلام کی نشاۃ ثانیہ مغرب سے ہو' اس کیلئے آپ لوگوں کو پوری تیاری کرنی ہے۔ علمائے کرام کو چاہیے کہ انگریزی زبان میں پوری مہارت حاصل کریں' مغرب کی تاریخ کا مطالعہ کریں' نئی نسل سے براہ راست تعلق پیدا کریں۔ دین و دنیا کی تفریق اسلام کو زبردست نقصان پہنچا رہی ہے' مغرب کی پوری کوشش ہے کہ مسلمانوں میں دین و دنیا کی تفریق قائم رہے اور دو متوازی طبقے جو ایک دوسرے سے متعلق ہوں وجود میں آجائیں۔ اس طرح وہ نئی نسل کو نظریاتی فکری اعتبار سے اسلام سے کاٹ لے۔

انہوں نے کہا کہ آپ حضرات جن قوموں کے درمیان رہ رہے ہیں وہ اسلام کے متعلق شدید غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں' اس لئے کہ عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کا تعارف ہی میدان جنگ میں ہوا۔ صدیوں سے یورپ میں اسلام کو قتل و غارت گری' سفاکیت اور بے رحمی کے مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ آپ حضرات کو اپنے کردار سے ثابت کرنا ہے کہ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام دیگر مذاہب کی طرح ایک مذہب نہیں بلکہ ایک دین ہے۔ مذہب عبادت کی چند رسموں کا نام ہوتا ہے اور دین زندگی کے ہر شعبہ پر محیط نظام حیات ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے برطانیہ میں دیکھا کہ دینی مکاتب و مدارس کا نصاب و طرز تعلیم وہی چل رہا ہے جو ۷۰' ۸۰ سال پہلے برصغیر میں تھا۔ آپ حضرات کو چاہیے کہ اس ملک کے بیک گراؤنڈ (پس منظر)' آج کی معاشرتی ضرورتوں اور یہاں کے بچوں کے مزاج و نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے نصاب از سر نو مرتب کریں۔

انہوں نے کہا کہ روس کی شکست و ریخت کے بعد مغرب نے اسلام کے خاتمہ کو اپنا مقصد بنا لیا ہے۔ مغرب کو آپ کی نمازوں سے خطرہ نہیں ہے۔ آپ جتنی چاہے مسجدیں بنالیں مغرب یہی چاہتا ہے' کہ اسلام مسجد میں بند رہے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب لرز رہا ہے خالد بن ولید کے اسلام سے' صلاح الدین ایوبی طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم کے اسلام سے' کیونکہ ان کا اسلام عبادات کی چند رسموں تک محدود نہیں تھا۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ پر محیط تھا۔ جب آپ حضرات نے یہاں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اپنی نسلوں

کو ایمان و اسلام پر پابند رہنے کا انتظام کرنا آپ پر فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ بوسنیا میں لاکھوں مسلمانوں کے قتل عام پر مغرب خاموش تماشائی بنا رہا' ان ہیومن رائٹس کے علمبرداروں کی اسلام دشمنی بوسنیا میں پوری طرح عیاں ہے۔ فرانس کا صدر اور برطانیہ کے پرائم منسٹر کھلے الفاظ میں کہہ چکے ہیں کہ یورپ کے دل میں کسی مسلمان ریاست کو ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہ کہ یہاں آپ کو اپنی بقا کی جنگ لڑنی ہے اور وہ جنگ ٹینک و میزائل سے نہیں' علمی و فکری محاذ پر لڑنی ہے۔ یہ اس وقت ہو گا جب آپ اپنی اولاد کو دینی و عصری تعلیم سے آراستہ کریں گے۔

ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے ان اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر سلمان ندوی فورم کے سرپرست اور بانی رہنماؤں میں ہیں۔ گزشتہ سال ساؤتھ افریقہ میں پروفیسر صاحب نے تجویز پیش کی تھی کہ یورپ کی سرزمین پر علمی و فکری کام کرنے کی ضرورت ہے۔ فورم نے بطور خاص ۲ مقاصد سامنے رکھے ہیں: ایک مغربی میڈیا تک رسائی حاصل کرنا' اس کے طریقہ واردات کو سمجھنا اور اسی انداز میں اس کا جواب فراہم کرنا اور دوسرے یہاں کے پس منظر اور یہاں کے بچوں کے مزاج و نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیمی نظام کو استوار کرنا۔ الحمدللہ ورلڈ اسلامک فورم دونوں محاذوں پر سرگرم عمل ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی میڈیا اسلام اور مسلمانوں کی اتنی شرانگیز اور گھناؤنی تصویر پیش کر رہا ہے کہ اگر دنیا میں کہیں اسلام غالب ہوگیا تو انسانی حقوق' انسانی کلچر و تمدن اور انسانی ترقیات سب ختم ہو جائیں گی اور دنیا ظلم و تاریکی کے دور میں واپس لوٹ جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ورلڈ اسلامک فورم نے میڈیا کے محاذ پر کام کرنے کے لئے "ویسٹ واچ اسٹڈی گروپ" تشکیل دیا ہے۔ فورم جلد ہی ملک کے مختلف شہروں میں تربیتی کورس شروع کر رہا ہے۔

اقوام متحدہ کی قاہرہ کانفرنس اور عالم اسلام

لندن میں فورم کی ماہانہ فکری نشست

ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام لندن میں منعقدہ فکری نشست میں آبادی کے کنٹرول کے مسئلہ پر اقوام متحدہ کی قاہرہ کانفرنس کے ایجنڈے کو تمام آسمانی مذاہب کی بنیادی تعلیمات اور انسانی اقدار کے منافی قرار دیتے ہوئے اس سلسلہ میں جامعہ ازھر اور ویٹیکن سٹی کے موقف کی پرزور حمایت کی گئی ہے اور ایک قرار داد کے ذریعہ دنیا بھر کی مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ عالم اسلام کو کنڈوم کلچر اور جنسی انارکی کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے مشترکہ طور پر ٹھوس اور جرات مندانہ موقف اختیار کیا جائے اور قاہرہ کانفرنس کے ایجنڈے کو مسترد کرنے کا اعلان کیا جائے۔ یہ نشست اسلامک سنٹر سیلون روڈ اپٹن پارک لندن میں ۳ر ستمبر ۹۴ کو جمعیت علماء برطانیہ کے راہ نما مولانا قاری عبدالرشید رحمانی کی زیر صدارت منعقد ہوئی' جس میں مختلف جماعتوں کے راہ نماؤں نے خطاب کیا۔ مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بھی اس نشست سے خطاب کرنا تھا' لیکن قاہرہ کانفرنس کے بارے میں رابطہ عالم اسلامی کے ہنگامی اجلاس میں شرکت کے لیے انہیں برطانیہ کا دورہ مختصر کر کے اچانک سعودی عرب روانہ ہونا پڑا' البتہ شرکاء کے نام ایک پیغام میں مولانا ندوی نے کہا کہ ملت اسلامیہ کو اس وقت یورپ کی خوفناک تہذیبی یلغار کا سامنا ہے' اور یہ معرکہ ان صلیبی معرکوں سے زیادہ سخت اور خطرناک ہے جن میں یورپی حکومتیں عالم اسلام کا مقابلہ کرنے اور اسے زیر کرنے میں ناکام رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ صورت حال انتہائی نازک

ہے اور مغربی کلچر ملت اسلامیہ کے تہذیبی دائروں کو توڑنے اور مذہبی اقدار کو مٹانے کے لیے اپنا پورا زور صرف کر رہا ہے اور اس مقصد کے لیے یہودی اور عیسائی دانش ور اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود متحد ہو گئے ہیں۔ اس لیے عالم اسلام کی دینی قوتوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو یکجا کر کے پوری سنجیدگی کے ساتھ اس فتنہ عظمیٰ کا مقابلہ کریں۔

حزب التحریر برطانیہ کے امیر الشیخ عمر بکری محمد نے کہا کہ دراصل مغربی قوتوں کو ملت اسلامیہ کی افرادی قوت کا خوف لاحق ہے اور وہ مغرب و مشرق میں آبادی کا توازن قائم کرنے کے لیے آبادی پر کنٹرول کے نام پر اس قسم کی حرکات کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی افرادی قوت کو بڑھانے کا حکم دیا ہے' اس لیے آبادی کو محدود کرنے کا تصور رسول اکرمؐ کی تعلیمات کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغرب کی فکری اور اقتصادی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے عالم اسلام میں سیاسی بیداری کی مہم چلانے کی ضرورت ہے' کیونکہ جب تک ہم مکمل آزادی کے ساتھ اسلام کی مکمل عمل داری کا اہتمام نہیں کرتے' مغرب کی سازشوں کا اسی طرح شکار ہوتے رہیں گے۔

ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ سکولوں میں جنسی تعلیم' مانع حمل اشیاء کے کھلم کھلا فروغ اور بدکاری کی حوصلہ افزائی جیسے اقدامات کی روک تھام صرف اسلام اور مسلمانوں کا نہیں بلکہ انسانی اقدار کا مسئلہ ہے اور تمام مذاہب اس قسم کی کارروائیوں کی مذمت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ "فری سیکس" کے فلسفہ نے مغربی معاشرہ کا جو حشر کیا ہے اور جس طرح اس سوسائٹی کو انسانی قدروں اور رشتوں سے محروم کیا ہے' اس کو دیکھتے ہوئے کوئی بھی ذی شعور انسان قاہرہ کانفرنس کے ایجنڈے کی حمایت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مغرب خود تو آسمانی تعلیمات سے دست بردار ہو چکا ہے اور اب ہمیں بھی آسمانی تعلیمات سے دست بردار کرانا چاہتا ہے' لیکن عالم اسلام میں اس سلسلہ میں ہونے والے ردعمل نے واضح کر دیا ہے کہ مسلمان بے عمل یا بدعمل تو ہو سکتا ہے لیکن اپنے دین سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔

فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے کہا کہ اقوام متحدہ مغربی ملکوں کی آلہ کار ہے جو عالم اسلام پر امریکہ اور اس کے حواریوں کا تسلط برقرار رکھنے کے لیے کام کر رہی ہے، اسی لیے اس کے قیام کے وقت مفکر پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے اسے کفن چوروں کی انجمن قرار دے دیا تھا اور گزشتہ نصف صدی کی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ اس کے بارے میں علامہ اقبالؒ کا ارشاد بالکل درست تھا۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کو عورتوں کے حقوق کا غم کھائے جا رہا ہے، لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ کیا بوسنیا میں مظالم کا شکار ہونے والی ہزاروں عورتیں ان کے نزدیک حقوق کی حقدار نہیں تھیں؟ اور ان کے لیے اقوام متحدہ نے کیا کردار ادا کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ دراصل مغرب ابھی تک استعمار کا کردار ادا کر رہا ہے اور مسلمان ملکوں کو ظاہری آزادی کا فریب دے کر اقتصادی پالیسیوں اور اقوام متحدہ کے ذریعہ اپنا شکنجہ عالم اسلام پر مضبوط سے مضبوط تر کرتا جا رہا ہے۔

مجلس اقبالؒ لندن کے صدر جناب محمد شریف بقا نے کہا کہ مغربی ممالک نہ مسلم ممالک کو معاشی اور سائنسی طور پر خود کفیل دیکھنا چاہتے ہیں اور نہ مسلمانوں میں سیاسی اتحاد ہی کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں اور مغربی حکومتوں کی تمام تر پالیسیوں کا محور یہ ہے کہ عالم اسلام ہمیشہ کے لیے ان کا دست نگر اور محتاج رہے۔ انہوں نے کہا کہ عالم اسلام کا اتحاد اور اسلامی اقدار کی بالادستی ہی ان تمام مسائل کا حل ہے جس کے ذریعے ہم مغرب کے چیلنج کا صحیح طور پر سامنا کر سکتے ہیں۔

بزرگ عالم دین مولانا ابوبکر سعید نے کہا کہ قاہرہ کانفرنس کا ایجنڈا ہماری دینی غیرت کے لیے چیلنج ہے اور ہمیں چاہیے کہ پوری طرح متحد ہو کر اس کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ قاہرہ کانفرنس میں پیش کی جانے والی سفارشات بے حیائی اور بدکاری کو فروغ دینے کی تجاویز ہیں، جنہیں مسلم معاشرہ میں کسی طور پر بھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔

صدر نشست مولانا قاری عبد الرشید رحمانی نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن و سنت کی تعلیمات کو فروغ دیا جائے اور "فری سوسائٹی" کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لیے نئی نسل کی رہنمائی کی جائے۔

آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر

گوجرانوالہ میں مجلس مذاکرہ

آزادی صحافت کے عالمی دن کے موقع پر ۳ مئی ۹۴ء کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا' جس کی صدارت علامہ محمد احمد لدھیانوی نے کی اور علماء کرام اور دانش وروں کی بڑی تعداد نے شرکت کی' جبکہ گفتگو میں ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی' گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کے شعبہ اردو کے استاذ پروفیسر غلام رسول عدیم' روزنامہ نوائے وقت کے گوجرانوالہ بیورو کے رکن جناب محمد شفیق اور ممتاز صنعت کار الحاج ظفر علی ڈار نے حصہ لیا۔

پروفیسر غلام رسول عدیم نے اسلامی صحافت کے موجودہ کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ دینی جرائد کا معیار بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور اگر دینی رسالے طباعت اور ترتیب کے ساتھ ساتھ زبان و اسلوب کے لحاظ سے بھی جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہوں تو وہ معاشرہ میں اسلامی اقدار کی ترویج میں زیادہ موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ دینی جرائد کے مدیران اور کارکنان کو صحافت کی باقاعدہ تربیت حاصل کرنی چاہیے اور باہمی مشاورت و مفاہمت کو بھی فروغ دینا چاہیے۔ اسی طرح دینی جرائد کو دینی ترجیحات میں عالم اسلام کے مسائل و مشکلات اور قومی معاملات کو اولیت دینی چاہیے۔ انہوں نے اردو صحافت کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی اور سر سید احمد خان' مولانا ابو الکلام آزادؒ مولانا محمد علی جوہرؒ' مولانا ظفر علی خانؒ اور حمید نظامیؒ کے صحافتی کردار کا تذکرہ کیا۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ آزادی صحافت کا مغربی تصور اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہے' کیونکہ اسلام زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح صحافت کو بھی اخلاقی اقدار کا پابند بناتا ہے اور آزادی کے گرد حدود کا ایک واضح دائرہ کھینچتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک ظالم حکمرانوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے' ظلم کے خلاف جہاد اور اجتماعی معاملات میں

اپنی رائے کو آزادانہ طور پر پیش کرنے کا تعلق ہے' اسلام نے ویسٹرن سولائزیشن سے صدیوں پہلے خلافت راشدہ کے دور میں اس کا واضح عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا تھا اور آج بھی اسلامی دنیا کے لیے آزادی رائے کے حوالہ سے وہی دور مشعل راہ ہے' مگر اس کے ساتھ ہی اسلام نے اشاعت و تبلیغ پر کچھ واضح قدغنیں بھی عائد کی ہیں' مثلاً" قرآن کریم نے کہا ہے کہ معاشرہ میں فحاشی کی اشاعت کرنے والے عذاب الیم کے مستحق ہیں' اسی طرح قرآن کریم نے شخصی اور گھریلو احوال کے تجسس سے روکا ہے اور اس طرح کی پابندیوں کا اطلاق دیگر شعبوں کی طرح صحافت پر بھی ہوتا ہے۔

جناب محمد شفیق نے کہا کہ دینی صحافت میں کام کرنے والے اہل قلم کو الگ تشخص کے ساتھ ساتھ صحافت کے قومی دھارے میں بھی شریک ہونا چاہیے اور قومی اخبارات و جرائد میں لکھنے کا رجحان پیدا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ قومی صحافت کا دائرہ بہت وسیع ہے اور اس میں ایسے اصحاب قلم کی ضرورت ہے جن کا دینی علم پختہ ہو اور جو دینی امور پر اعتماد کے ساتھ لکھ سکتے ہوں۔

الحاج ظفر علی ڈار صاحب نے کہا کہ ہم اجتماعی زندگی کے ہر شعبے میں اخلاقی پابندیوں سے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے اثرات صحافت پر بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اخلاقی اور دینی لحاظ سے آج سے بیس سال قبل جو صورت حال تھی' آج وہ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دینی اور اخلاقی پابندیوں کو قبول کیے بغیر زندگی کے کسی بھی شعبہ میں اصلاح نہیں کر سکتے' اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے دین کی طرف واپسی کریں اور اس کی عائد کردہ پابندیوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

صدر مجلس علامہ محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ قرآن کریم نے خبر کی قبولیت کے لیے تحقیق کو بنیاد قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس کوئی فاسق شخص خبر لائے تو اس خبر کو پھیلانے سے پہلے تحقیق کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غیر مصدقہ خبر پوری قوم کے لیے باعث وبال بن جائے۔ قرآن کریم کے بیان کردہ اس اصول کو آج کی صحافتی زندگی میں زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحافت کی تعلیم و تربیت میں قرآن و سنت کے بنیادی احکام اور ابلاغ عامہ کے بارے میں اسلامی اصولوں کو شامل کرنا آج کا ایک اہم تقاضہ ہے' کیونکہ اسلامی تعلیمات و احکام سے آگاہی حاصل کر کے ہی ایک صحافی اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں اسلامی اصولوں کے دائرہ کو ملحوظ رکھ سکتا ہے۔

مولانا محمد عیسیٰ منصوری کا دورہ جنوبی افریقہ

ورلڈ اسلامک فورم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد عیسیٰ منصوری نے گزشتہ ماہ فورم کے سیکرٹری تنظیمی امور مولانا محمد اسماعیل پیٹل کے ہمراہ جنوبی افریقہ کا دورہ کیا اور مختلف شہروں میں علماء کرام اور دینی کارکنوں کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ ڈربن میں جمعیت علماء نٹال کے سربراہ مولانا محمد یونس پیٹل کی طرف سے طلب کردہ' علماء کرام کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا منصوری نے علما پر زور دیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مغربی ذرائع ابلاغ کے منفی پراپیگنڈا کے اثرات کا جائزہ لیں اور اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ذرائع ابلاغ کمیونزم کی شکست کے بعد مسلسل یہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اسلام انسانی حقوق کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے اور مسلم بنیاد پرستی سے عالمی امن اور مغربی تہذیب کو خطرہ ہے' اس لیے مسلم بنیاد پرستی کو کچلنے کے لیے مغربی حکومتیں اور لابیاں اپنا پورا زور صرف کر رہی ہیں لیکن علماء کرام کے حلقوں میں ابھی اس چیلنج کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش نہیں کی جا رہی جس کا ملت اسلامیہ کو نقصان ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اسلاف کی یہ روایت رہی ہے کہ انہوں نے دین اور قوم کو پیش آنے والے فتنوں سے ہمیشہ بروقت خبردار کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں ملت کی راہ نمائی کی ہے' لیکن آج یہ روایت اپنے تسلسل سے محروم ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ انہوں نے علماء کرام پر زور دیا کہ وہ ابلاغ کے جدید ذرائع سے بھرپور استفادہ کریں اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے میدان عمل میں آئیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام دین فطرت ہے اور یہ صلاحیت صرف اسی میں ہے کہ وہ انسانی معاشرے کے پیچیدہ مسائل کو حل کرے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء کرام اسلام کے اجتماعی کردار کا ادراک حاصل کریں اور اسے دنیا کے سامنے آج کی زبان میں پیش کریں۔

مولانا منصوری نے جنوبی افریقہ کے متعدد شہروں میں جمعیت علماء افریقہ کے راہ نماؤں اور دینی اداروں کے سربراہوں سے ملاقاتیں کیں اور فورم کے پروگرام پر ان سے تبادلہ خیال کیا۔ انہوں نے ورلڈ اسلامک فورم کے سرپرست ڈاکٹر سید سلمان ندوی سے بھی ملاقات کی اور فورم کے آئندہ سال کے پروگراموں کے بارے میں ان سے صلاح مشورہ کیا۔

انسانی حقوق اور سیرت نبویؐ

فورم کے جلسہ سے مولانا محمد تقی عثمانی کا خطاب

سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلٹ بنچ کے رکن جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انسانی حقوق کے لیے جو متوازن اور مستحکم بنیاد فراہم کی ہے، دنیا آج تک اس کا کوئی متبادل پیش نہیں کر سکی اور آج بھی رسول کریم ﷺ کی تعلیمات ہی انسانی معاشرہ کی واحد پناہ گاہ ہیں۔ وہ گزشتہ روز اسلامک سنٹر سیلون روڈ اپٹن پارک لندن میں ورلڈ اسلامک فورم کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ سیرت النبیؐ سے "انسانی حقوق اور سیرت نبویؐ" کے موضوع پر خطاب کر رہے تھے۔ جلسہ کی صدارت مولانا مفتی عبد الباقی نے کی اور اس سے مولانا زاہد الراشدی، مولانا منظور احمد الحسینی اور مولانا قاری عبد الرشید رحمانی نے بھی خطاب کیا۔ جسٹس عثمانی نے کہا کہ آج مغربی اقوام انسانی حقوق کے بلند بانگ دعوے کرتی ہے لیکن ہیروشیما، ناگاساکی، بوسنیا، الجزائر، فلسطین اور دیگر مقامات پر دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ جب مغربی اقوام کے مفادات کی بات سامنے آتی ہے تو انسانی حقوق کے یہ علمبردار نہ بے گناہ آبادی پر ایٹم بم گرانے سے گریز کرتے ہیں، نہ انسانی آبادی کے وحشیانہ قتل عام پر انہیں غصہ آتا ہے اور نہ ملک کی اکثریت کے فیصلہ کو قوت کے بل پر مسترد کر دینے میں انہیں جمہوریت کے لیے کوئی خطرہ دکھائی دیتا ہے اور مغرب کے اس دوہرے معیار نے اس کے چہرے سے انسانی ہمدردی اور انسانی حقوق کا نقاب نوچ کر رکھ دیا ہے۔ اس کے برعکس نبی اکرمؐ نے جن انسانی حقوق کا اعلان کیا، ان پر عمل کر کے دکھایا اور انسانی جان و مال اور آبرو کے تحفظ کا وہ معیار پیش کیا جس کی کوئی مثال اس کے بعد سامنے نہیں لائی جا سکی۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کے حوالہ سے مغرب کا فلسفہ کھوکھلا ہے کیونکہ اس کی بنیاد انسانی عقل پر ہے اور انسانی عقل محدود ہے جو پوری انسانی آبادی کی ضروریات اور تقاضوں کا احاطہ نہیں کر سکتی جبکہ نبی اکرمؐ نے انسانی حقوق کی جو بنیاد فراہم کی ہے، اس کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور وحی الٰہی کے علاوہ اور کوئی ممکن ذریعہ ایسا نہیں ہے جس سے تمام انسانوں کی ضروریات اور تقاضوں کا یکساں ادراک کیا جا سکے اس لیے دنیا کو بالآخر وحی کی طرف واپس لوٹنا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانا ہو گا۔ جسٹس نے اس بات پر زور دیا کہ علماء نبی کریم کی تعلیمات اور سیرت طیبہ کو آج کی ضروریات کے حوالہ سے سامنے لائیں تاکہ دکھی انسانیت ہدایت کے اس سرچشمہ سے فیض یاب ہو سکے۔

(مطبوعہ روزنامہ جنگ لندن ۳ ستمبر ۹۳ء)

علماء کو مولانا ابو الحسن علی ندوی کی تلقین

مفکر اسلام مولانا سید ابو الحسن ندوی نے علماء پر زور دیا ہے کہ وہ تاریخ کا گہرا مطالعہ کریں اور یورپ میں کلیسا اور سیاست کی کشمکش کے اسباب سے واقفیت حاصل کریں تا کہ وہ مغربی اقوام کے سامنے اسلام کی دعوت کو صحیح طور پر پیش کر سکیں۔ گزشتہ روز یہاں آکسفورڈ سنٹر آف اسلامک اسٹڈیز میں ورلڈ اسلامک فورم کے وفد سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ علماء اسلام کے لیے ان اسباب و عوامل کا جاننا انتہائی ضروری ہے جو یورپ میں مذہب سے مقامی آبادی کی بغاوت کا باعث بنے تھے کیونکہ اس کے بغیر وہ اسلام کو اس زبان میں پیش نہیں کر سکیں گے جو یہاں کے لوگوں کو اسلامی تعلیمات سے واقف کرانے کے لیے ناگزیر ہے۔ فورم کا وفد مولانا زاہد الراشدی' مولانا محمد عیسیٰ منصوری' الحاج عبد الرحمن باوا' محمد اسلم رانا اور حافظ حفیظ الرحمن تاراپوری پر مشتمل تھا۔ اس موقع پر مولانا ندوی نے کہا کہ انہیں اس بات پر تشویش ہے کہ آج علماء کی ایک بڑی تعداد کو وقت کے تقاضوں کا احساس نہیں ہے اور وہ اجتہادی عمل جمود کا شکار ہے جو ہر دور میں اسلامی تعلیمات کو اس وقت کے تقاضوں کے مطابق پیش کرنے کے لیے ضروری سمجھا جاتا رہا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ آج جبکہ اس اجتہادی ذوق کو بیدار کرنے کی ضرورت سے پہلے سے کہیں زیادہ ہے' ہمارے دینی حلقوں میں جمود کی کیفیت طاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کے تعلیمی نصاب اور نظام میں بھی رد و بدل کی ضرورت ہے اور طلبہ کو مستقبل کی ذمہ داریوں کا اہل بنانے کے لیے جدید علوم اور بین الاقوامی زبانوں کو مناسب طور پر نصاب میں شامل کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ اسی طرح ہمارے علماء کو انگریزی اور عربی میں تحریری اور تقریری طور پر اپنے مافی الضمیر کے اظہار پر قدرت ہونی چاہیے اور سیکولر ازم اور قوم پرستی کی تحریکات کے پس منظر اور مذاہب و نظریات کی کشمکش سے آگاہی ہونی چاہیے۔ وفد کی طرف سے مولانا سید ابو الحسن ندوی کو ورلڈ اسلامک فورم کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا گیا اور بتایا کہ فورم کی جدوجہد کا محور یہی ہے کہ دینی حلقوں میں مغربی میڈیا کے چیلنج کو سمجھنے اور آج کے تقاضوں کے مطابق دینی تعلیم کی ضروریات کو پورا کرنے کا احساس بیدار کیا جائے' مولانا ندوی نے اس پر مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ جمود کے اس دور میں کہیں اس قسم کی سرگرمیوں کا علم ہوتا ہے تو انہیں اس پر بے حد خوشی ہوتی ہے اور وہ ان مقاصد میں ورلڈ اسلامک فورم کی کامیابی کے لیے دعاگو ہیں۔

(مطبوعہ روزنامہ جنگ لندن ۳ ستمبر ۱۹۹۶ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ☎ : 2429

دارالعلوم دیوبند

DARUL-ULOOM, DEOBAND. (U.P.) INDIA.

حوالہ .... باسمہ تعالیٰ التاریخ ....

مکرمی و محترمی، زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک دو روز ہوئے گرامی نامہ بخیر و عافیت پہنچی

گرامی نامہ موجب مسرت ہوا۔ علمی زندگی کا مرکز یعنی علماء دیوبند کا جو ادارہ آپ حضرات نے قائم فرمایا ہے، اس سے خوشی ہوئی۔ اور آپ کے زیر اہتمام جو کانفرنس ۱۸ اپریل ۸۸ء کو منعقد ہو رہی ہے، معلوم ہو کر بڑی مسرت ہوئی۔ دعا ہے کہ خداوند عزوجل اس کانفرنس کو ہر حیثیت سے کامیاب کرے، اور یہ ادارہ مغرب میں خصوصی طور پر مسلمانوں کی مذہبی، دینی ضرورتوں کی رہنمائی کرتا رہے۔

مذکورہ کانفرنس میں شرکت کیلئے آپ نے بندہ کو دعوت دی ہے۔ میں مجھے ممنون ہوں کہ برطانیہ میں بین الاقوامی ختم نبوت کانفرنس مورخہ ۷ اگست کیلئے دعوت نامہ ارسال فرمایا ہے۔ مگر یہاں دارالعلوم کی مصروفیات اس موقعہ پر مجھے تاریخ مذکورہ میں شرکت نہیں کرنے دیں گی۔ میری طرف سے معذرت قبول فرمائیں اور اللہ رسالہ تک فرمائیں، آپ کے تعاون پر آمادہ، اور کانفرنس کیلئے نیک خواہشات قبول فرما کر دعوت صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

مرغوب الرحمن عفی عنہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مکرمی و محترمی جناب مولانا محمد عیسیٰ منصوری صاحب
زید مجدکم

پاکستان شریعہ کونسل
کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم!

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ' اسلامی نظام کے مکمل نفاذ' قومی خود مختاری کے تحفظ اور مغرب کی نظریاتی وثقافتی یلغار کے مقابلہ کے لیے رائے عامہ کو بیدار ومنظم کرنے کی غرض سے پاکستان شریعہ کونسل کے قیام کا اعلان سامنے آیا تو مختلف حلقوں کی طرف سے اس سوال کا اٹھایا جانا ایک فطری امر تھا کہ آخر ان مقاصد کے لیے ایک نئی جماعت کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ پہلے سے موجود بیسیوں جماعتوں میں ایک نئی جماعت کا اضافہ کوئی ضروری امر نہیں تھا اور انہی جماعتوں میں سے کسی کے ساتھ مل کر ان مقاصد کے لیے جدوجہد کی جا سکتی تھی۔ اسی طرح یہ سوال بھی سامنے آیا ہے کہ پاکستان شریعت کونسل کا قیام ان لوگوں کی طرف سے کیا جا رہا ہے جو جمعیت علماء اسلام پاکستان کے ساتھ وابستہ رہے ہیں اور جمعیت کا نام تاریخی اہمیت کا حامل ہے' اس کے ساتھ ایک اچھا ماضی وابستہ ہے اور وہ ایک بڑے حلقے کی عقیدت کا مرکز ہے' اس لیے اس نام کو چھوڑ کر نیا نام اختیار کرنے سے جہاں ماضی سے انحراف کی بو آتی ہے' وہاں جمعیت کے ہزاروں متعلقین کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ سوال بھی دینی حلقوں میں زیر بحث ہے کہ پاکستان شریعت کونسل نے انتخابی سیاست سے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے تو اس کے پاس سیاسی نظام کی تبدیلی اور اسلام کے نفاذ وغلبہ کے لیے کون سا متبادل پروگرام ہے؟ اور کیا یہ اکابر کے طریق کار سے انحراف نہیں ہے؟

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کا ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ جائزہ لیا جائے تاکہ جو دوست ان سوالات کے حوالہ سے ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں' انہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور جو حضرات پاکستان شریعت کونسل کے ساتھ تعاون یا عدم تعاون کا فیصلہ کرنے کے مرحلے میں ہیں' وہ پوری بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کسی نتیجہ تک پہنچ سکیں۔

جہاں تک پاکستان کونسل کے نام سے ایک نئی جماعت کی تشکیل کی ضرورت واہمیت کا تعلق ہے' اس سوال کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں مذکورہ بالا مقاصد کے حوالہ سے ملک کی عمومی صورت حال پر ایک نظر ڈالنا ہوگی تا کہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ اس صورت حال کے عملی تقاضے کیا ہیں؟ اور ملک میں پہلے سے موجود جماعتیں ان تقاضوں کو کہاں تک پورا کر پا رہی ہیں؟ تو آیئے ذرا ایک نظر دیکھ لیں کہ (۱) نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ' (۲) اسلامی نظام کے نفاذ' (۳) قومی خود مختاری کے تحفظ اور (۴) مغرب کی نظریاتی و ثقافتی یلغار کے مقابلہ جیسے اہم قومی تقاضوں کے پس منظر میں ملک کا عمومی تناظر کیا ہے۔

---- ○ پاکستان کے قیام کو نصف صدی ہونے والی ہے اور گولڈن جوبلی تقریبات کی ہر طرف تیاریاں ہو رہی ہیں لیکن آزادی اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں سیاسی' معاشی' عدالتی' انتظامی اور تعلیمی نظام بدستور وہی چلا آ رہا ہے جو غیر ملکی آقاؤں نے اپنے نو آبادیاتی مقاصد کے لیے ہم پر مسلط کیا تھا اور اس کے بنیادی ڈھانچے میں آزادی یا اسلام کے حوالہ سے کوئی تبدیلی عملاً" سامنے نہیں آئی۔

---- ○ وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سالمیت اور وحدت کے خلاف اندرونی و بیرونی سازشوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور پاکستان کی جغرافیائی پوزیشن کو تبدیل کرنے کے منصوبے عالمی سطح پر سامنے آ رہے ہیں۔

---- ○ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جو چند اقدامات جزوی طور پر اب تک ہوئے ہیں' ان کا راستہ بھی روک دیا گیا ہے اور اب پیش رفت کی بجائے اسلامائزیشن کا عمل پسپائی کی طرف گامزن ہے' قرارداد مقاصد نے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت مطلقہ کے عنوان سے پاکستان کی نظریاتی حیثیت کا تعین کیا تھا لیکن عدالت عظمیٰ کے ایک فیصلہ کی رو سے قرارداد مقاصد کی بالاتر حیثیت کی نفی کر دی گئی ہے' سپریم کورٹ کے شریعت   بنچ سے دو علماء واپس بلا کر اس کا کورم ختم کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ عملاً" معطل ہو کر رہ گیا ہے۔ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینے کا فیصلہ کر کے جداگانہ انتخاب کو بے مقصد بنا دیا گیا ہے۔ تعزیرات میں کوڑوں کی سزا ختم کر دی گئی ہے' عورتوں کے لیے سزائے موت ختم کرنے کا فیصلہ کر کے قصاص اور رجم سمیت ہر اس قانون کو ادھورا کر دیا گیا ہے جس میں موت کی سزا کا ذکر ہے' پارلیمنٹ کے منظور کردہ ایک بل کے ذریعے سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے کو قرآن و سنت کی بالادستی سے مستثنیٰ قرار دے کر سیکولرازم کو اسٹیٹ پالیسی کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے' قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے اور توہین رسالت پر موت کی سزا کے قانون کے خلاف مغربی ملکوں کے دباؤ کے جواب میں سرکاری طور پر یہ کہہ کر مغرب کے موقف کو تسلیم کر لیا

گیا ہے کہ چونکہ ہمارے پاس پارلیمنٹ میں دو تہائی اکثریت نہیں ہے اس لیے ہم ان میں ترمیم نہیں کر سکتے' عدالتی فیصلوں کی صورت میں خلع کو عورت کا مساوی حق طلاق قرار دے کر اور بالغہ لڑکی کو ماں باپ کی مرضی کے خلاف اپنی مرضی سے شادی کرنے کا مطلق حق دے کر اسلام کے خاندانی نظام کی بنیادیں کھوکھلی کی جا رہی ہیں' اخبارات' ویڈیو اور ٹی وی عریانی اور فحاشی کے فروغ کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکے ہیں اور ثقافت کے نام پر ان کی بھرپور سرکاری سرپرستی کی جا رہی ہے۔

---- ○ قومی خود مختاری کی صورت حال یہ ہے کہ ہمارے سیاسی و معاشی معاملات اب کھلم کھلا امریکہ اور عالمی اداروں کی ہدایات پر طے پا رہے ہیں اور قومی معاملات میں جو مداخلت اب تک در پردہ ہوتی تھی' اب اعلانیہ ہونے لگی ہے۔ حکومت اور اپوزیشن کی بڑی سیاسی پارٹیاں قومی مفادات اور رائے عامہ کے اعتماد کی بجائے اقتدار کے تحفظ یا حصول کے لیے امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی دوڑ میں لگی ہوئی ہیں' حتیٰ کہ امریکہ اور مغربی حکومتیں اور ادارے اب قادیانیت' تحفظ ناموس رسالت' اور اسلامی قوانین کے حوالہ سے ہمارے مذہبی معاملات میں بھی کھلم کھلا مداخلت کرنے لگے ہیں اور حالات اس رخ پر آ گئے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان عملاً" امریکہ کی ایک ایسی غیر اعلان شدہ ریاست کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے جسے واجبات اور پابندیاں تو سب کی سب قبول کرنا پڑ رہی ہیں لیکن امریکی ریاست ہونے کے فوائد کا دروازہ اس پر بند ہے۔

---- ○ مغرب کی ثقافتی یلغار کا سب سے بڑا ہدف عریانی و فحاشی کا فروغ اور اسلام کے خاندانی نظام کی تباہی ہے اور اس کے لیے عالمی ذرائع ابلاغ کے ساتھ ساتھ پاکستان ریڈیو اور ٹی وی اور ان کے علاوہ مغربی اور مقامی لابیاں پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔

---- ○ انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی درجنوں غیر سرکاری تنظیمیں غیر ملکی سرمائے کے بل بوتے پر اسلامی عقائد و احکام اور روایات و اقدار کے خلاف کام کر رہی ہیں اور ان کی سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

---- ○ سنی شیعہ کشمکش نے رفتہ رفتہ سیاسی نوعیت اختیار کر لی ہے اور بیرونی امداد اور پشت پناہی کے باعث بعض خالص شیعہ جماعتیں قومی سیاست میں فعال عنصر کی حیثیت سے متحرک ہو گئی ہیں جبکہ سپاہ صحابہؓ پاکستان جیسی قربانی پیشہ مذہبی قوت کو اس کی قیادت کی بعض غلطیوں کی آڑ میں بے سہارا کر کے مکمل طور پر ریاستی قوتوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے جو سنی شیعہ کشمکش کے پس منظر میں سنی جدوجہد کے تقاضوں کے خلاف ہے اور دینی حمیت کے بھی منافی ہے۔

---○ افغانستان میں پندرہ صوبوں پر کنٹرول حاصل کرنے والی طالبان کی انقلابی قوت کو پاکستان کے دینی حلقوں کی طرف سے جو حمایت اور پشت پناہی حاصل ہونی چاہیے اس کا دسواں حصہ بھی موجود نہیں ہے اور ہماری روایتی بے عملی اور بے حسی کے باعث یہ عظیم انقلابی قوت دنیا بھر میں بے سہارا ہو کر رہ گئی ہے۔

---○ قادیانیت کی تبلیغ اب سیٹلائیٹ چینل کے ذریعے ہر گھر کے بیڈ روم میں داخل ہو گئی ہے اور ملک کے مختلف حصوں میں خالی الذہن مسلمانوں کے قادیانی ہو جانے کی مسلسل خبریں آرہی ہیں جبکہ قادیانیوں کو اس مہم میں امریکہ سمیت مغربی ملکوں اور اداروں کی پشت پناہی حاصل ہے۔

---○ عیسائی مشنری ادارے سماجی خدمت، تعلیم اور دعوت کے ذریعے اپنے مذہب کے فروغ میں مسلسل مصروف ہیں اور بین الاقوامی رپورٹوں کے مطابق ایشیا میں انڈونیشیا اور بنگلہ دیش کے بعد عیسائی مشنری اداروں کا سب سے بڑا میدان پاکستان ہے، مذہبی لٹریچر کی تقسیم اور بائبل کی تعلیم کے بیسیوں خط و کتابت کورسز کے علاوہ "فیبا" کے نام سے ایک مستقل ریڈیو اسٹیشن موجود ہے جو پاکستان میں روزانہ صبح سات بجے سے رات نو بجے تک اردو، انگریزی، پنجابی، سندھی، سرائیکی، پشتو اور بلوچی میں تبلیغی پروگرام نشر کر رہا ہے۔

---○ عیسائی مشنری ادارے اور مذہبی راہ نما اپنے مذہب کی دعوت و تبلیغ کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اسلامی تشخص اور نافذ شدہ اسلامی قوانین کے خلاف بھی مسلسل سرگرم عمل ہیں۔ چنانچہ جداگانہ انتخابات، توہین رسالت کی سزا کے قانون اور آٹھویں آئینی ترمیم کے حوالہ سے دیگر اسلامی قوانین کے خلاف رائے عامہ کو گمراہ کرنے کی سب سے منظم تحریک مسیحی پادریوں کی نگرانی میں چل رہی ہے اور ملک کے مختلف حصوں سے شائع ہونے والے متعدد مسیحی جریدے اسلامی قوانین کے خلاف مسلسل زہر اگل رہے ہیں۔

---○ بین الاقوامی لابیاں اور ان کے آلہ کار ملکی ادارے اسلام، دیندار مسلمانوں، اسلامی تحریکات اور دینی مراکز مدارس کی انتہائی مکروہ انداز میں کردار کشی کر رہے ہیں اور بنیاد پرست اور دہشت گردی کا عنوان دے کر پاکستان کے دینی اداروں کے کردار کو ختم کرنے یا غیر موثر بنا دینے کی منظم مہم چلائی جا رہی ہے۔

یہ وہ حالات و حقائق ہیں جن کا ہمیں روز مرہ سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ان کی تعداد اور رفتار میں دن بدن اضافہ ہو تا جا رہا ہے، ان حالات میں ہماری مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے کردار کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دین کے نام پر سیاست کرنے والی جماعتوں کی تمام تر تگ و دو چند سیٹوں کے حصول اور ان کے تحفظ

کے لیے وقف ہو کر رہ گئی ہے اور غیر سیاسی مذہبی تنظیموں کی جدوجہد اپنے فرقہ وارانہ تشخص اور گروہی امتیاز کو اجاگر کرنے کے محدود مقاصد کے گرد گھوم کر رہ جاتی ہے جبکہ مذکورہ بالا سنگین مسائل اور خطرات کے لیے ان دینی وسیاسی جماعتوں کے پاس وقتاً فوقتاً ایک آدھ اخباری بیان اور دو چار قراردادوں کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ ان مسائل کے حل کے لیے کسی سنجیدہ محنت کی توقع تو رہی ایک طرف' ان مسائل و خطرات سے واقفیت اور ان کی سنگینی کے ادراک کا بھی کوئی اہتمام نہیں ہے اور اس وقت تو اپنی حالت پر باقاعدہ ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جب کسی دینی یا سیاسی جماعت کے ذمہ دار حضرات سے ان مسائل پر گفتگو ہوتی ہے تو انتہائی قد آور شخصیات تک انتہائی سادگی کے ساتھ یہ کہہ دیتی ہیں کہ "اچھا! ملک میں یہ بھی ہو رہا ہے؟" اگر آپ کو ہماری اس گزارش پر یقین نہ آرہا ہو تو کسی بھی دینی یا سیاسی جماعت کی مذکورہ بالا مسائل کے حوالہ سے گزشتہ ۵ سال کی کارگزاری چیک کر لیں یا کسی ذمہ دار دینی یا سیاسی لیڈر سے ان امور پر گفتگو کر کے دیکھ لیں' چودہ طبق روشن ہونے میں چند منٹ سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

یہ ہے وہ پس منظر جس میں "پاکستان شریعت کونسل" کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور اس کا بنیادی ہدف یہ قرار پایا ہے کہ (۱) اسلامی نظام کے نفاذ (۲) قومی خود مختاری کے تحفظ اور (۳) مغرب کی نظریاتی وثقافتی یلغار کے حوالہ سے مسائل کی نشاندہی اور ان سے متعلقہ حضرات کی واقفیت' ذہن سازی اور بریفنگ کا اہتمام کیا جائے اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے سنجیدہ حضرات کو منظم کر کے ان مقاصد کے لیے رائے عامہ کو بیدار کرنے کی محنت کی جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ارکان اسمبلی' اسلام دوست افسران' دین دار جج صاحبان' وکلاء' اساتذہ' علماء' خطباء' دانش ور' صحافی اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے اسلام دوست اور محب وطن افراد کے ساتھ رابطہ کا اہتمام ہو جائے اور انہیں مسائل سے آگاہ کرنے اور اسلامی نقطہ نظر سے ان کی بریفنگ اور ذہن سازی کی کوئی مربوط اور منظم صورت بنائی جا سکے تو الحاد اور مغربیت کے اس سیلاب کے سامنے آج بھی بند باندھا جا سکتا ہے لیکن اس کام کے لیے یہ ضروری ہے کہ یہ جدوجہد سیاسی ہونے کے باوجود انتخابی اور گروہی سیاست سے بے نیاز بلکہ بالاتر ہو اور خالصتاً علمی اور نظریاتی بنیاد پر ہو تا کہ تمام طبقات کے ساتھ یکساں رابطہ قائم کیا جا سکے۔ طریق کار کی یہ تبدیلی وقت کی اہم ضرورت اور جدوجہد کا منطقی تقاضا ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ طریق کار کو کبھی حتمی حیثیت حاصل نہیں رہی اور وہ ہمیشہ حالات وضروریات کے تابع رہا ہے۔

تحریک آزادی میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی قدس اللہ سرہ العزیز کو

بنیادی شخصیت کی حیثیت حاصل ہے' وہ ساری زندگی آزادی ہند کے لیے مسلح تحریکات کی سرپرستی کرتے رہے اور خود بھی "تحریک ریشمی رومال" کے نام سے مسلح انقلابی جدوجہد کے تانے بانے بنے جس کی پاداش میں "مالٹا" میں انہیں "مالٹا" میں تین سال سے زائد عرصہ نظر بند رہنا پڑا لیکن آخر عمر میں خود انہوں نے اس طریق کار کو ترک کر کے اپنا پورا وزن "جمعیت علماء ہند" کے پلڑے میں ڈال دیا جس نے ان کے جانشین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی" کی قیادت میں آزادی کے لیے عدم تشدد کا راستہ اپنایا اور وہ اسی راستے پر آخر وقت تک چلتے رہے' اس لیے طریق کار کوئی حتمی چیز نہیں ہے۔ ایک وقت تھا جب ہمارے بزرگوں نے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے انتخابی سیاست کا راستہ اپنایا اور اس راستے میں متعدد نمایاں کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ قادیانیت کا مسئلہ حل ہوا' آئین میں اسلامی دفعات شامل ہوئیں اور دیگر متعدد امور میں پیش رفت ہوئی لیکن اس ضمن میں سب لوگوں کو ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ان کامیابیوں کے کچھ اسباب تھے جنہوں نے علماء کی محدود انتخابی قوت کو بڑی سیاسی کامیابیوں کا ذریعہ بنا دیا۔ پہلا سبب یہ تھا کہ منتخب افراد میں حضرت مولانا مفتی محمود"' حضرت مولانا عبد الحق"' حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی" اور ان کے دیگر رفقاء جیسی متحرک اور مشنری شخصیات تھیں جن کی بات کو ان سے واضح اختلاف رکھنے والے بھی توجہ اور احترام کے ساتھ سنتے تھے' دوسری وجہ یہ تھی کہ سیاسی مفادات سے لاتعلق اور بے بنیاد رہنے کے باعث انہیں پورے ایوان پر اخلاقی برتری حاصل تھی اور تیسری وجہ یہ تھی کہ ان کی پشت پر ملک بھر کی رائے عامہ کی قوت اور سٹریٹ پاور تھی' ہم نے وہ وقت بھی دیکھا ہے کہ ہفت روزہ ترجمان اسلام میں نصف کالم کا ایک اعلان چھپتا تھا اور کسی مزید اہتمام کے بغیر ملک کے اکثر بڑے شہروں اور قصبات میں احتجاجی مظاہرے ہو جایا کرتے تھے' مجھے معاف رکھا جائے کہ آج ان تینوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہمارے پاس موجود نہیں ہے بلکہ جمعیت کے دو دھڑوں کی باہمی محاذ آرائی اور سیاست کے معروضی تقاضوں کے پیچھے بھاگتے چلے جانے سے اعتماد کی فضا ختم ہو گئی ہے جس کی وجہ سے ہماری انتخابی قوت نہ صرف یہ کہ دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے بلکہ "کلیتاً" بے وزن ہو کر رہ گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر لیڈر اور کارکن کی زبان پر ایک بات تسلسل کے ساتھ آ رہی ہے کہ "انتخابی سیاست کے ذریعہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ممکن نہیں رہا" اور بہت سی جماعتیں اب انتخابی سیاست کی بجائے انقلابی سیاست کا نعرہ لگانے کی بات سوچ رہی ہیں' لیکن یہاں بھی ایک بات عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ انقلابی سیاست سے مراد اگر نظام کی تبدیلی کے لیے مسلح جدوجہد ہے تو موجودہ حالات میں پاکستان میں اس کا کوئی امکان اور

گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی فقہائے اسلام ان حالات میں اس کی اجازت دیتے ہیں اور اگر انقلابی سیاست کا مطلب رائے عامہ کو منظم کرنا اور عوامی قوت کے ذریعے نظام کی تبدیلی کی راہ ہموار کرنا ہے تو یہ ایک صحیح اور قابل عمل راستہ ہے لیکن اس کے لیے بھی وہی تین اسباب درکار ہوں گے جن کا ذکر انتخابی سیاست کے حوالہ سے ہم کر چکے ہیں اور اگر ان اسباب کو نظرانداز کر کے محض نعرہ بازی کا شوق پورا کرنے کی کوشش کی گئی تو دین دار عوام اور دینی کارکنوں کی مایوسی میں ایک اور مرحلہ کے اضافے کے سوا کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ "پاکستان شریعت کونسل" نے روایتی لیڈر شپ سے ہٹ کر ان اہل علم ودانش کے ساتھ مشاورت کا راستہ اختیار کیا ہے جو علم وعمل اور دیانت واخلاق میں امتیاز رکھتے ہیں اور ملک میں نظام کی تبدیلی اور نفاذ اسلام کی دلی خواہش رکھنے کے باوجود حالات کی ناہمواری اور نامساعدت کے ہاتھوں مجبور ہو کر گھروں میں بیٹھے جل کڑھ رہے ہیں۔ ہماری انتہائی کوشش ہے کہ ۱۳۔۱۴ اگست کو بھوربن مری میں مرکزی مجلس شوریٰ کے عنوان سے ممتاز اہل علم ودانش اور سنجیدہ جماعتی راہنماؤں کی ایک منتخب تعداد کو جمع کر کے اپنی تمام تجاویز ان کے سامنے رکھ دیں اور ان کی مشاورت اور راہنمائی کے ساتھ عملی پروگرام کی تفصیلات طے کریں۔

طریق کار کے ساتھ ساتھ نام کا مسئلہ بھی ہمارے بعض دوستوں کے لیے اعتراض کا باعث بنا ہے لیکن یہاں بھی صورت حال وہی ہے اور مثال کے طور پر حضرت شیخ الہندؒ ہی کا نام لوں گا کہ انہوں نے اپنی جدوجہد کا آغاز "جمعیت الانصار" کے نام سے کیا لیکن آخری خطبہ صدارت "جمعیت علماء ہند" کے پلیٹ فارم پر ارشاد فرمایا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد "جمعیت علماء ہند" سے وابستہ حضرات نے نام کا تسلسل باقی رکھنے کے لیے "جمعیت علماء پاکستان" قائم کی جس میں حضرت مولانا گل بادشاہ صاحبؒ، حضرت مولانا عبد الحنان صاحبؒ حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی ضیاء الحسنؒ آف ساہیوال پیش پیش تھے لیکن وہ اس نام کے ساتھ زیادہ دیر نہ چل سکے اور بالآخر "جمعیت علماء اسلام" کے پلیٹ فارم کو اختیار کرنا پڑا اور اگر مجلس احرار اسلام کے موجودہ قائدین اس جسارت پر مجھے پیشگی معافی دے دیں تو اس حقیقت کا اظہار بھی شاید بے موقع نہ ہو کہ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام جیسی عظیم دینی وعوامی قوت کے کچھ دوست مسلم لیگ میں چلے گئے اور بیشتر حضرات جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو گئے جبکہ کچھ احباب نے "مجلس احرار اسلام" کے نام کے تسلسل کو باقی رکھنے کی کوشش کی، مجھے احرار کے ماضی اور تاریخ کے ساتھ ان دوستوں کی عقیدت ومحبت اور ان کے جذبات کا پورا احترام ہے لیکن یہ بھی ایک تاریخی

حقیقت ہے کہ قومی سیاست اور دینی جدوجہد میں وہی لوگ زیادہ موثر اور فعال ثابت ہوئے جنہوں نے نام پر اصرار کرنے کی بجائے کام کے تقاضوں کو سامنے رکھا' اس لیے نام اور طریق کار ہمیشہ حالات کے تابع رہے' اور آج بھی انہیں حالات اور کام کی ضروریات کے پس منظر میں ہی دیکھنا ہوگا۔

پھر ہم "جمعیت علماء اسلام" کے پلیٹ فارم اور کام کی نفی نہیں کر رہے بلکہ یہ عرض کر رہے ہیں کہ اگر جمعیت کے احباب کو "انتخابی سیاست" میں کوئی افادیت نظر آ رہی ہے تو وہ اسے ضرور اختیار کیے رکھیں بلکہ ایسی صورت میں ہماری مودبانہ درخواست ہوگی کہ دونوں دھڑوں کی محاذ آرائی کی صورت میں انتخابی قوت کو برباد کرنے کی بجائے جتنی کچھ انتخابی قوت ان کے امکان میں باقی رہ گئی ہے' اسے بچانے کی کوشش کریں' ہو سکتا ہے کسی دینی جدوجہد میں کام آ جائے لیکن ہمیں "انتخابی سیاست" کے کولہو کے گرد گھومتے رہنے میں کوئی افادیت نظر نہیں آ رہی اس لیے ہم نے اسے ترک کر کے رائے عامہ کو منظم کرنے اور تحریکی قوت کو بیدار کرنے کے لیے عملی جدوجہد کا فیصلہ کیا ہے اور ملک کے ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے ان دوستوں سے جو ملک میں نظام کی تبدیلی' اسلام کے نفاذ' قومی خود مختاری کے تحفظ اور اسلام کے معاشرتی وخاندانی نظام کو بچانے میں دل چسپی رکھتے ہیں' ہماری درخواست ہے کہ وہ ہمارے ساتھ آئیں اور اس پروگرام میں شریک ہوں' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نیت کا خلوص' عمل کی توفیق اور کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

کے زیر اہتمام مسلک دیوبند کا معیاری علمی ترجمان

ماہنامہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مدیر اعلیٰ : مولانا محمد فیاض خان سواتی

مدیر مسئول : مولانا حافظ عزیز الرحمٰن

ادارہ نشرو اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

پاکستان شریعت کونسل کی مرکزی مجلس شوریٰ کے

تاسیسی اجلاس کی رپورٹ

پاکستان شریعت کونسل نے ملک میں نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ، عورت کی حکمرانی سے نجات اور اسلامی نظام کے عملی نفاذ کے لیے دینی حلقوں کے تعاون کے ساتھ عوامی تحریک منظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کو کونسل کا امیر اور مولانا زاہد الراشدی کو سیکرٹری جنرل منتخب کر کے مارچ ۹۷ء کے دوران لاہور میں ملک گیر سطح پر نظام شریعت کنونشن منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے، یہ فیصلے پاکستان شریعت کونسل کی مرکزی مجلس شوریٰ کے تاسیسی اجلاس میں کیے گئے جو ۱۳-۱۴ اگست ۹۶ء کو مدنی مسجد لنگر کسی بھوربن مری میں منعقد ہوا، اجلاس کی صدارت کونسل کے سربراہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی نے کی اور اس میں ملک کے مختلف حصوں سے سرکردہ علمائے کرام کی بڑی تعداد نے شرکت کی، جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا فداء الرحمٰن درخواستی (کراچی) مولانا محمد اسحاق مدنی (آزاد کشمیر) مولانا زاہد الراشدی (گوجرانوالہ) مولانا قاضی عبد الکریم (کلاچی) مخدوم منظور احمد (لاہور) مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی (خانپور) قاری محمد یوسف عثمانی (گوجرانوالہ) قاری محمد اکرم مدنی (سرگودھا) مولانا حافظ مہر محمد (میانوالی) مولانا حسین احمد قریشی (بھوئی گاڑ) مولانا حامد علی رحمانی (حسن ابدال) مولانا قاری محمد ایاز عباسی (اسلام آباد) مولانا محمد عبد اللہ (اسلام آباد) حاجی جاوید ابراہیم پراچہ (کوہاٹ) مولانا حافظ محمد طیب (مری) مولانا فضل الرحمٰن درخواستی (خانپور) مولانا مفتی سیف الدین (گلگت) مولانا ولی محمد (راولپنڈی) قاضی نثار احمد (گلگت) ڈاکٹر عبد القادر (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا قاری اللہ داد (کراچی) مولانا رشید احمد درخواستی (کراچی) مولانا عبد العزیز محمدی (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا قاری محمد یوسف (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا عبد (کلاچی) مولانا میاں عصمت شاہ کاکاخیل (پشاور) مولانا قاری محمد اسد اللہ عباسی (مری) مولانا محمد زمان محمد معروف (مری) جناب عبد الغفار شاہ (بھوربن) مولانا محمد اکرام الحق خیری (کراچی) جناب سیف الرحمٰن آرائیں (حیدر آباد) مولانا حافظ محمد اکبر راشد (میرپور خاص) جناب فضل قادر خان (ڈیرہ اسماعیل خان) جناب رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان) مولانا محمد حسن (کوئٹہ) مولانا

صوفی عبد الحنان (کراچی) مولانا قاری عمر فاروق صاحب عباسی (رحیم یار خان) مولانا محمد ادریس (ڈیرہ غازی خان) جناب صلاح الدین فاروقی (ٹیکسلا) مولانا سید چراغ الدین شاہ (راول پنڈی) مولانا بشیر احمد شاہ (چشتیاں) جناب ندیم اقبال اعوان (حاصل پور) مولانا اللہ وسایا قاسم (خانیوال) مولانا معین الدین وٹو (منچن آباد) حافظ سعید احمد فاروقی (منچن آباد) مولانا قاری جمیل الرحمن اختر (لاہور) مولانا قاری نذیر احمد (لاہور) جناب محمد افضل عباس ہمٹ (لاہور) حافظ محبوب الحسن طاہر (بھلوال) مولانا محمد امین (ہنگو) مولانا عبد العزیز (اسلام آباد) مولانا قاری سیف اللہ اختر (اسلام آباد) مولانا محمد احمد (ٹوبہ ٹیک سنگھ) مولانا قاری سعید الرحمن (راول پنڈی) مولانا قاری محمد یعقوب (راول پنڈی) قاری محمد ابراہیم (بھبودی) جناب حکیم خان (بھبودی) مولانا محمد انس (راولپنڈی) مولانا عتیق الرحمن (راولپنڈی) محمد اشفاق خان (اٹک) حافظ عابد الٰہی۔

اجلاس میں پاکستان شریعت کونسل کے قیام کی منظوری دیتے ہوئے اس کے دستور کی تیاری کے لیے مولانا زاہد الراشدی کی سربراہی میں دستوری کمیٹی قائم کی گئی جو مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں دستوری خاکہ پیش کرے گی، کمیٹی میں ندیم اقبال اعوان ایڈووکیٹ، مفتی حبیب الرحمن درخواستی، قاری محمد اسد اللہ عباسی اور صلاح الدین فاروقی شامل ہیں۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ دستور کی منظوری اور دستور کے مطابق باقاعدہ تنظیمی ڈھانچے کی تشکیل تک عبوری مدت کے لیے مری کے تاسیسی اجلاس کے شرکاء پر مشتمل مرکزی مجلس شوریٰ، کونسل کے پالیسی اور انتظامی امور کو چلائے گی اور امیر مرکزیہ مولانا فداء الرحمن درخواستی کو مرکزی مجلس شوریٰ کے ارکان میں اضافے اور حسب ضرورت مرکزی اور صوبائی سطح پر عہدہ داروں اور کمیٹیوں کے تقرر کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

اجلاس میں عبوری مدت کے لیے مندرجہ ذیل مرکزی عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا، امیر حضرت مولانا فداء الرحمن درخواستی (کراچی) نائب امیر اول حضرت مولانا قاضی عبد الکریم (کلاچی) نائب امیر دوم مولانا منظور احمد چنیوٹی (جھنگ) نائب امیر سوم مولانا زرولی خان کراچی نائب امیر چہارم مولانا اللہ داد کاکڑ (ژوب) سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی (گوجرانوالہ) سیکرٹری اطلاعات مولانا قاری اسد اللہ عباسی (مری) سیکرٹری مالیات حاجی مطیع الرحمن درخواستی (خانپور) رابطہ سیکرٹری مخدوم منظور احمد تونسوی (لاہور) ان کے ساتھ ڈاکٹر شیر علی شاہ (میران شاہ) مولانا اکرام الحق خیری (کراچی) مولانا علاء الدین (ڈیرہ اسماعیل خان) مفتی حبیب الرحمن درخواستی (خانپور) اور حاجی غلام مصطفیٰ چودھر (صادق آباد) پر مشتمل مرکزی رابطہ کمیٹی قائم کی گئی۔ رابطہ کمیٹی کے مزید ارکان کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

اجلاس میں چاروں صوبوں، اسلام آباد، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات کے لیے پاکستان شریعت کونسل کے کنوینز اور سیکرٹری مقرر کیے گئے اور انہیں صوبائی رابطہ کمیٹیاں مقرر کرنے کا اختیار دیا گیا جن کی تفصیل یہ ہے

○ پنجاب کے لیے کنوینز مولانا حامد علی رحمانی (حسن ابدال) اور سیکرٹری مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر (لاہور)

○ سندھ کے لیے کنوینز مولانا سیف الرحمٰن آرائیں (حیدر آباد) اور سیکرٹری مولانا احسان اللہ ہزاروی (کراچی)

○ سرحد کے لیے کنوینز مولانا محمد امین (ہنگو) اور سیکرٹری مولانا میاں عصمت شاہ کاکاخیل (پشاور)

○ بلوچستان کے لیے کنوینز مولانا محمد حسن (کوئٹہ) اور سیکرٹری مولانا عبید اللہ (مستونگ)

○ شمالی علاقہ جات کے لیے کنوینز مولانا محمد لقمان اور سیکرٹری قاضی نثار احمد۔

○ اسلام آباد کے لیے کنوینز مولانا قاری محمد ایاز عباسی اور سیکرٹری مولانا مفتی سیف الدین۔

○ آزاد کشمیر کے لیے کنوینز حضرت مولانا محمد الیاس خان (چناری) اور سیکرٹری مولانا عبد الحیٔ (دھیر کوٹ)

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی مجلس شوریٰ کا آئندہ اجلاس دسمبر کے آخری ہفتہ کے دوران طلب کیا جائے گا جس میں دستور اور آئندہ پروگرام کی منظوری دی جائے گی جبکہ مارچ ۹۷ء میں کونسل کے صوبائی اور علاقائی کنونشن منعقد ہوں گے اور مارچ کے آخر میں لاہور میں کل پاکستان نظام شریعت کنونشن منعقد کیا جائے گا جس میں مرکزی عہدہ داروں کے باقاعدہ انتخاب کے علاوہ عملی جدوجہد کے پروگرام کا اعلان کیا جائے گا' اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان شریعت کونسل ملک میں نو آبادیاتی نظام کے خاتمہ اور اسلامی نظام کے مکمل اور عملی نفاذ کے لیے جدوجہد کرے گی' انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی' رائے عامہ کو بیدار کر کے تحریکی قوت منظم کرے گی اور اسلامی نظام کے نفاذ کی مخلصانہ کوشش کرنے والے ہر فرد اور طبقے کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور ان سے تعاون کرے گی۔ نیز اس امر کا اعلان بھی ضروری سمجھا گیا کہ پاکستان شریعت کونسل جبر و تشدد کے ذرائع پر یقین نہیں رکھتی اور اس کی جدوجہد پر امن اور قانونی دائرہ میں رہتے ہوئے منظم کی جائے گی۔

اجلاس میں اس امر کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا کہ پاکستان میں دستوری طور پر اسلامی نظام کے نفاذ کی ضمانت کے باوجود نفاذ اسلام میں رکاوٹیں بدستور موجود اور موثر ہیں جن کی وجہ سے اسلام کی عمل داری اور بالادستی کا مقصد حاصل نہیں ہو رہا اس لیے مرکزی

مجلس شوریٰ نے اس امر کو ضروری قرار دیا ہے کہ دستور پاکستان کا اسلامی نظام کے حوالہ سے از سر نو تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا جائے اور ان اسباب و عوامل کا تعین کیا جائے جو نفاذ اسلام میں حائل ہیں اس مقصد کے لیے مولانا قاضی عبد الکریم آف کلاچی کی سربراہی میں دستوری جائزہ کمیٹی قائم کی گئی جس میں مولانا زاہد الراشدی' مولانا قاری سعید الرحمٰن اور مولانا محمد امین آف ہنگو شامل ہیں جبکہ اس سلسلہ میں مولانا سرفراز خان صفدر (گوجرانوالہ) جسٹس (ر) مولانا محمد تقی عثمانی' مولانا محمد یوسف خان (پلندری آزاد کشمیر) مولانا محمد حسن جان (پشاور) مولانا محمد یوسف لدھیانوی (کراچی) علامہ ڈاکٹر خالد محمود (لاہور) اور دیگر اکابر علمائے کرام اور سرکردہ آئینی ماہرین سے بھی راہنمائی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا گیا' یہ کمیٹی نفاذ اسلام کے حوالہ سے دستور پاکستان کا تفصیلی جائزہ لے کر مرکزی مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی اور یہ رپورٹ پاکستان شریعت کونسل کی جدوجہد اور عوامی تحریک کی علمی و نظریاتی بنیاد ہو گی۔

اجلاس میں انسانی حقوق کے نام پر کام کرنے والی تنظیموں' این جی اوز اور بعض اقلیتی گروہوں کی طرف سے اسلامی احکام و قوانین کے خلاف مہم کا تفصیلی جائزہ لیا گیا اور اس سلسلہ میں ایک تفصیلی جائزہ رپورٹ مرتب کر کے ملک کے دینی و سیاسی حلقوں کو ان لابیوں کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنے اور ان کے تعاقب کے لیے انہیں منظم کرنے کا فیصلہ کیا گیا' اس مقصد کے لیے مولانا سیف الرحمٰن آرائیں آف حیدر آباد کی سربراہی میں کمیٹی مقرر کی گئی جو مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی' کمیٹی میں مولانا محمد حسن آف کوئٹہ' مولانا عبد الرشید انصاری آف کراچی' مولانا محمد امین انصاری آف کراچی اور مولانا قاری محمد اسد اللہ عباسی آف مری شامل ہیں۔

اجلاس میں سنی شیعہ کشیدگی میں مسلسل اضافہ کی صورت حال کا بھی جائزہ لیا گیا اور سنی کاز کے لیے کام کرنے والی تنظیموں سے رابطہ قائم کرنے اور سنی جدوجہد کو از سر نو منظم کر کے پاکستان کو دستوری طور پر سنی ریاست قرار دلانے کے لیے رائے عامہ کو بیدار کرنے کا فیصلہ کیا گیا اس سلسلہ میں مولانا قاری محمد اسد اللہ عباسی کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی گئی جس میں قاضی نثار احمد آف گلگت' حاجی جاوید ابراہیم پراچہ آف کوہاٹ اور صلاح الدین فاروقی آف ٹیکسلا شامل ہیں یہ کمیٹی مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی۔

اجلاس میں مدارس دینیہ کے خلاف عالمی لابیوں کی مہم اور حکومت پاکستان کے مبینہ اقدامات کا بھی جائزہ لیا گیا اور مدارس دینیہ کی خود مختاری کے تحفظ کے لیے دینی مدارس کے وفاقوں کی جدوجہد کی حمایت کرتے ہوئے اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کا فیصلہ کیا گیا اس مقصد کے لیے مولانا محمد عبد اللہ آف اسلام آباد کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جو متعلقہ امور کا تفصیل کے ساتھ جائزہ لے کر مرکزی مجلس شوریٰ کے آئندہ اجلاس میں رپورٹ پیش کرے گی، کمیٹی میں مولانا بشیر احمد شاد، مولانا معین الدین وٹو، مولانا محمد ادریس، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی، حاجی جاوید ابراہیم پراچہ اور مولانا عبد القیوم حقانی شامل ہیں۔

اجلاس میں پاکستان شریعت کونسل کی ہر سطح پر تشکیل کے لیے ملک بھر میں رابطہ مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور طے پایا کہ مرکزی اور صوبائی راہ نما اضلاع کی سطح پر دورے کریں گے اور علمائے کرام، دینی اداروں اور کارکنوں سے ملاقاتیں اور رابطہ کرنے کے علاوہ عام اجتماعات سے خطاب کریں گے۔ اجلاس میں مولانا عبد الخالق آف راول پنڈی، مولانا حافظ ممتاز علی آف بھکر اور مخدوم حافظ عبد الشکور تونسوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کی گئی نیز مولانا اکرام الحق خیری کے والد محترم کی وفات پر تعزیت اور دعائے مغفرت کی گئی۔

اردو، انگریزی اور عربی کی معیاری کمپوزنگ کے لیے

الشریعہ کمپوزنگ سنٹر

مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

سے رابطہ کیجئے۔ فون: ۲۱۹۶۶۳

خدا کا شکر ہے جمعیت علماء ہند کی اس تجویز کو مسلمانوں کی تائید حاصل ہوئی۔ ماتحت جمعیتوں نے جگہ جگہ شبینہ مکاتب قائم کیے۔ مرکزی جمعیت علماء ہند کی طرف سے تباہ شدہ اور پس ماندہ علاقوں میں مکاتب قائم کیے گئے۔ ترتیب نصاب کے لیے ایک تعلیمی کمیٹی بنائی گئی جس نے ابتدائی درجات کا ایسا نصاب مرتب کیا کہ اگر پانچ سال تک بچوں کو ایک گھنٹہ یومیہ تعلیم دی جائے تو بچہ تجوید و قراءت کے ساتھ قرآن کریم بھی ختم کر سکتا ہے اور حسب ضرورت عقائد، عبادات اور سیرت واخلاق اور اسلامی تہذیب سے بھی پوری واقفیت حاصل کر سکتا ہے اور اگر نصاب کی ہدایات پر حضرات اساتذہ عمل کریں تو بچہ کی اخلاقی اور مذہبی تربیت بھی کافی حد تک ہو سکتی ہے لیکن اس جدوجہد کے باجود کامیابی کی منزل بہت دور ہے اور اس کے لیے لا محالہ عام مسلمانوں اور اسلامی اداروں کے تعاون کی شدید ضرورت ہے۔

اس پر آشوب دور میں اگر جمعیت علماء ہند کی تمام شاخوں کی جدوجہد اور دوسرے اسلامی اداروں کے تعاون سے مسلمانوں میں اسلامی تعلیم کا مذاق پیدا ہو جاتا ہے اور ہر ایک مسلمان اپنے فرض کو پوری طرح محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ ایک "معلم" ہے اور سید الانبیاء ﷺ کے ارشاد گرامی (بعثت معلما میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں) کو ہر ایک مسلمان اپنی زندگی کا لائحہ عمل قرار دینے لگتا ہے تو ملت اسلامیہ ہر ایک خطرہ سے محفوظ ہو جاتی ہے۔

حضرات کرام! ابتدائی مذہبی تعلیم کی جدوجہد کے ساتھ وہ تعلیمی مرکز اور علوم شرقیہ کے کامیاب ادارے نظر انداز نہ ہونے چاہئیں جن کی جلیل القدر علمی خدمات ہماری تاریخ کا روشن باب بن چکی ہیں۔ یہ مسلمانوں کا گرانقدر سرمایہ ہیں اور ایک مقدس امانت ہیں جس کو ہمارے بزرگوں نے ہمارے سپرد کیا ہے۔ اس امانت کو محفوظ رکھنا اور اس سرمایہ کو ترقی دینا ہماری دینی و ملی حمیت کا گراں بہا فرض ہے جو ایثار واخلاص کا مطالبہ کرتا ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ ایک زندہ جماعت ایثار میں کبھی کوتاہی نہیں کرتی۔ یؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة (سورہ حشر)

ہمارے تعلیمی پروگرام کا ایک ضروری حصہ یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنی ذمہ داری پر ایسے ابتدائی مدارس قائم کریں جن میں اردو زبان اور ابتدائی مذہبی تعلیم وتربیت کے ساتھ سرکاری پرائمری سکولوں کے تمام ضروری مضامین بھی نصاب میں شامل کیے جائیں۔

(خطبہ صدارت مولانا سید حسین احمد مدنی ۱۹۵۱ء حیدر آباد دکن)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

☆ شریعت اسلامیہ کی بالادستی و نفاذ کے لیے رائے عامہ کو منظم کرنے

☆ مختلف طبقات کے افراد سے رابطہ اور ان کی ذہن سازی اور

☆ اسلام دشمن لابیوں کی نشاندہی اور ان کے تعاقب کے لیے

پاکستان شریعت کونسل

کا قیام عمل میں آچکا ہے اور ملک کے سنجیدہ علمائے کرام اور اہل دانش نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے تعاون کا اظہار کیا ہے۔

پاکستان شریعت کونسل کے دستور العمل کی تیاری کے لیے دستوری کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جس کی سفارشات پر مرکزی مجلس شوریٰ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ کے آغاز میں دستور کی منظوری دے گی اور اس کے ساتھ ہی ملک بھر میں پاکستان شریعت کونسل کی ممبر سازی اور ہر سطح پر تشکیل و تنظیم کا آغاز ہو جائے گا جبکہ شوال المکرم کے دوران صوبائی سطح کے اجتماعات منعقد ہوں گے اور ذی قعدہ کے آخر میں لاہور میں

کل پاکستان نظام شریعت کنونشن

منعقد ہو گا جو نفاذ شریعت کی ملک گیر عوامی جدوجہد کا نقطہ آغاز ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

پاکستان شریعت کونسل نے انتخابی سیاست اور جبر و تشدد کے ذرائع سے الگ تھلگ رہتے ہوئے نفاذ اسلام کے لیے رائے عامہ کو بیدار کر کے پرامن عوامی تحریک منظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور مذکورہ بالا مقاصد اور طریق کار سے اتفاق رکھنے والے ہر باشعور مسلمان اور شہری سے اس جدوجہد میں عملی شرکت اور تعاون کی درخواست ہے۔

مزید معلومات کے لیے

مرکزی دفتر پاکستان شریعت کونسل، جامعہ انوار القرآن آدم ٹاؤن ۱۱۔ سی۔ ون کراچی

فون ۶۳۸۱۲۳ فیکس ۶۹۹۸۷۵۲

الشریعہ اکیڈمی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

گزشتہ سات سال سے نفاذ اسلام کے علمی و فکری تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے مصروف عمل ہے اور اکیڈمی کے زیر اہتمام

--- ○ سہ ماہی الشریعہ گوجرانوالہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

--- ○ الشریعہ پبلک اسکول کے نام سے تعلیمی کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

--- ○ پاکستان میں ورلڈ اسلامک فورم کی سرگرمیوں کو منظم کیا جاتا ہے اور مختلف مقامات پر علمی و فکری محافل کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

--- ○ مختلف موضوعات پر لٹریچر چھپوا کر مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں اب تک مندرجہ ذیل کتابچے اور پمفلٹ تقسیم ہو چکے ہیں۔

(۱) عورت کی حکمرانی کی شرعی حیثیت' صفحات ۱۶ (۲) مغربی ممالک میں مقیم مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں' صفحات ۸۰' (۳) قرارداد مقاصد کے بارے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلے کا جائزہ' صفحات ۵۲ (۴) مغربی میڈیا اور اہل علم کی ذمہ داری' صفحات ۲۰ (۵) مغربی میڈیا' بنیاد پرستی اور مسلم امہ' صفحات ۲۴ (۶) امریکی عزائم اور اہل دین کی ذمہ داری صفحات ۱۶ (۷) مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے بارے میں جائزہ رپورٹ' صفحات ۸ (۸) رحمۃ دوجہاں توہین رسالت کیس' صفحات ۱۶ (۹) صومالیہ کے خلاف امریکی سازش صفحات ۱۶' (۱۰) سنی شیعہ کشمکش کے اسباب کا جائزہ' صفحات ۲۴ (۱۱) دینی مدارس کے خلاف نئی مہم کا جائزہ صفحات' ۱۶

--- ○ اناوہ گوجرانوالہ میں الشریعہ اکیڈمی کے لیے شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے قریب چار کنال زمین حاصل کر لی گئی ہے جہاں درس نظامی کے ساتھ اسکول اور کالج کی مکمل تعلیم کی بنیاد پر ایک معیاری دینی درسگاہ اور علماء و طلبہ کے لیے جدید معلومات اور تحریر و تقریر کی تربیت کا مرکز تعمیر کرنے کا پروگرام طے کیا گیا ہے۔

الشریعہ اکیڈمی کے تمام اخراجات اصحاب خیر کے تعاون سے پورے ہوتے ہیں اور اناوہ کے تعمیری پروگرام کے علاوہ اکیڈمی کے معمول کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ دو لاکھ روپے کے لگ بھگ ہے جس کے لیے احباب سے بطور خاص توجہ کی درخواست ہے۔

خط و کتابت اور ترسیل زر کے لیے : حافظ محمد عمار خان ناصر

ڈائریکٹر الشریعہ اکیڈمی مرکزی جامع مسجد پوسٹ بکس ۳۳۱ گوجرانوالہ پاکستان

اکاؤنٹ نمبر 1260 بنام "الشریعہ" حبیب بینک لمیٹڈ بازار تھانے والا گوجرانوالہ

ورلڈ اسلامک فورم کا تعلیمی پروگرام

"اسلامک ہوم اسٹڈی کورس"

ورلڈ اسلامک فورم نے ۲۔ اکتوبر ۹۳ء کو جامع مسجد و۔ مبلڈن پارک لندن میں اپنے دوسرے سالانہ مشاورتی اجلاس میں فیصلہ کیا کہ برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں مقیم مسلم خاندان کے بچوں کے لیے دینی تعلیمات کا خط و کتابت کورس اردو اور انگلش دو زبانوں میں شروع کیا جائے' اس مقصد کے لیے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ میں "دعوہ اکیڈمی" کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب سے رابطہ کیا گیا اور انہوں نے "دعوہ اکیڈمی" کا تیار کردہ "مطالعہ اسلام کورس" ایک معاہدہ کے تحت ورلڈ اسلامک فورم کے حوالہ کر دیا اور اسے چلانے اور ضرورت کے مطابق اسے طبع کرانے کی باضابطہ اجازت مرحمت فرمائی۔ چنانچہ مدنی ٹرسٹ مدنی مسجد نوٹنگھم کی پیش کش پر اس کورس کے انتظامی امور مدنی ٹرسٹ کے سپرد کر دیے گئے اور مدنی ٹرسٹ نے ورلڈ اسلامک فورم کی نگرانی میں "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے نام سے یہ خط و کتابت کورس شروع کیا۔ اس کورس کے اجراء کا اعلان "ورلڈ اسلامک فورم" کے دوسرے سالانہ تعلیمی سیمینار میں کیا گیا جو ۲۔ اگست ۹۴ء کو اسلامک کلچرل سنٹر ریجنٹ پارک لندن میں منعقد ہوا اور اس میں دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر محمود احمد غازی' ہفت روزہ کراچی کے مدیر اعلیٰ جناب صلاح الدین شہید' شعبہ اسلامیات ڈربن یونیورسٹی جنوبی افریقہ کے سربراہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی اور دار العلوم دیوبند کے استاذ حدیث حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ ۹۴ء میں اردو اور انگلش میں یہ کورس ایک سال کے لیے شروع کیا گیا جس میں چالیس کے لگ بھگ طلبہ اور طالبات نے شرکت کی۔ جبکہ ۹۵ء سے اسے دو سالہ کورس کر دیا گیا جو اکتوبر ۹۷ء میں مکمل ہو گا اور اس میں اس وقت یورپ کے مختلف ممالک سے گیارہ سو کے قریب طلبہ اور طالبات شریک ہیں' اس کورس کی کوئی فیس (داخلہ فیس ۱۰ پونڈ کے سوا) نہیں لی جاتی اور تمام اخراجات مدنی ٹرسٹ نوٹنگھم برداشت کرتا ہے جبکہ برطانوی محکمہ تعلیم کے متعلقہ ذمہ دار حضرات سے اس کورس کو سرکاری طور پر تسلیم کرانے کے لیے مذاکرات جاری ہیں جو آخری مراحل میں ہیں۔

ورلڈ اسلامک فورم کے ایجوکیشنل سیکرٹری اور مدنی مسجد نوٹنگھم کے خطیب مولانا رضاء الحق "اسلامک ہوم اسٹڈی کورس" کے تمام انتظامی امور کے انچارج ہیں اور کورس کا ایڈریس درج ذیل ہے۔

ISLAMIC HOME STUDY COURSE
289 GLADSTONE STREET, FOREST FIELDS,
NOTTINGHAM NG7GHX (U.K.)
TEL (0115) 969 2566 FAX : (0115) 985 8997

REGD.L NO 8736

AL-SHARIA
GUJRANWALA.PAKISTAN

PHONE (0431) 219663

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وصیت فرمائی تھی کہ

یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو (بخاری شریف)

چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جزیرہ عرب کو یہود نصاریٰ کے وجود سے پاک کر دیا تھا لیکن آج یہودی فلسطین اور بیت المقدس پر قابض ہونے کے بعد

مدینہ منورہ پر قبضے کا خواب

دیکھ رہے ہیں اور "عظیم تر اسرائیل" کے مجوزہ نقشہ میں مدینہ منورہ کو شامل کر لیا گیا ہے جبکہ اسرائیل کے پشت پناہ امریکہ اور اس کے حواری ممالک کی فوجیں نہ صرف جزیرہ عرب میں موجود ہیں بلکہ ان کی نقل و حرکت اور اثرات کا دائرہ دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے۔ یہ صورت حال حرمین شریفین کے تقدس و تحفظ کے حوالہ سے

ملت اسلامیہ کی غیرت کے لیے چیلنج

کی حیثیت رکھتی ہے اور ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے گریبان میں جھانکے اور حرمین شریفین کے تقدس کی حفاظت کے لیے جو کچھ اس کے بس میں ہو اس سے گریز نہ کرے۔

منجانب: اللہ وسایا قاسم کنوینر تحفظ حرمین شریفین محاذ اسلام آباد پاکستان